نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات

محمد الیاس عادل

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات

مصنف

محمد الیاس عادل

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

297-52
۱۴۵۶۵۱

ہماری کتابیں ۔ معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

ناشر: مشتاق احمد
اہتمام: سلمان منیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب — نبی کریم ﷺ کے معمولات
مصنف — محمد الیاس عادل
پروف ریڈنگ — قاری نجم الصبیح
مطبع — آر آر پرنٹرز، لاہور
ڈیزائن — عاطف بٹ
کمپوزنگ — گل گرافکس
اشاعت — 2014
قیمت — روپے

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما کر شکریہ ادا کرنے کا موقع فراہم کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں درستگی کی جا سکے۔ شکریہ

Marfat.com

فہرست

- ابتدائیہ ---------- 5
- مسواک کرنے کا معمول ---------- 8
- سنن ونوافل کی ادائیگی کا معمول ---------- 10
- عفوودرگزر کرنے کا معمول ---------- 14
- ہرایک کی حاجت روائی کرنے کا معمول ---------- 28
- اسلام کی دعوت دینے کا معمول ---------- 41
- دینی امور کے متعلق سوالات کے جوابات دینے کا معمول ---------- 45
- نفلی روزے رکھنے کا معمول ---------- 55
- تلاوت قرآن حکیم کرنے اور دوسروں کو تلقین کرنے کا معمول ---------- 60
- رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا معمول ---------- 65
- خوابوں کی تعبیر بیان فرمانے کا معمول ---------- 71
- بیمار کی عیادت کرنے کا معمول ---------- 75
- جنازے میں شرکت کا معمول ---------- 86
- استغفار کرنے کا معمول ---------- 94
- گھریلو معمولات ---------- 101
- سادہ زندگی گزارنے کا معمول ---------- 108

Marfat.com

- مشاورت فرمانے کا معمول ---------- 118
- وعدہ کی پابندی کا معمول ---------- 123
- بچپن کے معمولات ---------- 125
- خواتین کے ساتھ شفقت کا معمول ---------- 128
- سفید اور صاف لباس پہننے کا معمول ---------- 134
- مقدمات کے فیصلے کرنے کا معمول ---------- 137
- بچوں کے ساتھ شفقت کا معمول ---------- 147
- غلاموں کے ساتھ شفقت کا معمول ---------- 154
- بڑوں کی تعظیم کرنے کا معمول ---------- 160
- سلام و مصافحہ کرنے کا معمول ---------- 168
- جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض پر شفقت کا معمول ---------- 174
- خوش طبعی کرنے کا معمول ---------- 182
- نیکی کرنے کی تلقین اور برائی سے منع کرنے کا معمول ---------- 192
- کم گوئی کا معمول ---------- 199
- جامع اور مختصر گفتگو کا معمول ---------- 203
- کافروں پر شفقت کا معمول ---------- 204
- یتیموں سے شفقت کا معمول ---------- 210

Marfat.com

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کریم ﷺ کے معمولات کے بارے میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے دریافت کیا کہ رسول کریم ﷺ کا جو وقت اپنے دولت خانہ میں گزرتا تھا۔ آپ ﷺ اس میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول کریم ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو اس میں قیام کے وقت کے تین حصے کر لیتے تھے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے دوسرا اپنے اہل کے ساتھ موانست و معاشرت کے لیے، تیسرا اپنی ذات اطہر، پھر اپنے ذاتی حصہ کو اپنے اور عام لوگوں کے درمیان تقسیم کر لیتے۔ خواص صحابہ جو دولت خانہ میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے آپ ﷺ ان کی وساطت سے عوام کو جو ان اوقات میں حاضری کا شرف حاصل نہ کر پاتے تبلیغ احکام فرماتے اور اس حصہ امت کو بقدر حاجات دینیہ تقسیم فرماتے۔ اہل فضل میں سے کسی کو ایک مسئلہ دین دریافت کرنا ہوتا کسی کو دو اور بعض کو بہت سے مسائل کی ضرورت ہوتی۔ چنانچہ ان اصحاب حاجات کی طرف توجہ فرماتے اور ان کو وہی امور دریافت کرنے دیتے جن میں امت کی بہتری ہو۔ حضور ﷺ ان کے مناسب حال احکام بیان فرماتے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا کہ حضور ﷺ جو وقت گھر سے باہر گزارتے اس میں آپ ﷺ کے معمولات کیا تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ اکثر خاموش رہتے اور سوائے مفید اور ضروری امور کے لب کشائی نہ فرماتے آپ ﷺ لوگوں کو اپنا گرویدہ بناتے اور ایسی بات نہ کرتے جس سے وہ آپ سے نفرت کرنے لگیں۔ آپ ﷺ ہر ایک قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اس کو ان کا سردار بناتے۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب کی خبر گیری فرماتے (مثلاً مریض کی عیادت، جنازوں میں

Marfat.com

شرکت، ہر ایک کے ساتھ شفقت فرماتے) آپ ﷺ اچھی بات کی تحسین فرماتے اور اس کی تائید کرتے جبکہ بُری بات کی برائی ظاہر فرماتے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں نے اپنے والد ماجد سے حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس کا حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا مجلس سے اُٹھنا اور مجلس میں بیٹھنا بغیر ذکر الٰہی نہ ہوتا۔ آپ ﷺ جب کسی مجلس میں رونق افروز ہوتے تو جو جگہ خالی پاتے وہیں بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم دیتے جو لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھتے آپ ان میں سے ہر ایک کو بہرہ ور فرماتے جو شخص آپ ﷺ کے پاس بیٹھتا یا کسی حاجت کے لیے آپ ﷺ سے کلام کرتا آپ ﷺ اس کے ساتھ اسی حالت میں ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ وہ خود واپس ہو جاتا۔ جو شخص آپ ﷺ سے کسی حاجت کا سوال کرتا آپ ﷺ اس کی حاجت کو پورا کرتے یا اس سے کوئی نرم بات فرماتے (یعنی وعدہ فرماتے یا فرماتے کہ فلاں سے ہمارے ذمہ قرض لے لو) (شمائل ترمذی)

بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ کے معمولات میں یہ باتیں شامل تھیں کہ آپ ﷺ صفائی کو پسند فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ مسواک کرنا آپ کا بکثرت معمول تھا صاف ستھرا لباس مبارک زیب تن فرماتے، خوشبو لگاتے، عبادات کے حوالے سے آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ نفلی نمازیں بکثرت پڑھتے، رجب شعبان اور دیگر مہینوں میں نفلی روزے رکھتے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے اور شب بیداری کرتے ہوئے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے ان معمولات کے علاوہ وہ معمولات جو رات اور دن کے مختلف اوقات میں آپ ﷺ کے ہوتے تھے ان میں بھی فرق نہ آنے دیتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے شب و روز کے انہی معمولات کو کتاب ہذا کی زینت بنایا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے معمولات کا یہ حصہ تھا کہ آپ ﷺ ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیتے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہ لیتے اپنے جانی دشمنوں تک کو معاف فرما دیتے ہر ایک کی حاجت روائی فرماتے اور کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے اپنے معمول کے مطابق دعوت اسلام کا کام جاری رکھتے اور دینی امور کے متعلق ہر طرح کے سوالات کے جوابات

Marfat.com

دیتے آپ ﷺ کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد مجلس منعقد فرماتے جس میں ہر طرح کے لوگ حاضر ہوتے، کسی کی حاجت روائی کرتے، کسی کی رہنمائی کرتے، وہ مقدمات جو آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ان کے فیصلے صادر فرماتے، خوابوں کی تفسیر بیان فرماتے غرضیکہ ہر غرض مند کی غرض پوری فرماتے۔

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ بیماروں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے حتیٰ کہ غیر مسلم بھی بیمار ہو جاتا تو اس کی بھی عیادت فرماتے اور اسے اچھے کلمات سے نوازتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو اس کے جنازے میں شرکت فرماتے۔ یتیموں کی مدد کرتے بکثرت استغفار کرتے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے گھریلو معمولات یہ تھے کہ آپ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے، گھر والوں کا خیال رکھتے، اپنے کام خود کرتے، سادہ زندگی بسر فرماتے کبھی نرم بستر استعمال نہ کرتے۔ کبھی کسی کھانے میں نقص نہ نکالتے، کبھی میدے کی روٹی نہ کھاتے غرضیکہ نہایت سادہ اور معمولی غذا تناول فرماتے۔

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر اہم کام میں مشاورت فرماتے اور ہر ایک کے مشورے پر پورا غور کر کے پھر فیصلہ فرماتے۔ وعدہ کی پابندی کرتے کبھی عہد شکنی نہ کرتے۔ ہر ایک کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ آپ کے معمولات کے حوالے سے ہر ایک کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے معمولات کے تحت ترتیب دی گئی زیر نظر کتاب میں آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے شب و روز کے تمام پہلو اجاگر کیے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے کتاب ہذا کو احادیث مبارکہ کی روشنی میں نہایت دلچسپ اور واقعاتی انداز میں پیش کرنے کی مجھے سعادت و توفیق عطا فرمائی۔

(محمد الیاس عادل)

Marfat.com

مسواک کرنے کا معمول

سیدنا رسول کریم ﷺ کے معمولات میں یہ شامل تھا کہ آپ ﷺ کبھی بھی مسواک کو ترک نہ فرماتے آپ ﷺ کے اس معمول کا احادیث مبارکہ میں بکثرت بیان ہوا ہے۔

پہلا کلام:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ جب باہر سے گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا تھا۔ (صحیح مسلم شریف)

وضو سے قبل مسواک:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رات کو حضور ﷺ کے پاس وضو کا پانی اور مسواک رکھی جاتی تھی آپ ﷺ جب رات کو اُٹھتے تو پہلے قضائے حاجت کرتے پھر مسواک فرماتے۔ (ابوداؤد شریف)

تین چیزوں کا معمول:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں رسولوں کی عادات میں سے ہیں (1) جلدی افطار کرنا (2) سحری میں دیر کرنا (3) مسواک کرنا (طبرانی)

سفر میں مسواک:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ سفر فرماتے تو اپنے ساتھ مسواک، کنگھا، سُرمہ دانی، آئینہ اور پیشاب دانی لے جاتے تھے۔ (ابونعیم۔ ابن جوزی)

Marfat.com

مسواک کی تاکید:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کی پاکی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ مسواک کی وصیت کرتے رہتے یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں مجھ پر اور میری اُمت پر فرض نہ ہو جائے اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک فرض کر دیتا اور میں اس قدر کثرت سے مسواک کرتا ہوں کہ مجھے اپنے منہ کے اگلے حصہ کے چھیل جانے کا خوف ہے۔'' (ابن ماجہ)

☆☆☆

Marfat.com

سنن ونوافل کی ادائیگی کا معمول

سیدنا رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ سنن ونوافل کی ادائیگی بھی باقاعدگی سے فرمایا کرتے تھے جن کا پتہ احادیث مبارکہ سے بخوبی ملتا ہے۔

نماز فجر سے قبل:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو نوافل (اور سنن) میں سے کسی نماز کا اتنا زیادہ اہتمام نہ تھا جتنا کہ فجر کی نماز سے قبل دو رکعت سنت پڑھنے کا اہتمام تھا۔ (مسلم شریف)

ساری دنیا سے زیادہ محبوب:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی دو رکعت سنتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ دو رکعتیں مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔ (مسلم شریف)

ظہر سے قبل چار رکعت:

رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھا کرتے تھے اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ ظہر سے پہلے زوال کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرا کوئی نیک عمل آسمان کی طرف جائے۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

نماز میں مشغولیت:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب کوئی اہم معاملہ درپیش آتا تو آپ ﷺ فوراً نماز میں مشغول ہو جاتے۔(ابوداؤد شریف)

طویل نفل نمازیں پڑھنے کا معمول:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اس قدر لمبی نفلیں پڑھا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک ورم کر گئے تھے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے عرض کیا کہ آپ اس قدر مشقت برداشت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اول و آخر تمام گناہ بخش دیے ہیں۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں اس کا شکر ادا نہ کروں۔(شمائل ترمذی شریف)

تہجد پڑھنے کا معمول:

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول کریم ﷺ کی رات کی نماز یعنی تہجد اور وتر کے بارے میں دریافت کیا کہ حضور ﷺ کا کیا معمول تھا۔اُنہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ (نماز عشاء کے بعد) رات کے پہلے حصہ میں استراحت فرماتے تھے۔اس کے بعد تہجد پڑھتے تھے۔یہاں تک کہ اخیر شب ہو جاتی تب وتر پڑھتے اس کے بعد اپنے بستر مبارک پر تشریف لے آتے اگر رغبت ہوتی تو اہل کے پاس تشریف لے جاتے یعنی صحبت کرتے پھر فجر کی اذان کے بعد فوراً اُٹھ کر اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔(شمائل ترمذی)

بارہ رکعت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب کبھی کسی عارضہ کی وجہ سے رات کو تہجد نہیں پڑھ سکتے تھے تو دن میں (چاشت کے وقت) بارہ رکعات پڑھ لیا کرتے تھے۔(ترمذی شریف)

Marfat.com

تیرہ رکعتیں:

حضرت زید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز یہ ارادہ کیا کہ رسول کریم ﷺ کی نماز کو آج غور سے دیکھوں گا۔ میں آپ ﷺ کے مکان یا خیمہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ رسول کریم ﷺ نے پہلے دو مختصر رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد طویل، طویل، طویل دو دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سے بھی مختصر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھے یہ سب تیرہ رکعتیں ہوئیں۔ (ترمذی شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا یہ بھی معمول تھا کہ آپ ﷺ نماز تہجد کے ساتھ وتر بھی پڑھ لیا کرتے تھے اور دو رکعت نفل تحیۃ الوضو بھی۔

رمضان المبارک میں تہجد کا معمول:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول کریم ﷺ رمضان المبارک میں تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (یعنی آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر) اول چار رکعت پڑھتے تھے یہ نہ پوچھ کہ وہ کتنی طویل ہوتی تھیں اور کس عمدگی کے ساتھ بہترین حالت یعنی خشوع وخضوع سے پڑھی جاتی تھیں۔ اسی طرح پھر چار رکعت مزید پڑھتے تھے ان کی بھی طوالت اور عمدگی کا حال کچھ نہ پوچھ۔ پھر تین رکعت پڑھتے تھے یعنی وتر۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں مگر میرا دل جاگتا رہتا ہے۔ (ترمذی شریف)

کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا معمول:

حضرت عبداللہ بن شفیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول کریم ﷺ کی نوافل (نماز) کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ رات کے طویل حصہ میں نوافل کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور طویل حصہ میں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ رسول کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب کھڑے ہو کر قرآن پاک

Marfat.com

پڑھتے تو رکوع و سجود بھی کھڑے ہونے کی حالت میں ادا فرماتے اور جب قرآن پاک بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھنے ہی کی حالت میں ادا فرماتے۔ (ترمذی شریف)

ظہر، مغرب، عشاء اور فجر کے بعد رکعتیں پڑھنے کا معمول:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت میرے گھر پڑھتے تھے پھر مسجد میں تشریف لے جاتے اور فرض پڑھاتے اس کے بعد گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے اور مغرب کی نماز کے بعد میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے اور عشاء کی نماز کے بعد بھی تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے اور صبح صادق کے بعد دو رکعت پڑھتے اور نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

(ابوداؤد شریف)

ظہر سے قبل چار رکعت پڑھنے کا معمول:

مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

ایک اور حدیث پاک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ ظہر کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے وقت چار رکعت گھر سے پڑھ کر تشریف لے جاتے تھے۔ (مسند احمد۔ سنن ابوداؤد)

سفر سے واپسی پر دو رکعت پڑھنے کا معمول:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں نماز پڑھتے پھر وہیں مسجد میں تشریف رکھتے۔ (مسلم شریف)

اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن شفیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ نماز چاشت پڑھتے تھے؟ انہوں نے یہ فرمایا کہ معمولاً تو نہیں پڑھتے تھے البتہ (یہ معمول ضرور تھا کہ) سفر سے جب لوٹتے تو ضرور پڑھتے۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

عفو و درگزر کرنے کا معمول

سیدنا رسول کریم ﷺ نے اپنے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا بڑے بڑے دشمنوں اور مخالفین پر قابو پانے کے باوجود اُن کو معاف کر دیا آپ ﷺ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ عفو درگزر سے کام لیا اور آپ ﷺ کے اس معمول میں کبھی فرق نہیں آیا۔

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ اپنے بدترین دشمنوں سے بھی حسن سلوک سے پیش آتے جو کوئی معافی کا طلبگار ہوتا اُسے معاف فرما دیتے ہر ایک کے ساتھ ہر ممکن مہربانی سے پیش آتے کسی کی حد سے بڑھی ہوئی زیادتیوں کے باوجود اسے معاف فرما دیتے اور دوسروں کو بھی اس بات کی تلقین فرماتے کہ انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دینے والا اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس حوالے سے بہت سے واقعات احادیث مبارکہ اور کتب سیر میں بیان ہوئے ہیں۔

قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ، ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا، اے میرے پروردگار! آپ کے نزدیک آپ کے بندوں میں سے کون سب سے پیارا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ جو انتقامی کاروائی کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دے۔ (مشکوٰۃ)

اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کو جب دو کاموں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ آسان کا انتخاب فرمایا جب تک کہ وہ گناہ نہ ہوتا اگر گناہ ہوتا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی بات کا انتقام نہیں لیا سوائے اس صورت کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بے حرمتی ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے واسطے اس کا انتقام لیتے تھے۔

معاف کرنے کی تلقین:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا'

''اچھی سیرت وخصلت کے مسلمان سے اگر کبھی کوئی لغزش ہو جائے تو اس کو معاف کر دو سوائے حدود کے۔'' (ابوداؤد)

ہمیشہ درگزر فرماتے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بُرائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے تھے بلکہ معاف فرمادیا کرتے تھے اور درگزر سے کام لیتے تھے۔ (ترمذی شریف)

عبداللہ بن ابی سے درگزر:

عبداللہ بن ابی مشہور منافق تھا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدترین دشمن تھا لیکن اُس کا بیٹا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان تھے آپ کا نام بھی عبداللہ تھا آپ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانثار صحابہ کرام میں شمار ہوتے ہیں ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق نے حضور سرور کائنات ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور بہت برے الفاظ استعمال کیے جنہیں سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے چین ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میرے باپ نے (معاذاللہ) آپ کو ذلیل کہا ہے۔ قسم ہے اللہ پاک کی وہ خود ذلیل ہے۔ یارسول اللہ ﷺ! اگرچہ تمام قبیلہ خزرج

Marfat.com

میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا مطیع کوئی نہیں ہے تاہم آپ حکم فرمائیں تو میں اُسے قتل کر دوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معمول کے مطابق عفوو درگزر سے کام لے کر فرمایا نہیں میں ایسا نہیں چاہتا (معارج النبوت)

مالک بن عوف کو معافی:

یہ غزوہ حنین میں فتح کے بعد کا واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبیلہ ہوازن کے لوگوں سے پوچھا، تمہارا سردار مالک بن عوف کہاں ہے؟ اُس نے تم لوگوں کو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑنے پر اُکسایا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ طائف بھاگ گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مالک بن عوف سے جا کر کہہ دو کہ اگر وہ میرے پاس آ جائیں تو نہ صرف اُن کے اہل وعیال اور مال مویشی واپس کر دیے جائیں گے۔ بلکہ میں اپنی طرف سے سو اونٹ بھی دُوں گا۔

مالک بن عوف طائف میں سخت پریشانی اور بے کسی کے عالم میں زندگی گزار رہے تھے اُنہیں جب یہ اطلاع ملی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُنہیں معاف فرمادیا ہے تو فوراً بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وعدہ کے مطابق عمل فرمایا انہیں نہ صرف ان کی قوم کی سرداری واپس کی بلکہ چند دوسرے قبائل کا بھی سردار بنا دیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے مسلمان ہونے کے بعد آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں چند اشعار کہے جن کا مفہوم یہ تھا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق جیسا کوئی انسان نہ کبھی دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔

عبداللہ بن ابی السرح کو معافی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رضاعی بھائی کا نام عبداللہ بن ابی السرح تھا یہ مدینہ منورہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا اور آپ کے ارشاد مبارک سے وحی کی کتابت کا فریضہ انجام دیتا تھا مگر قرآن مجید کی کتابت کرتے ہوئے خیانت سے کام لے کر کلمات میں تبدیلی کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

جانتے نہیں اگر چہ وہ کہتے ہیں۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں اُن کے لیے لکھتا ہوں بلکہ جس طرح اُن پر وحی اُترتی ہے مجھ پر بھی اترتی ہے۔عبداللہ بن ابی السرح کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی حرکت کا علم ہو گیا ہے تو وہ مکہ مکرمہ بھاگ گیا۔ پھر جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو اس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفارشی بنایا کہ وہ حضور سرور کائنات ﷺ سے اسے معافی دلوائیں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس کی والدہ کے اپنے اوپر حقوق کا ذکر کر کے عرض کیا کہ اس کے خون سے درگزر فرمائیں اور انہیں معافی عطا فرمائیں۔حضور سرور کائنات ﷺ نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند مرتبہ عرضداشت پیش کی اور آپ سے کوئی جواب نہ سنا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب جا کر سر اقدس اپنی بغل میں لے کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے عبداللہ کو امان دے دی۔ جب کئی مرتبہ عاجزی سے پوچھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں! جناب عبداللہ بن ابی السرح مسلمان تھے۔مگر جب بھی کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سامنا ہوتا تو شرمندگی کی وجہ سے بھاگ جاتے۔ایک دن حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! عبداللہ میرا رضاعی بھائی ہے جب آپ کو دیکھتا ہے تو بھاگ جاتا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا' میں نے اُسے امان دے دی ہے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، ہاں مگر جب اُسے اپنا وہ عظیم جرم یاد آتا ہے تو آپ کی نگاہ پاک کی تاب نہیں لا سکتا۔ (مدارج النبوت جلد دوم)

عکرمہ بن ابو جہل کو معافی:

بیہقی کی روایت ہے کہ عکرمہ کی بیوی اُم حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے پہلے مسلمان ہو چکی تھیں وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے خاوند کے لیے عفو و درگزر کی التجا کی جو حضور ﷺ نے (اپنے معمول کے مطابق) قبول فرمالی۔

ابو داؤد ونسائی کی روایت ہے کہ عکرمہ رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بے حد اذیتیں پہنچایا کرتا تھا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا اذن

Marfat.com

عام فرمایا ہے وہ مکہ مکرمہ سے بھاگ نکلا کہ سمندر میں کود کر اپنی زندگی کو ختم کر دے گا۔ بھاگ کر وہ کشتی میں سوار ہوا راستے میں طوفان آ گیا۔ کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ عکرمہ نے لات و ہبل کو پکارنا شروع کر دیا۔ کشتی والوں نے اسے کہا، اللہ وحدہٗ لا شریک کو پکارو تمہارے جھوٹے خدا تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

پھر اس نے اس طرح التجا کی

''اے اللہ! اگر تو مجھے اس مصیبت سے بچا لے گا تو میں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا مجھے یقین ہے کہ میں انہیں بخشنے والا کریم پاؤں گا۔''

اس اثناء میں اس کی بیوی پہنچ گئی اس نے عکرمہ سے کہا، میرے چچا کے بیٹے! میں ایسے شخص کی بارگاہ سے آئی ہوں جو تمام لوگوں سے زیادہ نیکوکار اور سراپا خیر ہے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال۔ میں اللہ کے رسول ﷺ سے تمہارے لیے امان لے کر آئی ہوں۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ آیا ابھی وہ رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں نہیں پہنچا تھا کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ عکرمہ تمہارے پاس آنے والا ہے۔

اس کے بعد جب عکرمہ حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ فرط مسرت سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر مبارک اتار کر اس پر ڈال دی اور فرمایا، میں اس شخص کو خوش آمدید کہتا ہوں جو ہجرت کر کے میرے پاس آیا اور ایمان لایا۔ پھر عکرمہ نے سب کے سامنے اللہ کو گواہ بنا کر کہا، ''میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی شریک نہیں محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔'' اور فرط حیا سے سر جھکا لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے عکرمہ! جو تم مجھ سے مانگو گے دیا جائے گا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جو عداوتیں میں نے آپ ﷺ سے کی ہیں میری ہر عداوت کو معاف فرما دیجیے۔ رسول کریم ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور دعا فرمائی۔ (نسائی شریف۔ ابوداؤد شریف۔ بیہقی)

Marfat.com

تمام مجرموں کی معافی کا اعلان:

یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے کہ مسجد الحرام میں دربار نبویؐ لگا ہوا تھا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں وہ لوگ بھی موجود تھے جو ساری زندگی آپ کو تکلیفیں دیتے رہے۔ جنہوں نے آپ کو اور آپ کے خاندان کو تین سال تک ایک گھاٹی میں محصور کر کے آب و دانہ تک بند کر دیا تھا اور اناج کا ایک دانہ تک نہیں پہنچنے دیتے تھے۔ دربار نبوی میں وہ لوگ بھی کھڑے تھے جو آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سزائیں دیا کرتے تھے انہی لوگوں میں وہ مغرور اور خود سر ہستیاں بھی موجود تھیں جنہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ دین اسلام کی ہر قیمت پر مخالفت کریں گے اور ایسے لوگ بھی تھے جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتے تھے یہ تمام مجرم سر جھکائے کھڑے تھے اس بات کے منتظر تھے کہ ابھی اُن کو اُن کے کیے کی سزا دی جائے گی بارگاہِ رسالت سے صرف ایک ارشاد ہو گا اور ان کی گردنیں کٹ جائیں گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کی طرف نگاہ مبارک دوڑائی اور پیغمبرانہ جلال کے ساتھ دریافت فرمایا، تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ یہ سن کر سب طرف خاموشی چھا گئی اہل مکہ کو یقین ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی ان کے قتل عام کا حکم جاری کر دیں گے وہ سب مجرم نگاہیں نیچی کیے خاموش کھڑے تھے کہ ارشاد نبوی ہوا، آج میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا، آج تم پر کوئی الزام اور مؤاخذہ نہیں ہے تمہیں معافی دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کرے اور وہی سب رحم فرمانے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ (مدارج النبوت جلد دوم)

ہندہ کے لیے معافی:

فتح مکہ کے موقع پر چند خواتین اکٹھی ہو کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں اور اسلام قبول کیا انہیں خواتین میں ہندہ بھی شامل تھی جو حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھی اور جس نے حضور سرور کائنات ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جگر نکال کر چبایا تھا جبکہ وہ ایک غزوہ میں شہید ہوئے تھے ہندہ

Marfat.com

ایسی حالت میں ان خواتین کے درمیان موجود تھی کہ کوئی بھی اس کو پہچان نہیں سکتا تھا ہندہ نے اس لیے اپنا بھیس بدلا ہوا تھا کہ کہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پہچان نہ لیں اگر آپ نے پہچان لیا تو قتل کرنے کا حکم دے دیں گے اپنے اس خدشے کا اظہار ہندہ نے خواتین سے بھی کر دیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن خواتین کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ ان خواتین سے کہہ دیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم سے اس بات پر بیعت لیتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ہندہ نے بھی اس فرمان کو دیگر خواتین کے ساتھ سنا تو سرگوشی کے عالم میں خواتین سے کہا کہ میں کچھ کہنا چاہتی ہوں مگر اس لیے نہیں بولتی کہ کہیں میری آواز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچے اور آپ میرے قتل کا حکم فرما دیں۔ ہندہ کی بات سن کر تمام خواتین نے خاموشی اختیار کر لی اور کوئی جوب نہ دیا آخر کار ہندہ کو بولنا پڑا کہنے لگی یہ ٹھیک ہے کہ جب مردوں کو شرک سے ممانعت ہے تو پھر عورتوں کو کیوں نہ ہو گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندہ کی طرف دیکھا مگر کچھ نہ فرمایا پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ دوسری بات یہ ہے کہ چوری ہرگز نہ کریں۔ اس پر ہندہ نے پھر کہا، میں ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی معمولی سی چیز کبھی کبھار لے لیا کرتی ہوں میں نہیں جانتی کہ یہ بھی چوری میں شمار ہوتی ہے یا نہیں اور میرے لیے حلال بھی ہے یا نہیں؟ اُس وقت حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر موجود تھے یہ سن کر فوراً بولے کہ تو نے جو کچھ بھی میرے گھر سے لیا ہو خواہ وہ خرچ ہو گیا ہو یا ابھی تک باقی ہو وہ سب میں تیرے لیے حلال کرتا ہوں۔

یہ گفتگو سن کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندہ کی طرف دیکھا ہندہ کو بھی یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ نے پہچان لیا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندہ کو اپنے پاس بُلایا وہ فوراً اُٹھیں اور حضور سرور کائنات ﷺ کے دست مبارک تھام لیے اور عاجزی کے ساتھ معافی کی طلبگار ہوئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم وہی ہندہ ہو، عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ، میں وہی ہندہ ہوں، ارشاد نبوی ہوا! جاؤ آج کے دن میں نے تجھے معاف کیا، حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں اور پھر ساری زندگی اسلام کے

Marfat.com

مطابق بسر ہوئی۔ (بخاری شریف۔ سیرت النبی ﷺ)

حملے کے لیے آنے والے کو معاف فرمادیا:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگل میں درخت کے نیچے آرام فرمارہے تھے آپ ﷺ نے اپنی تلوار اسی درخت سے لٹکا رکھی تھی ایک کافر موقع کی تلاش میں تھا وہ فوراً لپکا اور درخت سے لٹکی ہوئی تلوار اُتار لی اسی اثناء میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ کھل گئی وہ کافر تلوار ہاتھ میں پکڑ کر کہنے لگا۔ اب تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتہائی اطمینان سے جواب دیا، میرا اللہ مجھے بچائے گا، یہ جواب سُن کر اُس کافر پر رعب طاری ہوگیا وہ گھبرا گیا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگے بڑھ کر تلوار اُٹھالی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آواز دی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھاگے ہوئے آئے تو آپ نے واقعہ بیان فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا، میں اس شخص کو معاف کرتا ہوں۔ اُس شخص نے جب یہ حُسن سلوک دیکھا تو کہنے لگا میں مسلمان نہیں ہوسکتا مگر آپ کے حسن سلوک کو دیکھ کر وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھی آپ کے خلاف نہیں لڑوں گا۔ چنانچہ جب وہ اپنے قبیلے میں گیا تو لوگوں سے کہا کہ میں دنیا کے بہترین شخص کے پاس سے آرہا ہوں۔ (صحیح بخاری شریف۔ کتاب الشفاء، جلد اول)

قتل کی سازش کرنے والے کو معافی:

عمیر بن وہب مدینہ منورہ میں اس نیت سے پہنچا کہ کسی طرح موقع پا کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ لیا اور اس کی تلوار چھین کر اسے پکڑ کر بارگاہ نبوت میں لے آئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر عمیر سے فرمایا، کس ارادے سے یہاں آئے ہو؟ عمیر کہنے لگا میں اپنے بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں جو یہاں پر آپ کی قید میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہ تلوار کس لیے گردن میں لٹکائی ہے؟ عمیر نے کہا، آتے وقت میں اسے نکالنا بھول گیا تھا۔ یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے عمیر! سنو تم نے اپنے دوست صفوان بن اُمیہ کے ساتھ ایک حجرے میں بیٹھ کر میرے قتل کی سازش کی اس کے بدلے میں صفوان نے تجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہارا تمام

Marfat.com

قرض ادا کرے گا اور تمہارے اہل و عیال کا خرچ بھی اس کے ذمہ ہوگا۔ عمیر یہ سُن کر سکتے میں آ گیا۔ کیونکہ یہ واقعی سچ تھا۔ وہ اس سوچ میں پڑ گیا کہ اس خفیہ راز کی اطلاع آپ کو کیسے ہوگئی اقرار کیا کہ ہاں واقعی یہ سازش ہوئی تھی۔ پھر کہنے لگا، یا محمد ﷺ! آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عمیر کو معاف فرما دیا۔ عمیر نے اسلام قبول کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو آرام پہنچاؤ اور اس کے بیٹے کو بھی آزاد کر دو۔ (سیرت ابن ہشام۔ الاستیاب)

بدوی کو معاف فرما دیا:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ابوسفیان نے ایک بدوی کو بہت بڑی رقم کا لالچ دے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کی غرض سے بھیجا۔ چنانچہ جب یہ بدوی مدینہ منورہ پہنچا تو اُس وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں کسی قبیلے کے وفد سے ملاقات میں مصروف تھے آپ ﷺ نے مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے اس بدوی کو دیکھ کر اہل مجلس سے فرمایا، یہ شخص مجھے قتل کرنے کی نیت سے یہاں آیا ہے۔ یہ بات سُن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُس بدوی کو پکڑ لیا اور تلاشی لینے پر اُس سے خنجر برآمد ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدوی سے فرمایا، تم سچ سچ ساری بات بتا دو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ بدوی نے فوری طور پر تمام حقیقت بیان کر دی اور اعتراف کر لیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے معاف فرما دیا اور امان دے کر ارشاد فرمایا تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ بدوی اس حسن سلوک سے بہت متاثر ہوا اور اُس نے اُسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

عام معافی کا اعلان:

جس دن مکہ فتح ہوا تو ابوسفیان کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ لوگ آپ کا قبیلہ ہیں آپ کا خاندان ہیں آپ کے آباؤ اجداد کی اولاد ہیں اگر آپ انہیں معاف فرما دیں تو بڑی مہربانی ہوگی ابو سفیان اس شہر کا محترم اور معزز سردار ہے عمر رسیدہ بھی ہے اس کے حال پر خصوصی رحم فرمائیں

Marfat.com

تا کہ اس کی عزت اور شرف برقرار رہ سکے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوسفیان کو معاف فرما دیا مگر ابوسفیان کی پریشانی ختم نہ ہوئی کیونکہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان سے کہہ دیا کہ ابوسفیان! آج کا دن قتل اور خونریزی کا دن ہے آج کے دن اللہ تعالیٰ قریش کو ذلیل کرے گا یہ سن کر ابوسفیان کے ہوش اُڑ گئے فوراً حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے اپنی ہی قوم قریش کے قتل و غارت کا حکم دے دیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، نہیں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، سعد تو یہی کہہ رہے ہیں، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، آج کا دن تو رحمت کا دن ہے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم اور قریش کی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ قریش کو معاف فرما دیجیے کوئی انتقام نہ لیجیے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہو گا اور حکم جاری کیا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو انصار کا جھنڈا لیے فوج کی کمان کر رہے تھے۔ جھنڈا لے لیا جائے کیونکہ وہ جذبات سے مغلوب ہیں اور کوئی انتقامی کاروائی کر سکتے ہیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا کہ یہ یوم انتقام نہیں یوم رحمت ہے آج جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر میں پناہ لے گا اُس کو امن ہے جو اسلحہ رکھ دے گا اُسے بھی امن ہے جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے گا اُسے بھی امن ہے جو معافی مانگ لے گا اُسے بھی امن ہے اس اعلان کے ساتھ ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔

(معارج النبوت)

حضرت حاطبؓ سے درگزر:

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی تھے یہ اُن دنوں کا واقعہ ہے جب مکہ مکرمہ فتح کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خفیہ خط قریش کی طرف لکھا جس میں یہ اطلاع درج تھی کہ مسلمان لشکر اکٹھا کرنے میں زور وشور سے مصروف ہیں اور غالب گمان یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی اور جگہ کا ارادہ نہیں رکھتے میں چاہتا ہوں کہ

Marfat.com

تم پر حق ثابت ہو جائے اسی لیے میں نے یہ خط لکھا ہے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خط ایک عورت کے حوالے کیا کہ وہ اسے قریش کے پاس پہنچا دے اُس عورت نے وہ خط اپنے بالوں میں چھپایا اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگئی۔ ان حالات میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس بات کی خبر دے دی چنانچہ اُس عورت کو پکڑ لیا گیا۔ خط حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرما کر پوچھا کہ اس حرکت کا سبب کیا تھا۔ جناب حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! باری تعالیٰ کی قسم! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے دین میں میں نے اپنا اعتقاد تبدیل نہیں کیا میں منافق یا مرتد نہیں ہوں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں میرے اہل و عیال ہیں اور میرا کوئی نہیں جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور اموال کی نگرانی کرے اس خط سے میری مراد یہ تھی کہ قریش پر میرا حق ثابت ہو جائے تا کہ وہ لوگ میرے اہل و عیال اور مال و اسباب کی حفاظت سے غافل نہ ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ بے شک حاطب نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راستوں کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے تا کہ مسلمانوں کے ارادے کی خبر مکہ مکرمہ میں نہ پہنچے اور تم نے مکہ میں خط بھیجا تا کہ قریش آگاہ ہو جائیں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت فرمائیں کہ میں اس منافق کی گردن اتار دوں۔ روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حاطب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مسجد سے نکال دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خیال سے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر مہربانی فرمائیں گے اور معاف کر دیں گے پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر نظر ڈالتے تھے۔ اسی اثناء میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا، اسے واپس لے آؤ۔ جب حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا، میں نے تمہارا قصور معاف کر دیا ہے اور تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کر اور تجھے چاہیے کہ آئندہ ایسی

Marfat.com

حرکت نہ کرے۔(فتح الباری۔ مواہب لدنیہ)

زید بن سعنہ سے عفو کا معاملہ:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ایک بہت بڑے یہودی عالم تھے اُنہوں نے رسول کریم ﷺ سے کھجوریں خریدیں مگر کھجوریں دینے کی مدت میں ابھی ایک دو روز باقی تھے کہ انہوں نے بھرے مجمع میں حضور ﷺ سے انتہائی تلخ اور گستاخانہ لہجے میں سختی کے ساتھ تقاضہ کیا اور آپ ﷺ کا دامن اور چادر مبارک پکڑ کر نہایت تند و تیز نگاہوں سے آپ ﷺ کی طرف دیکھا اور چلا چلا کر کہا، اے محمد (ﷺ)! تم سب عبدالمطلب کی اولاد کا یہی طریقہ ہے کہ تم لوگ ہمیشہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دیر لگایا کرتے ہو اور ٹال مٹول کرنا تم لوگوں کی عادت بن چکی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت نہ کر سکے اور نہایت غضبناک نظروں سے گھور گھور کر کہا، اے اللہ کے دشمن! تو اللہ کے رسول سے ایسی گستاخی کر رہا ہے؟ اللہ قسم! اگر حضور ﷺ کا ادب مانع نہ ہوتا تو میں ابھی ابھی اپنی تلوار سے تیرا سر اُڑا دیتا۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا، اے عمر! تم کیا کہہ رہے ہو تمہیں تو یہ چاہیے تھا کہ مجھے حق کی ادائیگی کی ترغیب دے کر اور اس کو نرمی کے ساتھ تقاضہ کرنے کی ہدایت کر کے ہم دونوں کی مدد کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اے عمر! اس کو اس کے حق کے برابر کھجوریں دے دو اور کچھ زیادہ بھی دے دو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حق سے زیادہ کھجوریں دیں تو حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میرے حق سے زیادہ کیوں دے رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا چونکہ میں نے غضبناک نظروں سے دیکھ کر تمہیں خوف زدہ کر دیا تھا اس لیے حضور ﷺ نے تمہاری دلجوئی و دلداری کے لیے تمہارے حق سے زیادہ دینے کا مجھے حکم فرمایا ہے یہ سن کر حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں زید بن سعنہ ہوں۔ انہوں نے کہا تم وہی زید بن سعنہ ہو جو یہودیوں کا بہت بڑا عالم ہے انہوں نے کہا، جی ہاں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تو

Marfat.com

پھر تم نے حضور ﷺ کے ساتھ ایسی گستاخی کیوں کی؟ حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اصل بات یہ ہے کہ میں نے تورات میں آخری نبی کی جتنی نشانیاں پڑھی تھیں ان سب کو میں نے ان کی ذات میں دیکھ لیا مگر دو نشانیوں کے بارے مجھے ان کا امتحان کرنا باقی رہ گیا تھا ایک یہ کہ ان کا حلم جاہل پر غالب رہے گا اور جس قدر زیادہ ان کے ساتھ جہل کا برتاؤ کیا جائے گا اسی قدر ان کا حلم بڑھتا چلا جائے گا چنانچہ میں نے اس ترکیب سے ان دونوں نشانیوں کو بھی ان سے دیکھ لیا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ یقیناً یہ نبی برحق ہیں اور اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں بہت ہی مالدار شخص ہوں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال رسول کریم ﷺ کی اُمت پر صدقہ کر دیا۔ پھر یہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

(دلائل النبوۃ جلد اول ص 23۔ زرقانی جلد چہارم ص 253)

صفوان بن امیہ کو معافی:

اسلام کے بدترین دشمن صفوان بن امیہ قریش کے اشراف میں سے تھے فتح مکہ کے روز راہ فرار اختیار کر گئے تھے۔ حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ صفوان میری قوم کے سردار ہیں وہ بھاگ گئے ہیں تا کہ اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیں۔ آپ نے احمر اور اسود کو امان دی ہے ان کو بھی امان دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنے چچیرے بھائی کو لے آ اُسے امان ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ امان کی کوئی نشانی چاہیے جو میں اس کو دکھادوں۔

آپ ﷺ نے اپنا عمامہ مبارک جو فتح مکہ کے دن پہنے ہوئے تھے عطا فرمایا، صفوان جدہ میں جہاز پر سوار ہونے کو تھے کہ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا پہنچے اور ان کو امان کی خوشخبری سنائی۔ صفوان نے کہا' مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کا حلم و کرم اس سے برتر ہے۔ غرض صفوان خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے آپ ﷺ نے فرمایا' عمیر سچ کہتا ہے۔ یہ سن کر صفوان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! دو ماہ کی مہلت دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے چار

Marfat.com

ماہ کی مہلت ہے۔ (سیرت حلبیہ) حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ طائف کے بعد اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا۔

ایک بدوی سے درگزر:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول کریم ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا آپ ﷺ نے سخت حاشیہ والی نجرانی چادر اوڑھی ہوئی تھی ایک بدو آپ ﷺ کے پاس آیا اس نے آپ کی چادر کے ساتھ آپ کو ایسا کھینچا کہ چادر پھٹ گئی۔ آپ کی گردن مبارک کو جو میں نے دیکھا اس میں چادر کے حاشیہ نے اثر کیا ہوا تھا۔ پھر اس بدو نے کہا' اے محمد (ﷺ)! آپ کے پاس جو خدا کا مال ہے اس میں سے میرے لیے حکم کیجیے۔ رسول کریم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا پھر تبسم فرما کر اس کے لیے بخشش کا حکم فرمایا (صحیح بخاری شریف)

ہبار بن اسود کو معافی:

رسول کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب ابوالعاص بن ربیع نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ بھیجا تو راستے میں چند سفہائے قریش نے مزاحمت کی ان میں سے ہبار بن اسود قریشی اسدی نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اونٹ سے گرادیا وہ حاملہ تھیں، پتھر پر گریں حمل ساقط ہو گیا اور ان کو شدید چوٹ آئی پھر اسی صدمہ کے باعث ان کا انتقال ہوا۔

فتح مکہ کے روز ہبار واجب القتل اشتہاریوں میں تھا وہ مکہ مکرمہ سے بھاگ گیا اور چاہتا تھا کہ ایران چلا جائے۔ جب حضور ﷺ جعرانہ سے واپس تشریف لائے تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے ہاں سے بھاگ کر ادھر اُدھر پھرتا رہا میرا ارادہ تھا کہ ایران چلا جاؤں۔ پھر مجھے آپ کا عفو کرم یاد آیا مجھے اپنی غلطی و گناہ کا اعتراف ہے آپ درگزر فرمائیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا' میں نے تجھے معاف کر دیا۔

(الاصابہ)

☆☆☆

Marfat.com

ہر ایک کی حاجت روائی کرنے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی بھی حاجت مند آتا تو آپ ﷺ اُس وقت تک اُس کو واپس نہ جانے دیتے جب تک کہ اس کی حاجت پوری نہ فرما دیتے کسی کے سوال کو کبھی رد نہ فرماتے زبان اطہر پر انکار نہ لاتے اگر کبھی کچھ بھی دینے کو نہ ہوتا تو اس طرح عذر فرماتے کہ جیسے معافی طلب کی جاتی ہے انتہائی خوش اخلاقی سے پیش آتے تا کہ سائل خوش ہو جائے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کسی سائل کے جواب میں خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے آپ ﷺ نے لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا (کتاب الشفاء جلد اول ص 65)

رسول کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ ہر ایک کی حاجت روائی کرنے میں ہر ممکن کوشش فرماتے اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتے اور حاجت مند کی حاجت پوری کرنے کی ترغیب دیتے اور اس کے فضائل سے بھی آگاہ فرماتے جس کا ذکر بہت سی احادیث مبارکہ میں ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قربت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

"سخی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے جنت سے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے جنت سے دور ہے اور دوزخ سے قریب ہے اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبادت گزار بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔" (ترمذی)

Marfat.com

مومن کی نشانی:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا،

''مومن میں دو باتیں یعنی بخل اور بد خلقی جمع نہیں ہوتیں۔'' (ترمذی شریف)

حضور ﷺ کی عطا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنی بکریاں مانگیں کہ جو دو پہاڑوں کی درمیانی جگہ کو بھر دیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کو اتنی ہی بکریاں دے دیں وہ شخص اپنی قوم کے پاس (جب واپس) گیا تو کہنے لگا، اے قوم! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد ﷺ تو اس شخص کی طرح عطا فرماتے ہیں جسے فاقہ کا خوف نہ ہو۔ (مسلم)

بہتر صدقہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

''انسان کا اپنی زندگی کے دنوں میں ایک درہم صدقہ کرنا مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔'' (ابوداؤد)

جہنم سے بچاؤ کا طریقہ:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ''آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ہی ٹکڑا خرچ کر کے۔'' (بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندے! تو میری مخلوق پر خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔'' (متفق علیہ)

Marfat.com

جنت میں داخل نہ ہوں گے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
"مکار اور بخیل جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ وہ شخص جو خیرات دے کر
احسان جتائے۔" (ترمذی)

کسی کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا:

ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں نوے ہزار درہم پیش کیے گئے آپ ﷺ نے انہیں ایک چٹائی پر رکھوالیا اور تقسیم فرمانے لگے جو بھی سائل آتا اس کو مایوس نہ فرماتے اُسے عطا فرماتے اور کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے تمام درہم تقسیم فرما دیے تو اس کے بعد ایک سائل اور آ گیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میرے نام پر اپنی ضرورت کی اشیاء خرید لو جب کسی طرف سے مال آئے گا تو تمہارے قرض کی ادائیگی میں کر دوں گا۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جس کام کی اگر استطاعت نہ ہو تو وہ کام اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار نہیں دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند نہ آئی۔ ایک انصاری جو کہ اُس وقت وہاں پر موجود تھے کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! آپ خرچ کرتے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی مال کی کمی کا اندیشہ لاحق نہیں ہونے دے گا یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے یہی حکم ملا ہے۔ (ترمذی شریف)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا امتحان:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین اشخاص تھے ایک کوڑھی دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا، ان تینوں کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لینا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ کو بھیجا۔ یہ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے؟ کوڑھی نے جواب دیا کہ خوبصورت رنگ اور خوبصورت جلد اور اس مرض کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ

Marfat.com

مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سُن کر فرشتے نے اس کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیرا اور اُس کا کوڑھ ختم ہوگیا اور اس کے جسم کی رنگت نکھر گئی اور جلد خوب صورت ہوگئی اس کے بعد فرشتہ نے پوچھا کہ تجھے کس قسم کا مال پسند ہے؟ اُس نے اونٹ کہا یا گائے (حدیث کے راوی کو شک ہے کہ اس نے گائے کہا یا اونٹ) بہرحال گنجے اور کوڑھی میں سے ایک نے اونٹ بتائے اور دوسرے نے گائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کی خواہش کے مطابق اس کو حاملہ اونٹنیاں دے دی گئیں اور فرشتہ نے اس کو یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے ان میں برکت عطا فرمائے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا اس سے پوچھا کہ تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ وہ کہنے لگا کہ خوب صورت بال اور اس عیب کا دور ہو جانا کہ جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یعنی گنجا پن۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا گنجا پن ختم ہوگیا اور اسے خوب صورت بال عطا کر دیے گئے اس کے بعد فرشتے نے اس سے پوچھا کہ تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا گائیں۔ چنانچہ اُس کو حاملہ گائیں دے دی گئیں اور فرشتے نے اس کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں برکت عطا فرمائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھے لوٹا دے تاکہ میں اپنی آنکھوں سے لوگوں کو دیکھ سکوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اُسے لوٹا دی پھر فرشتے نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس قسم کا مال پسند ہے؟ وہ کہنے لگا کہ بکریاں چنانچہ اُس کو زیادہ بچے دینے والی بکریاں دے دی گئیں۔

اس طرح ان تینوں کے مال میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی اور کوڑھی اور گنجے کے اونٹوں اور گایوں سے جنگل بھر گئے اور اندھے کی بکریوں کے ریوڑ وادیوں میں دکھائی دینے لگے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ ایک کوڑھی کی شکل میں اس کوڑھی کے پاس

Marfat.com

گیا اور اُسے کہا کہ میں ایک مسکین شخص ہوں میرے پاس سفر کے لیے کوئی زادِ راہ نہیں ہے اب میرے لیے منزل مقصود تک پہنچنا اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور تیری مدد سے ہو سکتا ہے اس لیے میں تجھے اُس ذاتِ باری تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جس نے تجھے اچھا رنگ خوبصورت جلد اور مال عطا کیا ہے مجھے ایک اونٹ دے کہ میں اس کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ کوڑھی نے فرشتے کو جواب دیا کہ میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں (میرے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ تیری مدد کر سکوں) فرشتے نے اُسے کہا کہ ہاں میں تجھے پہچانتا ہوں تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور تو مفلس تھا اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا۔ کوڑھی نے جواب میں کہا کہ یہ مال تو مجھے نسل در نسل اپنے خاندان سے (ورثہ) ملا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پھر ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ گنجے کی شکل میں اسی گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا جو کہ کوڑھی سے کہا تھا اُس گنجے نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے جواب دیا تھا۔ چنانچہ فرشتے نے گنجے سے بھی کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پھر ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں اور مسافر ہوں میرا سفر کا سامان مجھ سے جاتا رہا اب منزل مقصود تک پہنچنا اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور تیری مدد سے ہو سکتا ہے میں تجھے اُس ذاتِ باری تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جس نے تجھے دوبارہ بینائی عطا فرمائی۔ مجھے ایک بکری دے دے کہ میں اس کے ذریعہ اپنا سفر پورا کر لوں۔ اندھے نے یہ سنا تو کہنے لگا کہ بے شک میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ بینائی عطا فرمائی پس تجھ کو جس قدر چاہیے لے جا اور تیرا جس قدر دل چاہے چھوڑ جا مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں آج تجھے تکلیف نہیں دوں گا اس چیز کو واپس کرنے کی جو تو لے گا۔ یہ سُن کر فرشتے نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی اور خوش ہوا اور تیرے ساتھیوں سے اللہ ناراض ہوا ۔(بخاری۔مسلم)

Marfat.com

مبارک درہم:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بازار میں تشریف لے جا رہے تھے آپ ﷺ کے پاس آٹھ درہم تھے جن سے آپ روز مرہ ضرورت کی چیزیں خریدنا چاہتے تھے کہ اچانک آپ کی نگاہ مبارک ایک عورت پر پڑی جو کہ رو رہی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تم کیوں رو رہی ہو؟ وہ کہنے لگی کہ میں ایک شخص کی کنیز ہوں اس نے مجھے دو درہم دیے تھے تاکہ کچھ خرید کر لاؤں وہ درہم مجھ سے کھو گئے ہیں اور مل نہیں رہے اب میں اس ڈر سے رو رہی ہوں کہ وہ شخص مجھے پیٹے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے دو درہم عنایت فرما دیے اور وہ خوش ہو گئی اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چھ درہم رہ گئے آپ نے چار درہم سے ایک کرتا خریدا اور واپس ہوئے کہ آپ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ جو صدا لگا رہا تھا جو مجھے پہنائے گا اللہ تعالیٰ اُسے پہنائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بوڑھے کی آواز سن کر واپس دکان پر گئے اور دو درہم سے ایک اور کرتا خرید کر اُس بوڑھے کو دے دیا۔

جب آپ ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے کہ آپ کو وہ کنیز پھر بازار میں کھڑی روتی ہوئی دکھائی دی آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ اب کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں نے دو درہم کی چیزیں تو خرید لی ہیں لیکن اب دیر ہو گئی ہے مجھے خدشہ ہے کہ دیر سے گھر جانے پر میرا مالک مجھے پیٹے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اپنے مالک کے پاس لے چلو۔ چنانچہ وہ کنیز حضور سرور کائنات ﷺ کے ہمراہ چل پڑی اور انصار کے ایک محلّہ میں لے گئی اُس گھر میں مرد تو موجود نہیں تھے البتہ عورتیں گھر میں تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دروازے پر کھڑے کھڑے سلام کیا۔ گھر کی خواتین نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آواز پہچان لی لیکن ادباً جواب نہ دیا خاموش رہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر سلام کیا۔ انہوں نے پھر خاموشی اختیار کی۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ پھر سلام کیا تو خواتین نے وعلیکم السلام کہا، پھر خواتین نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے آج کیسے ہمارے گھر کو رونق بخشی۔

Marfat.com

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، کیا تم نے میری آواز نہیں سنی تھی، وہ خواتین کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ! سنی تھی لیکن ہم یہ چاہتی تھیں کہ آپ ہم پر اور ہمارے بچوں پر بار بار سلام کہیں اس سے ہمیں خوشی حاصل ہوتی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن سے فرمایا کہ تمہاری اس خادمہ کو دیر ہو گئی ہے یہ تمہاری مار پیٹ سے ڈرتی ہے اسے معاف کر دینا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کا حکم مبارک دل و جان سے قبول کیا آج آپ نے ہمارے گھر کو جو فضیلت بخشی ہے اس کے بدلے میں اس کنیز کو آزاد کیا جاتا ہے آپ ﷺ نے قدم رنجہ فرما کر ہمیں بے پناہ عزت دی ہے۔

اس کے بعد جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس آئے تو ارشاد فرمایا کہ ان آٹھ درہموں سے زیادہ مبارک درہم میں نے نہیں دیکھے ایک کنیز کو آزادی مل گئی اور ایک ننگے کو کپڑا مل گیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان دوسرے مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے جب تک وہ کپڑا پھٹ نہیں جاتا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔

(پیارے نبی ﷺ کے پیارے اخلاق)

اپنی چادر مبارک عطا فرما دی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب بھی کسی نے کوئی چیز مانگی آپ نے اُسے عنایت فرما دی اگر اُس وقت وہ چیز موجود نہ ہوتی تو آپ وعدہ فرماتے اور پہلی فرصت میں وہ چیز اسے عطا فرماتے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے سے کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں جاؤ اور کہو کہ میری والدہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ مجھے کوئی کپڑا دیں جس سے میں اپنا کُرتا بنا سکوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تو میرے پاس کوئی کپڑا نہیں ہے جو دے سکوں۔ بچے نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اپنی چادر ہی عطا فرما دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچے سے فرمایا کہ اچھا ٹھہرو میں اندر جا کر چادر لے آتا ہوں چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئے اور چادر لا کر بچے کو دے دی۔ (پیارے نبی ﷺ کے پیارے اخلاق)

Marfat.com

صحابی کو تحفہ:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک صحابی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ اسے کچھ تحفہ دیا جائے۔ چنانچہ اُٹھے اور بیت اطہر کے اندر تشریف لے گئے حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت فرمایا کہ گھر میں کچھ چیز ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک تھیلا ہے جس میں تھوڑا سا آٹا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تھیلا اٹھایا اور صحابی کو دے دیا۔ (پیارے نبی ﷺ کے پیارے اخلاق)

جہنم کی آگ سے بچاؤ کے لیے:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ چند افراد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کپڑوں کا سوال کیا حضور سرور کائنات ﷺ بیت اطہر کے اندر تشریف لے گئے اس وقت اتفاق سے کچھ بھی نہ تھا ایک بڑی سی چادر تھی جسے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اوڑھ رکھا تھا آپ ﷺ نے اپنی پیاری صاجزادی کو اپنے پاس بُلایا اور ارشاد فرمایا، کیا تم اس چادر کے بدلے میں جہنم کی آگ سے محفوظ رہنا چاہتی ہو؟ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ چادر لے لی یہ چادر مبارک چونکہ بہت بڑی تھی اس لیے آپ نے باہر آکر یہ مبارک چادر ان افراد کو دے دی۔

بار بار ضرورت پوری کی:

ایک مرتبہ ایک شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ایک جنگ میں اُس شخص کی بیوی اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا تھا وہ آیا اور اس نے ان کو سو اُونٹ کے عوض میں خرید لیا۔ یہ شخص دوبارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دے کر عرض کرنے لگا کہ مجھے کچھ اونٹ چاہیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے دس اونٹ واپس کر دیے وہ لے کر چلا گیا اُس کے بعد وہ ایک مرتبہ

Marfat.com

پھر آیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے مزید دس اونٹ دے دیے اس طرح وہ شخص بار بار آتا اور دس دس اونٹ لے جاتا اس طرح وہ پچاس اونٹ واپس لے گیا۔ اس کے بعد اُس نے کچھ نہیں مانگا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے فرمایا کہ اگر تم پھر بار بار آتے تو تمہیں بار بار اونٹ دیے جاتے۔

فرشتوں کی دعائیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سائل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر آیا میں نے خادمہ کو کہا کہ اس سائل کو کھانا دو۔ خادمہ نے مجھے روٹیاں دکھائیں تا کہ اسے دے سکے میں گننے لگی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) گن کر روٹیاں نہ دیا کرو تا کہ تمہیں بھی گن کر ثواب نہ دیا جائے۔ یاد رکھو سورج اُس وقت تک طلوع نہیں ہوتا اور اس وقت تک غروب نہیں ہوتا جب تک دائیں اور بائیں کندھوں پر دو فرشتے آواز نہیں دے لیتے اے اللہ! مجھے شرک سے پاک رکھ اور دوسرا کہتا ہے کہ مجھے خیر و برکت عطا فرما۔ آفتاب غروب ہوتے وقت ایک فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! جس نے تیری راہ میں دیا ہے تو بھی اس کو اپنی رحمت سے عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ جو شخص جمع ہی کر کے رکھتا ہے اس کا ضائع کر دے۔

گھوڑا عنایت فرما دیا:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ تبوک سے ایک خوبصورت اور تیز طرار گھوڑا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ گھوڑا بہت ہی پسند آیا ایک انصاری آگے بڑھا اور کہنے لگا، یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ قربان ہوں یہ گھوڑا مجھے عنایت فرما دیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا یہ گھوڑا تمہارا ہی ہے۔ چنانچہ گھوڑا اُس انصاری کو دے دیا۔

تین افراد جنت میں:

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک

Marfat.com

درویش یا مسکین کو روٹی کا ایک ٹکڑا دینے سے تین افراد جنت میں جائیں گے ایک صاحب خانہ، ایک اس کی بیوی جس نے روٹی پکائی تھی ایک اس کا خادم جس نے روٹی درویش یا مسکین تک پہنچائی۔

کسی کو مایوس نہ لوٹاتے:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی سواری پر بٹھا لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے نہیں بٹھاؤں گا۔ اس نے دوبارہ سخت الفاظ میں کہا کہ مجھے اپنی سواری پر بٹھائیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ شخص مایوس ہو کر وہاں سے پلٹا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ اسے واپس بلاؤ میں اسے بٹھا لیتا ہوں کیونکہ میں کسی حاجت مند کو مایوس نہیں لوٹا سکتا۔

حاجت پوری کرنے کا اجر:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے گا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں خوب صورت لباس عطا فرمائے گا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کوئی حاجت پوری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے ہزار نیکیوں سے نوازے گا اور اس کے نامہ اعمال سے ایک ہزار گناہ ڈھل جائیں گے اور اس کے ہزار درجے بلند کر دیے جائیں گے اور جو بیمار کو کچھ کھانے کے لیے دے گا اللہ تعالیٰ اُسے جنتی میووں سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے جو اس کے بندوں کی امداد کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ کسی سائل کو اپنے دروازے پر آنے سے نہ روکو جو شخص اپنے احسانات جتاتا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

ایک شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایسا عمل بتائیں جس سے میں جنت میں جاؤں اور جہنم سے بچ جاؤں آپ نے ارشاد فرمایا کہ سچ بولا کرو اور سخاوت کیا کرو۔

قرض لے کر بھی سائل کی حاجت روائی فرماتے:

حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جو کچھ آتا سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے پاس نہ

Marfat.com

ہوتا تو قرضہ لے کر سائل کی حاجت روائی فرماتے اپنی ذات اقدس کے لیے دوسرے دن کا بھی نفقہ جمع نہ فرماتے۔

(صحیح بخاری شریف)

آپ ﷺ کے خزانچی حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے ایک روز ان سے عبداللہ ہوازنی نے رسول کریم ﷺ کے خزانہ کی بابت پوچھا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ کے پاس کچھ نہ رہتا تھا۔ بعثت سے وصال مبارک تک یہ کام میری تحویل میں تھا۔ جب کوئی ننگا بھوکا (حاجت مند) مسلمان آپ ﷺ کے پاس آتا آپ ﷺ مجھے حکم فرماتے۔ میں کسی سے قرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اڑھاتا اور کھلاتا پلاتا۔ ایک روز ایک مشرک مجھ سے ملا کہنے لگا بلال! میرے ہاں گنجائش ہے میرے سوا کسی اور سے قرض نہ لیا کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ ایک روز میں وضو کر کے اذان دینے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ آ رہا ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا، او حبشی! میں نے کہا' لبیک۔ پھر اس نے تلخ انداز میں میرے متعلق سخت الفاظ کہے اور بولا' کچھ معلوم ہے۔ وعدے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا' وعدہ کا وقت قریب آ گیا؟ اس نے کہا' ہاں چار دن باقی ہیں اگر اس مدت میں تو نے قرض ادا نہ کیا تو تجھے غلام بنا کر بکریاں چرواؤں گا جس طرح کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا۔

فرماتے ہیں کہ یہ سُن کر مجھے بہت فکر ہوئی رسول کریم ﷺ نماز عشا پڑھ کر دولت خانے میں تشریف لے گئے میں وہیں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھ سے ایسا ایسا کہا ہے۔ وہ مجھے بہت زچ کرے گا آپ اجازت دیں تو میں بھاگ کر مسلمانوں کے کسی قبیلہ میں چلا جاؤں جب قرض کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ کچھ سامان کر دے گا تو میں واپس آ جاؤں گا۔ غرض میں اپنے گھر آ گیا اور تلوار، تھیلا، جوتا اور ڈھال اپنے سرہانے رکھ لیے۔ صبح کاذب ہوتے ہی میں چلنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دوڑتا ہوا چلا آ رہا ہے اور کہتا ہے بلال! رسول کریم ﷺ تجھے یاد فرما رہے ہیں۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ چار لدے ہوئے اونٹ بٹھائے ہوئے ہیں۔ میں اجازت لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مبارک ہو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے قرض کی ادائیگی کا سامان کر دیا تم نے چار اونٹ بیٹھے دیکھے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ حاکم فدک نے بھیجے ہیں یہ اور غلہ اور کپڑے جو ان پر ہیں سب تمہاری تحویل میں ہیں ان کو فروخت کر کے قرض ادا کر دو۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کی پھر مسجد میں آیا اور رسول کریم ﷺ سے سلام عرض کیا آپ ﷺ نے قرض کی ادائیگی کے بارے میں دریافت فرمایا' میں نے عرض کیا کہ سب قرض ادا ہو گیا کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ ﷺ نے پوچھا، کچھ بچ تو نہیں رہا؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں کچھ بچ بھی گیا ہے ارشاد فرمایا' مجھے اس سے سبکدوش کرو جب تک یہ ٹھکانے نہ لگے گا میں گھر نہیں جاؤں گا۔ آپ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلا کر بقایا کا حال پوچھا میں نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس ہے کوئی سائل نہیں ملا۔ حضور ﷺ رات کو مسجد ہی میں رہے دوسرے روز نماز عشاء کے بعد مجھے پھر بلایا۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سبکدوش کر دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کیونکہ آپ ﷺ کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے اور وہ مال میرے پاس ہو۔ پھر آپ ﷺ اپنے حجرہ اقدس میں تشریف لے گئے۔

(ابوداؤد شریف)

چادر صحابی کو دے دی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک عورت چادر لے کر حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! اسے میں نے اپنے ہاتھ سے بنا ہے میں آپ کے پہننے کے لیے لائی ہوں۔ آپ کو ضرورت تھی اس لیے آپ ﷺ نے چادر لے لی۔ پھر آپ ﷺ ہماری طرف نکلے اور اسی چادر کو بطور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا' کیا اچھی چادر ہے۔ یہ مجھے پہنا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ مجلس سے تشریف لے گئے پھر لوٹ آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس صحابی کے پاس بھیج دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس سے کہا کہ تو نے اچھا نہ کیا کہ رسول کریم ﷺ

Marfat.com

سے اس چادر کا سوال کیا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اس صحابی نے کہا' اللہ کی قسم! میں نے صرف اس لیے سوال کیا کہ جس دن میں مر جاؤں یہ چادر میرا کفن بنے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس کا کفن بنی۔ (صحیح بخاری شریف)

بے حساب عطا فرماتے:

سائل کے سوال کرنے پر جس قدر اس کی خواہش ہوتی اُسے عطا فرماتے اور بے حساب عطا فرماتے چنانچہ آپ ﷺ کے بہت بڑے دشمن اُمیہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن اُمیہ جب مقام جعرانہ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو اس قدر کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرمایا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا چنانچہ صفوان مکہ مکرمہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا' اے لوگو! دامن اسلام میں آ جاؤ۔ محمد (ﷺ) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد پھر صفوان نے خود بھی اسلام قبول کر لیا۔ (زرقانی جلد چہارم ص 295)

حاجت پوری کرادی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ اچانک ایک شخص سواری پر آئے اور (اپنی ضرورت کے اظہار کے لیے) دائیں بائیں دیکھنے لگے اس پر رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' جس کے پاس (اپنی ضرورت سے) زیادہ سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس (اپنی ضرورت سے) زیادہ کھانے پینے کا سامان ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس کھانے پینے کا سامان نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس طرح آپ ﷺ نے مختلف قسم کے اموال کا ذکر فرمایا' یہاں تک کہ ہمیں احساس ہونے لگا کہ ہم میں سے کسی کا اپنی زائد چیز پر کوئی حق نہیں ہے (بلکہ اس چیز کا صحیح حقدار وہ شخص ہے جس کے پاس وہ چیز نہیں ہے) (مسلم شریف)

Marfat.com

اسلام کی دعوت دینے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کے معمولات میں سب سے اہم معمول اسلام کی دعوت دینا تھا چنانچہ آپ ﷺ ہمہ وقت دعوت اسلام کے لیے کوشاں رہتے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں رسول کریم ﷺ کے دوست تھے ایک روز رسول کریم ﷺ کی ملاقات کی نیت سے گھر سے نکلے۔ آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا' ابوالقاسم! (حضور ﷺ کی کنیت) آپ اپنی قوم کی مجلسوں میں دکھائی نہیں دیتے اور لوگ آپ پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ آپ ان کے باپ دادا میں عیوب نکالتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ کی بات ختم ہوتے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

رسول کریم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس ہوئے اور آپ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے جتنے خوش تھے مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کوئی شخص کسی بات کی وجہ سے اتنا خوش نہ تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہاں سے حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تشریف لے گئے ان حضرات نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ دوسرے روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر حاضر ہوئے اور ان سب حضرات نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ (البدایہ

Marfat.com

والنہایہ)

دعوت اسلام کے لیے دوسرے شہر کا سفر:

روایات میں آتا ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر احد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن گزرا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے تمہاری قوم سے بہت تکلیفیں اٹھانی پڑیں سب سے زیادہ تکلیف عقبہ (طائف) کے دن اٹھانی پڑی۔ میں نے (اہل طائف کے سردار) ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا (یعنی اسے دعوت اسلام دی) لیکن اس نے میری بات نہ مانی۔ میں بہت غمگین اور پریشان ہو کر اپنے راستے پر (واپس) چل پڑا۔ مقام قرن ثعالب پر پہنچ کر (میرے غم اور پریشانی میں) کچھ کمی آئی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ فگن ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے پکارا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ سے ہوئی سنی اور ان کے جوابات سنے اور پہاڑوں پر متعین فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ان کفار کے بارے میں جو چاہیں اسے حکم فرمائیں۔

اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے آواز دے کر سلام کیا اور عرض کیا' اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی سنی میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھے آپ کے پروردگار نے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ آپ مجھے جو چاہیں حکم فرمائیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ چاہیں تو میں مکہ مکرمہ کے دونوں پہاڑوں (ابوقبیس اور کوہ احمر) کو ملا دوں (جس سے یہ تمام درمیان میں کچل جائیں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' نہیں بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں میں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ (مسلم شریف)

میں تمام بندوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں:

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی اور ارشاد فرمایا' اے عمرو بن مرہ! میں اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں میں انہیں اسلام

Marfat.com

کی دعوت دیتا ہوں اور میں ان کو حکم دیتا ہوں کہ وہ خون کی حفاظت کریں (کسی کو ناحق قتل نہ کریں) صلہ رحمی کریں، ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، بتوں کو چھوڑ دیں، بیت اللہ کا حج کریں اور بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ رمضان میں روزے رکھیں۔ جو ان باتوں کو مان لے گا اسے جنت ملے گی اور جو نہیں مانے گا اس کے لیے دوزخ ہوگی۔ اے عمرو! اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ وہ تمہیں دوزخ کی ہولناکیوں سے امن عطا فرمائے گا۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو آپ ﷺ حلال و حرام لے کر آئے ہیں میں اس سب پر ایمان لایا اگرچہ یہ بات بہت سی قوموں کو ناگوار گزرے گی حضور ﷺ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا' اے عمرو! تمہیں مرحبا ہو، پھر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول ﷺ: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے میری قوم کی طرف بھیج دیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر بھی میرے ذریعہ سے فضل فرمادے جیسے آپ ﷺ کے ذریعہ سے مجھ پر فضل فرمایا ہے۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے بھیجا اور یہ ہدایات دیں کہ نرمی سے پیش آنا، صحیح اور سیدھی بات کہنا، سخت کلامی اور بد خلقی سے پیش نہ آنا، تکبر اور حسد نہ کرنا، میں اپنی قوم کے پاس آیا اور میں نے کہا' بنی رفاعہ! جہینہ کے لوگو! میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں۔ میں تمہیں جنت کی دعوت دیتا ہوں اور تم کو دوزخ سے ڈراتا ہوں اور میں تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ تم خون کی حفاظت کرو یعنی کسی کو ناحق قتل نہ کرو، صلہ رحمی کرو، ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، بتوں کو چھوڑ دو، بیت اللہ کا حج کرو اور بارہ مہینوں میں سے ایک ماہ رمضان میں روزے رکھو۔ جو ان باتوں کو مان لے گا اسے جنت ملے گی اور جو نہیں مانے گا اس کے لیے دوزخ ہوگی۔ قبیلہ جہینہ والو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں عربوں میں سے بہترین قبیلہ بنایا ہے اور جو بری باتیں عرب کے دوسرے قبیلوں کو اچھی لگتی تھیں اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت میں بھی تمہارے دلوں میں ان کی نفرت ڈالی ہوئی تھی مثلاً دوسرے قبیلے والے دو بہنوں سے اکٹھی شادی کر لیتے تھے اور اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لیتے تھے اور ادب

Marfat.com

وعظمت والے مہینے میں جنگ کر لیتے تھے (اورتم زمانہ جاہلیت میں بھی غلط کام نہیں کرتے تھے) لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بھیجے ہوئے رسول کی بات مان لو جن کا تعلق بنی لوی بن غالب قبیلہ سے ہے تو تم دنیا کی شرافت اور آخرت کی عزت پا لو گے۔تم ان کی بات قبول کرنے میں جلدی کرو تمہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے (اسلام میں پہل کرنے کی) فضیلت حاصل ہوگی۔ چنانچہ ان کی دعوت پر ایک شخص کے علاوہ ساری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔
(طبرانی۔مجمع الزوائد)

ایک دیہاتی کو دعوت اسلام:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے سامنے سے ایک دیہاتی شخص آتے ہوئے دکھائی دیے جب وہ رسول کریم ﷺ کے قریب پہنچے تو ان سے رسول کریم ﷺ نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا' اپنے گھر جا رہا ہوں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' کیا تمہیں کوئی بھلی بات چاہیے؟ انہوں نے کہا' وہ بھلی بات کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' تم کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھو۔

انہوں نے کہا' جو بات آپ فرما رہے ہیں اس پر کون گواہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' یہ درخت گواہ ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اس درخت کو بلایا جو وادی کے کنارہ پر تھا وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔آپ ﷺ نے اس سے تین مرتبہ گواہی طلب فرمائی اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ رسول کریم ﷺ جیسا فرما رہے ہیں ویسا ہی ہے پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ (یہ دیکھ کر وہ دیہاتی بہت متاثر ہوئے) اور اپنی قوم کے پاس واپس جاتے ہوئے انہوں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اگر میری قوم والوں نے میری بات مان لی تو میں ان سب کو آپ ﷺ کے پاس لے آؤں گا ورنہ میں خود آپ کے پاس واپس آؤں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔ (طبرانی ، ابویعلی، بزار، مجمع الزوائد)

☆☆☆

Marfat.com

دینی امور کے متعلق سوالات کے جوابات دینے کا معمول

رسول کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ اپنے معمولات کا ایک حصہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے مختص فرمایا کرتے تھے جس میں آپ ﷺ مختلف سوالات کے جوابات دیتے۔ ویسے تو آپ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی آپ ﷺ سے کسی امور کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو آپ ﷺ جواب ارشاد فرما دیا کرتے تھے مگر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ باقاعدگی سے اس کا اہتمام بھی ہوتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا آج تم مجھ سے دین کی باتیں سُنتے ہو کل تم سے دین کی باتیں سُنی جائیں گی پھر ان لوگوں سے دین کی باتیں سنی جائیں گی جن لوگوں نے تم سے دین کی باتیں سنی تھیں (لہٰذا جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان مفید اور ضروری امور کو غائبین تک بھی پہنچا دیں۔

(ابوداؤد شریف)

حضور ﷺ نے زندگی کے تمام امور اور ہر شعبے کے بارے مختلف سوالات کے جو جوابات دیے وہ احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے بخوبی طور پر معلوم کیے جا سکتے ہیں اور یہ جوابات آپ ﷺ کے معمول مبارک کی وجہ سے احادیث مبارکہ کی زینت ہیں اور تمام انسانوں کے لیے عظیم رہنمائی کا کام دیتے ہیں۔ ذیل میں احادیث مبارکہ کے حوالے سے مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حُسن سلوک کا زیادہ مستحق:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے حُسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' تیری ماں۔ اس نے پوچھا' پھر کون؟ ارشاد فرمایا' تیری ماں اس نے پوچھا کہ پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' پھر تیرا باپ، پھر درجہ بدرجہ جو تیرے قریبی لوگ ہوں۔ (بخاری و مسلم شریف)

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کا حق:

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی اثناء میں بنو سلمہ کا ایک شخص آیا اور اُس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کا کوئی حق باقی رہتا ہے جسے میں ادا کروں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' ہاں ان کے لیے دعا و استغفار کرو اور جو (جائز) وصیت وہ کر گئے ہیں اسے پورا کرو اور ماں باپ سے جن لوگوں کا رشتہ داری کا تعلق ہے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور ماں باپ کے دوست اور سہیلیوں کی عزت اور خاطر داری کرو۔ (ابوداؤد شریف)

بدزبان بیوی کے متعلق سوال:

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میری بیوی بدزبان ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' اسے طلاق دے دو۔ میں نے عرض کیا کہ اس سے میرے بچے ہیں عرصہ سے ہم دونوں ساتھ رہتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' اُسے نصیحت کرو اگر اس کے اندر بھلائی کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی تو وہ تمہاری بات مان لے گی اور خبردار اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارنا جیسے تو اپنی لونڈی کو مارتا ہے۔

(ابوداؤد شریف)

ہمسایوں کو تنگ کرنے والوں کے متعلق:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! فلاں عورت بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھتی نفل روزے رکھتی اور صدقہ کرتی ہے

Marfat.com

اوراس لحاظ سے وہ مشہور ہے مگر اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' وہ دوزخ میں جائے گی۔ اس شخص نے پھر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! فلاں عورت کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کم نفل روزے رکھتی ہے اور بہت کم نفل نماز پڑھتی ہے اور پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے مگر اپنی زبان سے ہمسایوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنت میں جائے گی۔ (مشکوۃ شریف)

اسلام کی اچھی عادت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اسلام کی کون سی عادت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا'

"کھانا کھلانا اور واقف ناواقف کو سلام کرنا۔" (بخاری شریف)

غصہ نہ کیا کرو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ اس نے کئی مرتبہ اس سوال کو دہرایا آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری شریف)

اچھے عمل والی باتیں:

حضرت حرملہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے کن باتوں پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'

> "تو نیکی پر عمل کر اور برائی سے بچ اور دیکھ اگر تو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ مجلس سے تیرے اُٹھ کر چلے جانے کے بعد اچھے اوصاف سے یاد کریں تو تو اپنے اندر اچھے اوصاف پیدا کر اور جن باتوں کو تو ناپسند کرتا ہے کہ تیری غیر موجودگی میں لوگ تیرے بارے میں کہیں تو تو اس سے پرہیز کر۔" (بخاری شریف)

Marfat.com

افضل عمل کے متعلق سوال:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے پوچھا کہ کس طرح کے غلاموں کو آزاد کرانا زیادہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' ایسے غلاموں کو رہائی دلانا جن کی قیمت زیادہ ہو اور جو اپنے مالکوں کی نگاہ میں بہتر ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر میں یہ نہ کر سکوں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' تو پھر تم کسی کام کے کرنے والے کی مدد کرو یا اس شخص کا کام کر دو جو اپنے کام کو بہتر طریقہ پر نہیں کر سکتا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں تو آپ ﷺ نے فرمایا' لوگوں کو تکلیف نہ دو تو یہ تمہارا صدقہ ہوگا۔ جس کا اجر تمہیں ملے گا۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

دوسرے سے ملنے کا طریقہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو حضور ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے سنا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے جب کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا جھک جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' نہیں اُس نے پوچھا تو کیا لپٹ جائے اور بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اُس نے عرض کیا' کیا اس کا ہاتھ تھام لے اور مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (ترمذی شریف)

والدہ سے اجازت:

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوتے وقت بھی اجازت طلب کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ اُس شخص نے کہا کہ میں اس کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اس سے اجازت طلب کر، اُس نے کہا کہ میں اُس کا خدمت گار ہوں (یعنی بار بار والدہ کے پاس آتا جاتا رہتا ہوں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے اجازت طلب کر لیا کیا تو اُس کو برہنہ دیکھنا پسند کرتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (تو پھر) اس سے اجازت طلب کر

Marfat.com

(لیا کر) (مشکوۃ ریف)

خاوند کا بیوی پر حق:

حضرت حکیم بن معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! خاوند کا بیوی پر کیا حق ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'

"جب تو کھائے تو اس کو بھی کھلا اور جب تو پہنے تو اس کو بھی پہنا اس کے منہ پر نہ مار اس کو برا نہ کہو اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کر مگر گھر کے اندر ہے۔" (ابوداؤد شریف)

برابری و مساوات کا معاملہ:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد (حضرت بشیر رضی اللہ عنہ) مجھے لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک غلام تھا میں نے اس لڑکے کو بخش دیا حضور ﷺ نے دریافت فرمایا' کیا اپنے سب لڑکوں کو دیا ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو اس غلام کو واپس لے لے (ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں) "کیا تو نے اپنے تمام بیٹوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا' نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری و مساوات کا معاملہ کرو" تو میرے والد گھر آئے اور اس غلام کو واپس لے لیا۔ (ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا' تو پھر تو مجھے گواہ مت بنا میں ظلم کا گواہ نہیں بنوں گا) (ایک تیسری روایت میں اس طرح سے ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ سب لڑکے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں؟ میرے والد نے کہا' ہاں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا' پھر ایسا مت کرو") (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لو:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ فرمایئے کہ اگر کسی کو شکار ملے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا پتھر اور لاٹھی کی کھپچی

Marfat.com

سے ذبح کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' جس چیز سے چاہو خون بہا دو اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو۔ (ابوداؤد شریف۔نسائی شریف)

بخیل کی نشانی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! فلاں شخص کے میرے باغ میں کچھ پھل ہیں ان کی وجہ سے مجھے تکلیف ہے۔ حضور ﷺ نے آدمی بھیج کر اُسے بلوایا اور یہ فرمایا کہ اپنے پھلوں کو بیچ دو اُس نے کہا' نہیں بیچوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ہبہ کر دو۔ اُس نے کہا' نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اس کو جنت کے پھل کے عوض بیچ دو۔ اس نے کہا' نہیں حضور ﷺ نے فرمایا' تجھ سے بڑھ کر بخیل میں نے نہیں دیکھا مگر وہ شخص جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔ (بیہقی)

نکاح کے متعلق سوال:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے عزت و منصب اور مال والی ایک عورت پائی مگر اس کے بچہ نہیں ہوتا کیا میں اس سے نکاح کر لوں؟ حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کی۔ آپ ﷺ نے منع فرمایا' تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کی تو ارشاد فرمایا' ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو بچہ جننے والی ہو کہ میں تمہارے ساتھ اور اُمتوں پر کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔ (ابوداؤد شریف۔نسائی شریف)

دنیاوی سامان کی خاطر جہاد:

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا' یا رسول اللہ ﷺ! ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے اس نیت سے جاتا ہے کہ اسے دنیا کا کچھ سامان مل جائے؟ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اسے کوئی ثواب نہ ملے گا۔ لوگوں نے اس کو بہت بری بات سمجھا اور اس شخص سے کہا تم اس بات کو رسول کریم ﷺ سے دوبارہ پوچھو شاید تم اپنی بات رسول

Marfat.com

کریم ﷺ کو سمجھا نہیں سکے۔ اُس شخص نے دوبارہ عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! ایک شخص جہاد میں اس نیت سے جاتا ہے کہ اسے دنیا کا کچھ سامان مل جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا اپنا سوال پھر سے دہراؤ چنانچہ اس شخص نے تیسری مرتبہ پوچھا تو آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی اس سے یہی فرمایا کہ اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ (ابوداؤد شریف)

قیامت کے متعلق سوال:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' قیامت کے لیے تم نے کیا کر رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا' میں نے قیامت کے لیے نہ تو زیادہ (نفلی) نمازیں نہ زیادہ (نفلی) روزے تیار کیے ہیں اور نہ زیادہ صدقہ، البتہ ایک بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' تو پھر (روز قیامت) تم ان ہی کے ساتھ ہو گے جن سے تم نے (دنیا میں) محبت رکھی۔ (بخاری شریف)

برائی کا جواب بھلائی سے دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن کے حقوق میں ادا کرتا ہوں اور وہ میرے حقوق ادا نہیں کرتے۔ میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حلم و بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت برتتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تو گویا تو اُن کے چہروں پر سیاہی پھیر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں ہمیشہ تیرا مددگار رہے گا جب تک تو اس حالت پر قائم رہے گا۔

(مسلم شریف)

Marfat.com

یتیم کے متعلق سوال:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کن وجوہ سے میں اس یتیم کو مار سکتا ہوں جو میری سرپرستی میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جن وجوہات کی بناء پر تم اپنی حقیقی اولاد کو مار سکتے ہو۔ خبردار اپنے مال کو بچانے کی خاطر اس کا مال برباد نہ کرنا اور اُس کے مال سے اپنی جائیداد نہ بنانا۔ (معجم طبرانی)

صدقہ کے متعلق سوال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ کون سا صدقہ اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ صدقہ سب سے افضل ہے جو تو اس زمانہ میں کرے جبکہ تو صحیح و تندرست ہے اور تجھے محتاجی کا بھی ڈر ہے اور یہ بھی توقع ہے کہ تجھے مزید مال مل سکتا ہے۔ ایسے زمانہ میں صدقہ کرنا سب سے افضل ہے اور تو ایسا نہ کر کہ جب تیری جان حلق میں آ جائے اور مرنے لگے تب تو صدقہ کرے اور یوں کہے کہ اتنا فلاں کا ہے اتنا فلاں کا ہے۔ اب تیرے کہنے کا کیا فائدہ؟ اب تو وہ فلاں کا ہو ہی چکا۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

غلاموں کے ساتھ سختی کے متعلق سوال:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور امانت میں خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں اُن کو بُرا بھلا کہتا ہوں اور انہیں مارتا ہوں تو ان کے سلسلہ میں میرا کیا بنے گا؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' جب قیامت کا دن آئے گا تو ان کی خیانت و نافرمانی اور جھوٹ اور تمہاری سزا جو تم انہیں دیتے ہو دونوں کا حساب لگایا جائے گا اگر تمہاری سزا ان کے جرم سے بڑھی ہوئی نکلی تو بقدر زائد تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ یہ سن کر وہ شخص ایک گوشہ میں ہو کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ پھر اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا' کیا تم

Marfat.com

نے اللہ تعالیٰ کی یہ بات قرآن میں نہیں پڑھی جو اس نے فرمائی ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ۔

(ترجمہ) اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو میں ہر شخص کے اعمال تولیں گے اور کسی کی تول میں کوئی ظلم نہ کیا جائے گا اور ذرہ برابر بھی کوئی عمل بُرا یا بھلا کسی کے نامہ اعمال میں ہوگا تو ہم اسے سامنے لائیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔

تو اس شخص نے کہا، اب میرے لیے یہی بہتر ہے کہ ان غلاموں سے علیحدگی اختیار کر لوں۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو آزاد کیا۔ (ترمذی شریف)

جھوٹ کا لباس:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری ایک سوتن ہے کیا میرے لیے یہ جائز ہے کہ میں اپنے شوہر کی طرف سے نہ ملنے والے عطیات کے حصول کا دعویٰ کروں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نہ ملنے والی چیز کا تکلف کے ساتھ اظہار کرنے والا جھوٹ کا لباس پہننے والے کی طرح ہے"

(بخاری شریف)

منت کے بارے میں سوال:

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں منت مانی تھی کہ بوانہ میں ایک اونٹ کی قربانی کرے گا چنانچہ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت ہے جس کی پرستش کی جاتی ہے؟ لوگوں نے

Marfat.com

عرض کیا' نہیں۔ ارشاد فرمایا' کیا وہاں جاہلیت کی عیدوں میں سے کوئی عید ہے؟ لوگوں نے عرض کیا' نہیں۔ ارشاد فرمایا' اپنی منت پوری کر اس لیے کہ معصیت کے بارے میں جو منت ہے اس کو پورا نہ کیا جائے اور وہ منت جس کا انسان مالک نہیں۔ (ابوداؤد شریف)

نذر کے متعلق سوال:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے جاہلیت (کے زمانہ) میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو۔ (بخاری شریف)

افضل صدقہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا تو اس کی طرف سے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''پانی'' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (مشکوۃ شریف)

☆☆☆

Marfat.com

نفلی روزے رکھنے کا معمول

رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ شعبان کے مہینہ میں بھی قریب قریب مہینہ بھر روزہ دار ہی رہتے تھے سال کے باقی مہینوں میں بھی یہی کیفیت رہتی تھی کہ اگر روزہ رکھنا شروع فرما دیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں چھوڑیں گے پھر ترک فرما دیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ خصوصاً ہر مہینے میں تین دن ایام بیض کے روزے۔ دوشنبہ و جمعرات کے روزے۔ عاشورا کے روزے، عشرہ ذی الحجہ کے روزے، شوال کے روزے، رجب کے روزے معمولاً رکھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی آپ ﷺ ''صوم وصال'' بھی رکھتے تھے یعنی کئی کئی دن رات کا ایک روزہ مگر اپنی امت کو ایسا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں اپنے پروردگار کے دربار میں رات بسر کرتا ہوں اور وہ مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

ماہ رجب کے روزے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے رمضان کے علاوہ رجب اور شعبان کے سوا کسی اور مہینے کے پورے روزے نہیں رکھے۔ (غنیتہ الطالبین)

رجب کے مہینہ میں روزے رکھنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

''مہینوں کی گنتی جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اللہ کی کتاب میں

Marfat.com

بارہ مہینے ہیں۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار حُرمت والے ہیں ایک رجب ہے اور اس کے بعد تین مسلسل ہیں یعنی ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا ہے اور رمضان میری اُمت کا پس جس نے رجب میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اپنے اوپر واجب کر لی۔ اسے فردوس اعلیٰ میں ٹھہرایا جائے گا اور جس نے رجب کے دو دن کے روزے رکھے تو اسے دو گنا اجر دیا جائے گا۔ ہر اجر کا وزن دنیا کے پہاڑوں کے برابر ہو گا اور جس نے تین دن کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق حائل کر دے گا جس کی مسافت ایک سال کی مسافت کے بقدر لمبی ہو گی، جس نے چار روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کو جذام اور جنون اور برص کے امراض سے اور دجال کے فتنوں سے محفوظ رکھے گا، جس نے پانچ روزے رکھے اسے قبر کے عذاب سے بچایا جائے گا جس نے چھ دن کے روزے رکھے تو وہ اپنی قبر سے اس طرح اُٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تاباں و درخشاں ہو گا اور جس نے سات روزے رکھے تو اس کے لیے جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیے جائیں گے اور جس نے آٹھ روزے رکھے تو جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لیے کھول دیے جائیں گے اور جس نے نو دن کے روزے رکھے تو وہ اپنی قبر سے اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہتا ہوا اُٹھے گا اس کا منہ جنت کی طرف ہو گا۔ جو دس روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے پل صراط کے ہر میل پر ایک بستر آرام کے لیے مہیا فرما دے گا اور جو رجب کے گیارہ روزے رکھے گا قیامت کے دن اس سے افضل اور کوئی اُمتی نظر نہ آئے گا سوائے ایسے شخص کے جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ رجب کے روزے رکھے ہوں اور جو شخص اس ماہ کے بارہ روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے دو جوڑے پہنائے گا کہ اس کا ایک جوڑا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے افضل اور بہتر ہو گا اور جو رجب کے تیرہ روزے رکھے گا قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اس کے لیے دستر خوان بچھایا جائے گا اور اس سے وہ جو دل چاہے گا کھائے گا جبکہ اور دوسرے لوگ سخت تکالیف میں مبتلا ہوں گے۔ جس نے رجب کے چودہ روزے رکھے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرمائے گا جو نہ کبھی دیکھی اور نہ اس کے بارے میں "آج تک کسی نے سنا نہ کسی دل میں اس کا

Marfat.com

خیال گزرا ہوگا۔ جس نے پندرہ دن کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ حشر میں اسے امن میں کھڑے ہونے والوں میں شامل کر دے گا جہاں جب کسی مقرب فرشتہ کا گزر ہوگا یا کسی نبی یا رسول کا تو اس سے کہا جائے گا مبارک ہو تو امن والوں میں سے ہے۔

ایک اور روایت میں پندرہ دن سے زائد روزوں کا ذکر بھی آیا ہے اس طرح پر کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' جس نے سولہ دن کے روزے رکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے اور کلام کرنے والوں کی پہلی صف میں ہوگا اور جس نے سترہ دن کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے پل صراط کے ہر میل پر ایک آرام گاہ مقرر کر دے گا جس میں وہ آرام کرے گا اور جس نے ماہ رجب کے اٹھارہ روزے رکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبہ میں قیام کرے گا، جس نے اُنیس روزے رکھے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک ایسا محل مہیا فرما دے گا جو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محلات کے رو برو ہوگا اور وہ ان دونوں انبیاء کو سلام نیاز پیش کرے گا وہ دونوں نبی اس کو جواب دیں گے اور جس نے رجب کے مہینے کے بیس روزے رکھے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اللہ کے بندے! تیرے تمام گناہ معاف کر دیے گئے تو بخش دیا گیا اب جس قدر تیری عمر باقی ہے ان میں نیک عمل کر۔ (غنیۃ الطالبین)

رجب کا چاند دیکھ کر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضور ﷺ کا یہ معمول تھا) جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ یہ پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا شَھْرَ رَمَضَانَ

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم کو رجب اور شعبان میں برکت دے اور ہم کو شہر رمضان میں پہنچا دے''

(ابن السنی)

مہینہ میں تین دن روزوں کا معمول:

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ رکھتے تھے۔ میں نے دوبارہ پوچھا کہ مہینہ کے کن دنوں میں رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کا اہتمام نہیں ہوتا، جن دنوں میں موقع ہوتا رکھ لیتے۔ (شمائل ترمذی شریف)

شعبان میں روزے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی شریف)

تین روزے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ (کبھی) ہر مہینہ کے تین روزے اس طرح بھی رکھتے کہ ایک مہینہ میں ہفتہ، اتوار، پیر کو روزہ رکھ لیتے اور دوسرے ماہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کو۔ (شمائل ترمذی شریف)

ماہ شعبان میں روزے رکھنے کا معمول:

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ (ماہ شعبان میں) اس طرح مسلسل روزے رکھتے تھے کہ ہم خیال کرنے لگتے کہ آپ کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑیں گے اور جب آپ روزہ دار نہ ہوتے تو ہم خیال کرتے کہ آپ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ آپ ﷺ کو شعبان کے روزے بہت زیادہ محبوب تھے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! کیا سبب ہے کہ آپ ماہ شعبان میں روزے رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' عائشہ! یہ ایسا مہینہ ہے کہ سال کے باقی عرصہ میں مرنے والوں کے نام ملک الموت کو لکھ کر اس ماہ میں دے دیے جاتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میرا نام ایسی حالت میں نقل کر کے دیا جائے کہ میرا روزہ ہو۔ (غنیۃ الطالبین)

چار چیزیں:

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چار چیزیں ہیں جنہیں حضور ﷺ نہیں چھوڑتے تھے۔ (1) عاشورہ کا روزہ، (2) ذی الحجہ کے روزے (ایک سے نو تک) (3) ہر مہینہ کے تین

Marfat.com

روزے اور دو رکعتیں فجر کی فرض نماز سے پہلے

(نسائی شریف)

شوال کے روزے:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کا روزہ رکھا پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا ہمیشہ روزہ رکھا۔

(مسلم شریف)

ضروری بات:

یکم شوال اور 10، 11، 12 ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

(طحطاوی ص 387۔ درمختار۔ روالمختار۔ جلد دوم ص 86)

☆☆☆

Marfat.com

تلاوت قرآن حکیم کرنے اور دوسروں کو تلقین کرنے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ خود بھی باقاعدگی سے قرآن حکیم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی قرآن حکیم پڑھنے کی ترغیب وتلقین کیا کرتے تھے چنانچہ اس حوالے سے چند احادیث مبارکہ یہ ہیں۔

آہستہ اور بلند آواز سے قرآن حکیم پڑھنے کا معمول:

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ قرآن حکیم آہستہ پڑھتے تھے یا بلند آواز میں؟ انہوں نے فرمایا کہ دونوں طرح کا معمول تھا۔ میں نے کہا' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ جس نے ہر طرح کی سہولت عطا فرمائی۔ (ترمذی شریف)

حضور ﷺ کی تلاوت:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہر نبی کو خوب صورت اور حسین آواز والا مبعوث فرمایا ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ حسین صورت اور جمیل آواز والے تھے۔ رسول کریم ﷺ قرآن حکیم (گانے والوں کی طرح) آواز بنا کر نہیں پڑھتے تھے۔ (ترمذی شریف)

حضور ﷺ کی قرأت کی کیفیت:

حضرت یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے (ام المومنین) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ صاف صاف کیفیت بتائی۔ (ترمذی شریف)

اسی حوالے سے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مد والے حروف کو) مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھتے تھے۔

(ترمذی شریف)

رات کے وقت تلاوت قرآن کا معمول:

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات سورۂ بنی اسرائیل اور سورۃ الزمر کو پڑھا کرتے تھے۔ (عمل الیوم والیلۃ)

اسی حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ الم تنزیل الکتاب (سورۃ سجدہ پارہ 21) اور تبارک الذی بیدہ الملک (سورہ الملک پارہ 29) کو پڑھ نہ لیتے۔

(عمل الیوم والیلۃ)

اسی ضمن میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل مسبحات (وہ سورتیں جن کے شروع میں سبح اللہ یا یسبح للہ آیا ہے) کو پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔ (عمل الیوم والیلۃ)

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات ہر رات میں پڑھتے تھے۔ (عمل الیوم والیلۃ)

سونے کے وقت معمول:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب رات کو سونے کے لیے لیٹتے تو دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے اور (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) اور (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھ کر ہتھیلیوں میں دم فرماتے پھر جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پہنچ سکتے ان کو جسم مبارک پر پھیرتے پہلے سر اور چہرے اور جسم کے سامنے

Marfat.com

حصے پر پھیرتے۔ یہ عمل تین مرتبہ فرماتے (ابوداؤد شریف)

ہر آیت مبارکہ کو الگ الگ پڑھنا:

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پر ٹھہرتے تھے پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پر وقف کرتے پھر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے (ترمذی شریف)

بلند آواز سے تلاوت:

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ (مسجد حرام میں قرآن حکیم) پڑھتے تھے اور میں رسول کریم ﷺ کے پڑھنے کی آواز رات کو اپنے گھر کی چھت پر سے سُنا کرتی تھی (ترمذی شریف)

درمیانی بلند آواز سے قرأت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قرأت کی آواز (اس قدر بلند ہوتی تھی کہ) آپ اگر حجرہ میں پڑھتے تو صحن والے سُن لیتے تھے۔ (ترمذی شریف)

قرآن مجید اچھی آواز سے پڑھا کرو:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا۔ یہ قرآن حکیم فکرو بے قراری (پیدا کرنے) کے لیے نازل ہوا ہے۔ جب تم اسے پڑھو تو رویا کرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں جیسی شکل بنالو اور قرآن حکیم کو اچھی آواز سے پڑھو کیونکہ جو شخص اسے اچھی آواز سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی کامل اتباع کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

اسی حوالے سے حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اچھی آواز سے قرآن حکیم کو مزین کرو کیونکہ اچھی آواز قرآن حکیم کے حُسن کو بڑھا دیتی ہے۔ (مستدرک حاکم)

Marfat.com

قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ اتنا کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتا جتنا کہ اس نبی کی آواز کو توجہ سے سُنتا ہے جو قرآن حکیم خوش الحانی سے پڑھتا ہے۔ (مسلم شریف)

قرآن مجید یاد رکھنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' جس شخص کے دل میں قرآن حکیم کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے یعنی جیسے مکان کی رونق و آبادی رہنے والے سے ہے ایسے ہی انسان کے دل کی رونق و آبادی قرآن حکیم کو یاد رکھنے سے ہے۔ (ترمذی شریف)

دس آیات کی تلاوت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' جو شخص رات میں دس آیات کی تلاوت کرے وہ اس رات اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رہنے والوں میں شمار نہیں ہوگا (مستدرک)

ایک سورۃ پڑھنے کا فائدہ:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' جو مسلمان بھی بستر پر جا کر قرآن حکیم کی کوئی سی بھی سورت پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لیے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے پھر جب بھی وہ بیدار ہو اس کے بیدار ہونے تک کوئی تکلیف دہ چیز اس کے نزدیک بھی نہیں آتی۔ (ترمذی شریف)

قرآن حکیم پڑھا کرو:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن حکیم پڑھو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی بن کر آئے گا۔ سورۃ بقرہ اور آل عمران جو دونوں روشن سورتیں ہیں (خصوصاً) پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت

Marfat.com

کے روز اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لیے اس طرح آئیں گی جیسے وہ ابر کے دو ٹکڑے ہوں یا دو سائبان ہوں یا قطار باندھے پرندوں کے دو غول ہوں، یہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارش کریں گی اور خصوصیت سے سورہ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا، یاد کرنا اور سمجھنا برکت کا باعث ہے اور اس کا چھوڑ دینا محرومی کی بات ہے اور اس سے غلط قسم کے لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ معاویہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ غلط قسم کے لوگوں سے مراد جادوگر ہیں یعنی سورہ بقرہ کی تلاوت کا معمول رکھنے والے پر کبھی کسی جادوگر کا جادو نہیں چلے گا۔ (مسلم شریف)

تہائی قرآن:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' ایک رات میں تہائی قرآن کوئی کیسے پڑھ سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے (مسلم شریف)

شفاعت کرنے والی سورت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' قرآن حکیم میں ایک سورت تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت کر دی جائے وہ سورہ "تبارک الذی" ہے۔ (ترمذی شریف)

☆☆☆

Marfat.com

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا معمول

اعتکاف کرنا:

رسول کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ (بخاری شریف)

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف:

ایک اور حدیث پاک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ وصال فرما گئے۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

بیس دن اعتکاف:

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے مگر ایک سال اعتکاف نہ فرما سکے تو اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"حضور ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف فرمایا۔"
(ترمذی شریف، ابوداؤد شریف)

رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف:

اس حوالے سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے آپ ﷺ نے ایک سال اعتکاف کیا جب

Marfat.com

اکیسویں شب آئی اور یہ وہ رات ہے کہ جس کی صبح کو آپ ﷺ اعتکاف سے باہر ہوتے تھے تو ارشاد فرمایا'

''جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ میں بھی اعتکاف کرے مجھے اس رات میں لیلۃ القدر دکھائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اسی کی صبح پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں، تم اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں تلاش کرو۔''

اس رات بادل برسا اور مسجد کھجور کی شاخوں کی تھی وہ بہہ پڑی میری آنکھوں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارکہ پر اکیسویں رات کی صبح کو پانی اور مٹی کا نشان تھا۔ (بخاری شریف)

اعتکاف کے فوائد:

اس ضمن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' جس نے رمضان المبارک میں دس دنوں کا اعتکاف کر لیا تو وہ ایسا ہے کہ جیسے دو حج اور دو عمرے کیے۔ (بیہقی)

اسی بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ (معتکف) گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اس نے تمام نیکیاں کیں۔

(ابن ماجہ)

زیادہ سے زیادہ عبادت الٰہی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جس قدر (طاعت و عبادت کے لیے) کوشش فرماتے تھے اتنی کسی دوسرے عشرہ میں نہ فرماتے تھے۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

راتوں کو جاگتے:

اس حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو حضور نبی کریم ﷺ اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت الٰہی میں بہت کوشش فرماتے) راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔(بخاری شریف)

لیلۃ القدر میں عبادت کا اجر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اُس بندے کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے پھر جب انہیں عید الفطر کا دن نصیب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں پر اپنے فرشتوں کے سامنے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کی اُجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کر دے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! اس کی اُجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے (میرے مقرر کیے ہوئے) فرض کو ادا کر دیا ہے اب وہ گھروں سے دعا کے لیے عید گاہ کی طرف نکلے ہیں مجھے قسم ہے اپنی عزت کی، اپنے جلال کی، اپنی بخشش و رحمت، اپنی عظمتِ شان اور اپنی رفعت مکان کی کہ میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' پس مسلمان واپس ہوتے ہیں عید گاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (بیہقی)

لیلۃ القدر کی تلاش:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ رمضان کی آخری دس راتوں میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے رمضان کی آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کرو۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

آخری عشرہ کی طاق راتوں میں:

لیلۃ القدر کی تلاش کے حوالے سے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔ 21، 23، 25، 27، 29 یا رمضان کی آخری رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے، صاف، شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کے باعث) چاند کھلا ہوا ہے اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔ نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودہویں رات کا چاند۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کے سورج کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے) (بیہقی شعب الایمان)

رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف:

اس حوالے سے ایک حدیث مبارکہ پہلے گزر چکی ہے اسی طرح کی ایک حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے جب بیسویں رات گزر جاتی اور اکیسویں رات آتی تو اپنے بیت اطہر میں واپس آجاتے اور وہ لوگ بھی اپنے گھر والوں کو واپس ہو جاتے جو آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کرتے تھے۔ ایک رمضان کی شب آپ ﷺ اعتکاف میں رہے جس میں واپس جایا کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ان کو حکم دیا پھر ارشاد فرمایا'

Marfat.com

''میں اس عشرہ میں اعتکاف کرتا تھا پھر میرے لیے یہ انکشاف ہوا ہے کہ میں آخری عشرہ میں اعتکاف کروں اس لیے جو میرے ساتھ اعتکاف کرے وہ اپنی اعتکاف کی جگہ پر رہے اور مجھے اس رات میں لیلۃ القدر دکھائی گئی پھر بھلا دی گئی ہے اس کو تم آخری عشرہ میں اور طاق راتوں میں تلاش کرو۔'' (بخاری شریف)

آخری سات راتوں میں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر دکھائی گئی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

''میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب آخری سات راتوں کے مطابق ہو گیا ہے پس جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔'' (مسلم شریف)

لیلۃ القدر میں دُعا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے لیلۃ القدر معلوم ہو جائے تو میں اس میں کیا کروں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دُعا پڑھو،

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

''اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنا پسند ہے تو مجھے معاف فرما دے۔''

(ترمذی شریف)

ستائیسویں شب میں عبادت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''جس نے رمضان المبارک کے مہینہ کی ستائیسویں رات، صبح ہونے

Marfat.com

تک عبادت میں گزاری وہ مجھے رمضان کی تمام راتوں کی عبادت سے زیادہ پسند ہے۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ابا جان! وہ ضعیف مرد اور عورتیں کیا کریں جو قیام پر قدرت نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا وہ تکیے نہیں رکھ سکتے جن کا سہارا لیں اور اس رات کے لمحات میں سے کچھ لمحات بیٹھ کر گزاریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں لیکن یہ بات اپنی اُمت کے تمام ماہ رمضان کو قیام میں گزارنے سے زیادہ محبوب ہے۔

گناہوں کی معافی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص حالتِ ایمان میں طلب ثواب کے لیے لیلۃ القدر میں قیام کرتا ہے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔" (بخاری شریف)

☆☆☆

Marfat.com

خوابوں کی تعبیر بیان فرمانے کا معمول

رسول کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد اپنے مصلیٰ مبارک پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ آفتاب خوب بلند ہو جاتا عام لوگوں سے ملاقات کا بھی یہی خاص وقت تھا لوگ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنی حاجات و ضروریات آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے آپ ﷺ ان کی ضروریات کو پوری فرماتے اور لوگوں کو مسائل و احکام اسلام کی تعلیم و تلقین فرماتے (پھر اسی وقت) لوگوں کے خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم، ابوداؤد شریف جلد دوم ص 318)

اچھا اور بُرا خواب:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوں اور میرے پاس دوات اور کاپی ہے اور میں (سورہ) ص شروع سے لکھ رہا ہوں یہاں تک کہ جب میں سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دوات، کاپی درخت سب چیزوں نے سجدہ کیا اور میں نے ان کو سُنا کہ وہ سجدہ میں پڑھ رہے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ احْطُطْ بِهَا وِزْرًا وَاحْرُزْ بِهَا شُكْرًا وَاَعْظِمْ بِهَا اَجْرًا

Marfat.com

"یا اللہ! اس کی وجہ سے گناہ کو مٹا دے اور اس کے ذریعہ شکر کی حفاظت فرما اور اس کے ذریعہ اجر کو زیادہ فرما۔"

اور پھر یہ سب چیزیں جس طرح پہلے تھیں سجدہ کے بعد ویسی ہو گئیں یعنی اپنی پہلی حالت پر آ گئیں۔ پھر جب میں بیدار ہوا تو رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا'

"تو نے بھلائی کو دیکھا اور بھلائی (ہی) ہو گی۔ تو سویا اور آنکھ سوئی۔ ایک نبی کی توبہ کی تجھ کو یاد دلائی گئی ہے۔ اس وقت مغفرت کا انتظار کیا کر اور ہم بھی اس کا انتظار کرتے ہیں جس کا تو انتظار کرتا ہے۔" (عمل الیوم واللیلۃ)

بُرا خواب دیکھنے پر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

"تم میں سے جو کوئی بُرا خواب دیکھے تو اس کو چاہیے کہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین بار شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر پہلے تھا اسے بدل دے۔"

(مسلم شریف)

ناپسندیدہ خواب بیان نہ کرے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے اور میں اس کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے اس کو سختی سے منع کیا اور ارشاد فرمایا'

"شیطان خواب میں تیرے ساتھ جو کھیل کرتا ہے اس کی خبر (کسی کو) مت دے۔" (مسلم شریف)

اسی حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

"جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اس کو ناپسند ہے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھتکار دے

Marfat.com

پھر یہ دعا پڑھے تو اس کو کچھ نہیں ہوگا یعنی اس خواب سے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ وَسَیِّئَاتِ الْاَحْلَامِ

''اے اللہ! میں تیرے ساتھ پناہ چاہتا ہوں شیطان کے عمل سے اور بُرے خوابوں سے'' (عمل الیوم واللیلۃ)

حضور ﷺ کا معمول:

حضرت ابن زمل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نماز فجر کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر تشریف فرما ہوتے اور اچھے خواب آپ ﷺ کو پسند تھے آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھتے کہ

''کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟''

حضرت ابن زمل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ حضور ﷺ کے دریافت فرمانے پر) میں نے کہا' میں نے (دیکھا ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا'

''تو بھلائی سے ملاقات کرے اور شر سے تو بچے اور ہمارے لیے بھلائی ہو اور ہمارے دشمنوں کے لیے شر ہو اور ہر قسم کی تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اب (اپنا خواب) بیان کر۔ تو پھر میں نے اپنا پورا خواب بیان کیا۔'' (عمل الیوم واللیلۃ)

اچھے خواب کو بیان کرے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

''جب تم میں سے کوئی شخص (اچھا) خواب دیکھے جس کو وہ پسند کرتا ہے تو وہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس اس (اچھے خواب) پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کو بیان کرے اور جب اس کے علاوہ ایسا

Marfat.com

خواب دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ پس اس (شیطان) کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے اور اس (خواب) کا کسی سے ذکر نہ کرے تو وہ (ناپسندیدہ خواب) اس کو نقصان نہیں دے گا۔'' (عمل الیوم والیلۃ)

خواب میں حضور ﷺ کو دیکھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے (واقعی) مجھ ہی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔'' (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

اسی حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ'

''جو شخص مجھے خواب میں دیکھے اس نے حقیقتاً مجھ کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔'' رسول کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ'

''مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

(بخاری شریف، مسلم، شریف، ترمذی شریف)

ڈراؤنا خواب دیکھنے پر:

مروی ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے ڈراؤنی چیزوں کی شکایت کی جن کو وہ خواب میں دیکھتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پڑھ لیا کرو۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ۔

ترجمہ: میں اللہ ہی کے پورے کلمات کی پناہ مانگتا ہوں اس کے غضب وغصہ سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کی برائی سے شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے قریب آئیں۔ (ترمذی شریف)

☆☆☆

Marfat.com

بیمار کی عیادت کرنے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کے معمولات میں یہ شامل تھا کہ آپ ﷺ بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور بیمار کو تسلی وتشفی آمیز کلمات سے نوازتے۔ حضور ﷺ کی بیمار کی عیادت کے حوالے سے احادیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔

بیمار کی مزاج پرسی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی بیمار کی مزاج پرسی کو تشریف لے جاتے تو یہ فرماتے:

لَابُاْسَ طَھُوْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہ تعالی

یعنی کوئی حرج کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔ چنانچہ اس اعرابی سے بھی آپ ﷺ نے یہ فرمایا'

ابُاْسَ طَھُوْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہ تعالی (بخاری شریف)

بیمار کو تسلی دینا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

"تم جب مریض کی عیادت کے لیے جاؤ تو موت کے بارے میں اس کا رنج وغم دور کرو اگرچہ اس سے اس کی موت کا وقت نہیں ٹل سکتا لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا۔

(ترمذی شریف۔ ابن ماجہ)

Marfat.com

غیر مسلم مریض کی عیادت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ بیمار پڑا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے حضور ﷺ اس کے سرہانے تشریف فرما ہوئے تو اُس کو اسلام کی دعوت دی وہ لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا جو کہ قریب ہی موجود تھا باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ابوالقاسم کی بات مان لے۔ چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ اب حضور ﷺ اُس کے یہاں سے یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اس لڑکے کو جہنم سے بچالیا۔ (بخاری شریف)

بیمار کو بوقت عیادت دُعا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

''جو کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو یہ دُعا سات مرتبہ پڑھے اگر (اس کی) موت کا وقت نہیں آ گیا تو اسے ضرور شفا حاصل ہو گی۔

اَسْئَالَ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمَ اَنْ یَّشْفِیْکَ ۔

''اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر سے سوال کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے کہ تجھے شفا بخشے۔''

(ترمذی شریف۔ ابوداؤد شریف)

بہترین عیادت:

حضرت سعید بن المسیب سے مرسلاً منقول ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''بہترین عیادت یہ ہے کہ مزاج پرسی کے بعد فوراً اُٹھ آئے۔'' (مشکوۃ شریف)

حضور ﷺ کا معمول:

مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اسے تسلی و تشفی کے کلمات سے نوازتے اور پھر تکلیف کی جگہ پر دایاں دست مبارک پھیرتے ہوئے یہ دعا فرماتے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبُ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اَشْفِہٖ وَاَنْتَ الشَّافِیُ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَآءُ کَ شِفَاءُ لَّا یُغَادِرُ سَقْماً۔

''یا اللہ! اس تکلیف کو دور فرما اے انسانوں کے رب! اس کو شفا عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کسی سے شفا کی امید نہیں ایسی شفا بخش کہ مرض کا نام ونشان نہ رہے۔''

(بخاری شریف ومسلم شریف)

بیمار سے دعا کرانا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'

''جب تو بیمار کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لیے دعا کرے کہ اس کی دُعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہے۔'' (ابن ماجہ)

فرشتے دعا کرتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کو عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دُعا کرتے رہتے ہیں اور جو شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور اسے جنت میں ایک باغ مل جاتا ہے۔

(ترمذی شریف)

عیادت کرنے پر جہنم سے دُوری:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر اجر وثواب کی اُمید رکھتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے اس کو جہنم سے ستر خریف دور کر دیا جاتا ہے۔''

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ابوحمزہ خریف کسے کہتے ہیں؟ فرمایا سال کو کہتے ہیں یعنی ستر سال کی مسافت کے بقدر جہنم کو دور کر دیا

Marfat.com

جاتا ہے۔(ابوداؤد شریف)

عیادت کرنے والے کے لیے برکت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
''جو کسی بیمار کی عیادت کے لیے یا اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے جاتا ہے تو ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے تم برکت والے ہو تمہارا چلنا بابرکت ہے اور تم نے جنت میں ٹھکانہ بنالیا۔''

(ترمذی شریف)

رحمت میں غوطہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ
''جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ رحمت میں غوطہ لگاتا ہے اور جب وہ بیمار کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ فضیلت تو اس تندرست شخص کے لیے آپ نے ارشاد فرمائی ہے جو بیمار کی عیادت کرتا ہے خود بیمار کو کیا ملتا ہے؟ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (مسند احمد)

عیادت پر جنت کے پھل:

رسول کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'
''جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو وہ جنت کے خرفہ میں رہتا ہے دریافت کیا گیا' یا رسول اللہ ﷺ! جنت کا خرفہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا' جنت کے توڑے ہوئے پھل۔'' (مسلم شریف)

Marfat.com

عیادت پر رحمت کا نزول:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

''جو شخص کسی بیمار کی عیادت کے لیے جاتا ہے وہ رحمت میں غوطہ لگاتا ہے
اور (بیمار پرسی کی غرض سے) اس کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت میں ٹھہر
جاتا ہے۔'' (مسند احمد)

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ بیمار کے پاس سے اُٹھ جانے کے بعد بھی وہ رحمت میں غوطہ لگاتا رہتا ہے یہاں تک کہ جس جگہ سے عیادت کے لیے گیا تھا وہاں واپس لوٹ آئے۔ (طبرانی، مجمع الزوائد)

ایک صحابی کی عیادت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصاری صحابی نے آ کر حضور ﷺ کو سلام کیا پھر واپس جانے لگے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا' انصاری بھائی! میرے بھائی سعد بن عبادہ کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اچھی ہے۔ آپ ﷺ نے (پاس بیٹھے ہوئے صحابہ کرام سے) ارشاد فرمایا' تم میں سے کون ان کی عیادت کرے گا؟ یہ کہہ کر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم دس سے زائد افراد تھے۔ ہمارے پاس جوتے تھے نہ موزے، ٹوپیاں تھیں نہ قمیض۔ ہم اس پتھریلی زمین پر چلتے ہوئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ ان کی قوم کے جو لوگ (اس وقت) ان کے قریب تھے پیچھے ہٹ گئے۔ رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے قریب ہو گئے۔ (مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ

''جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے

Marfat.com

جو بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ جو صبح یا شام مسجد جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ جو کسی حاکم کے پاس اس کی مدد کے لیے جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے اور جو اپنے گھر میں اس طرح رہتا ہے کہ کسی کی غیبت نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔'' (ابن حبان)

شدید بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایک شخص کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے وہ جاں کنی کی حالت میں تھا آپ ﷺ نے اس کو سلام کیا اور پوچھا تو اپنے کو کس حال میں پاتا ہے؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! خیر کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بھی ہوں اور اپنے گناہوں کا ڈر بھی ہے۔

حضور ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کے دل میں اس موقع پر (یعنی جانکنی کے وقت) یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ اس کی امید پوری کرتا ہے اور اس کو اس کے خوف سے امن عطا فرماتا ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ)

پوری عیادت:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ بیمار کے اوپر (پیشانی پر یا ہاتھ پر یا کسی بھی حصہ پر) رکھ کر کہو تو نے کس حال میں صبح کی یا تو نے کس حال میں شام کی۔''

اسی حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام میں سے ایک شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور عیادت کے وقت ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کی پیشانی پر رکھا، اور آپ ﷺ مریض کے اس ہاتھ وغیرہ کے پکڑنے کو پوری عیادت تصور کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

جل جلالہ فرماتا ہے کہ یہ (بخار) میری آگ ہے میں اس کو اپنے مومن بندہ پر مسلط کرتا ہوں تا کہ یہ آخرت میں اس (بیمار کے لیے) دوزخ کی آگ سے حفاظت کرنے والی بن جائے
(عمل الیوم والیلۃ)

حضرت خوات رضی اللہ عنہ کی عیادت:

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول کریم ﷺ نے میری عیادت فرمائی اور ارشاد فرمایا' اے خوات! (تمہارا) جسم صحیح ہو گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اور آپ کا جسم اطہر بھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا' تو نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر، میں نے کہا کہ میں نے تو اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا وعدہ نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا'

"کیوں نہیں بے شک کوئی بندہ نہیں جو بیمار ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے خیر (اچھائی) کا نیا وعدہ کرتا ہے، اس لیے تم نے بھی اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرو۔"

(عمل الیوم الیلۃ)

(یعنی یہ کہ بیماری کی حالت میں انسان اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہے کہ یا اللہ! مجھے اس بیماری سے صحت عطا فرمائیں آئندہ نیک کام کروں گا برائیوں سے بچوں گا)

مریض کے لیے دُعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایک مسلمان شخص کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے دیکھا تو وہ مشقت کی وجہ سے پرندے کے بے پر کے بچہ کی مانند (تڑپ رہا) ہے اس نے کہا' ہاں میں دُعا کرتا ہوں کہ

"یا اللہ! تو نے جو سزا مجھے آخرت میں دینی ہے وہ مجھے جلدی دینا دنیا میں ہی دے دے۔"

(یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا' سُبحَانَ اللہ تو اس کی طاقت نہیں رکھتا اور (نہ ہی) تو اس کی استطاعت رکھتا ہے تو یہ دُعا کیوں نہیں کرتا۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

''اے اللہ! تو ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما۔''

تو رسول کریم ﷺ نے اس کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرما دی۔ (عمل الیوم واللیلۃ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیادت:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں بیمار ہوا تو رسول کریم ﷺ میری عیادت فرماتے تھے اور ایک روز آپ ﷺ نے میرے لیے تعوذ فرمایا'

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا یَجِدُ

''اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے، میں تجھ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ کوئی اس کے جوڑ اور برابر کا ہے، اس شر سے جو وہ پاتا ہے۔''

پھر رسول کریم ﷺ جب سیدھے کھڑے ہو گئے تو فرمایا' اے عثمان! ان (کلمات) کے ساتھ پناہ چاہو، پس نہیں پناہ چاہی کسی پناہ چاہنے والے نے ان جیسے کلمات کے مثل سے (عمل الیوم اللیلۃ)

ایک دیہاتی کی عیادت کے لیے تشریف لے جانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کرم ﷺ ایک دیہاتی کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اس کو بخار تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا'

Marfat.com

"(یہ بخار گناہوں کا) کفارہ اور (گناہوں سے) پاک کرنے والا ہے۔
"

اس دیہاتی نے کہا' بلکہ یہ بخار جو شیخ کبیر (یعنی بوڑھے شخص) پر جوش مار رہا ہے اس کو قبروں کی زیارت کرائے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اس کی یہ بات سن کر) کھڑے ہو گئے اور اس کو چھوڑ دیا یعنی وہاں سے واپس تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یہ جواب ناگوار گزرا۔ (عمل الیوم واللیلۃ)

بیمار کے لیے دعائیہ کلمات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کا دست مبارک میرے ہاتھ میں تھا میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں تھا کہ ایک پراگندہ حال شخص کے پاس تشریف لائے اور فرمایا' اے فلاں شخص! تجھے کیا چیز پہنچ گئی جس کو میں دیکھ رہا ہوں (یعنی تیری یہ حالت کیوں ہوگئی) اس نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بیماری اور تکلیف (کی وجہ سے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس) سے فرمایا' کیا میں تجھے ایسے کلمات کی تعلیم نہ دوں جو تجھ سے تکلیف اور بیماری کو دور کر دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے نہیں (وہ کلمات بتائیں گے) تعلیم دیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے ابو ہریرہ! کہہ

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَايَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

ترجمہ: میں نے اس پر بھروسہ کیا جو ہمیشہ سے زندہ ہے جس کو (کبھی بھی) موت نہیں آئے گی اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے جس نے بیٹا نہیں بنایا (یعنی اس کی کوئی اولاد نہیں) اور نہ ملک میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ

Marfat.com

اس کا کوئی ولی ہے کمزوری کی وجہ سے اور اس کی بڑائی بیان کرو بڑائی بیان کرنا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر (کسی وقت اس کی عیادت کے لیے) اس کے پاس تشریف لائے اور اس وقت اس کی حالت بہتر ہوگئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تم کیسے ہو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں برابر ان کلمات کو پڑھتا رہا جو آپ نے تعلیم فرمائے تھے (اس لیے اب میں ٹھیک ہوں)

(عمل الیوم واللیلۃ)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی عیادت:

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر پر داخل ہوئے وہ بیمار تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے آپ کو کس طرح پاتے ہو؟ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا صالحا (یعنی اچھا پاتا ہوں) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ تم کو صالح بنائے (یعنی اچھا رکھے) (عمل الیوم واللیلۃ (

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی عیادت:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے میرے پاس تشریف لائے میرے درد کی وجہ سے جو مجھ پر سخت ہو گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اپنا دایاں ہاتھ سات مرتبہ (درد کی جگہ) پھیرو اور یہ پڑھو۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ

''میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ چاہتا ہوں اس چیز (تکلیف) کے شر سے جس کو میں پاتا ہوں۔''

میں نے جب اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور فرما دی پھر اس کے بعد سے میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور دوسروں کو اس کا حکم کرتا ہوں۔ (عمل الیوم واللیلۃ)

Marfat.com

جناب ابو طالب کی عیادت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے چچا ابو طالب بیمار ہو گئے تو حضور ﷺ ان کی عیادت کو گئے۔ جناب ابو طالب کہنے لگے،اے میرے بھتیجے! اپنے رب سے میرے لیے دعا کرو جس کی تم ہر وقت عبادت کرتے ہو کہ مجھے شفاء فرمائے تو کیوں نہیں میرے لیے اس خدا سے دعا مانگتا جس نے تمہیں رسول (ﷺ) بنا کر بھیجا ہے کہ مجھے اچھا کر دے۔

حضور ﷺ نے دعا فرمائی، یا اللہ! میرے چچا کو شفاء عطا فرما۔ جناب ابو طالب کو شفا ہو گئی ایسے صحت یاب ہو گئے جیسے اونٹ رسی سے جکڑا ہوا ہو اور اسے کھول دیا جائے۔ جناب ابو طالب ایسے کھڑے ہوئے جیسے ان کے بندھے ہوئے پاؤں کھول دیے گئے ہوں۔ اس کے بعد جناب ابو طالب نے رسول کریم ﷺ سے کہا' اے بھتیجے! خدا تیرا کہنا مانتا ہے جو دعا مانگتے ہو قبول کر لیتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا

عم محترم! آپ بھی اللہ تعالیٰ کا کہنا مان لیں تو وہ آپ کا کہنا بھی مانے گا۔

(مدارج النبوت جلد اول ص438۔ خصائص الکبریٰ جلد اول ص124)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی عیادت:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول کریم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور ان کے حق میں یوں دعا فرمائی۔

يَا سَلْمَانَ ! شَفَى اللّٰهُ سُقْمَكَ وَغَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ وَ عَافَاكَ فِيْ دِيْنِكَ وَجِسْمِكَ اِلٰى مُدَّةِ اَجَلِكَ

ترجمہ: اے سلمان! اللہ تیرے مرض سے تجھے شفاء عطا فرمائے، تیرے گناہوں کی معافی عطا فرمائے اور تیرے دین اور جسم کو ٹھیک کر دے جب تک کہ تو زندہ رہے۔ (حاکم)

☆☆☆

Marfat.com

جنازے میں شرکت کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کے معمولات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ جب کسی صحابی کا انتقال ہو جاتا تو اُس کے جنازے میں شرکت فرماتے تھے اور اس ضمن میں آپ ﷺ نے ترغیب بھی دی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔(1) سلام کا جواب دینا (2) بیمار کی عیادت کرنا (3) جنازے کے ساتھ جانا (4) دعوت قبول کرنا (5) چھینکنے والے کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہنا۔ (بخاری شریف)

ایک انصاری صحابی کے جنازہ میں شرکت:

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے میں (قبرستان) گئے جب ہم قبر کے پاس پہنچے جو کہ ابھی کھودی نہیں گئی تھی۔ حضور ﷺ (وہاں قبر کی تیاری کے انتظار میں) تشریف فرما ہوئے اور آپ ﷺ کے اردگرد ہم بھی اس طرح متوجہ ہو کر بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں لکڑی تھی جس سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ فرمایا ''عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو'' پھر ارشاد فرمایا' (مومن بندہ جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو) اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر پوچھتے ہیں تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ یہ آدمی جو تم میں (نبی بنا کر) بھیجے گئے تھے یعنی حضرت محمد ﷺ ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے وہ کہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ تمہیں یہ بات کس نے بتائی یعنی تمہیں ان

Marfat.com

کے رسول ہونے کا علم کس ذریعہ سے ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کو سچ مانا۔

اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (جب مومن بندہ فرشتوں کے سوالات کے ٹھیک جوابات دے دیتا ہے تو) ایک منادی آسمان سے ندا دیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے اعلان کرایا جاتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا لہٰذا اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنچا دو اور اس کے لیے جنت میں ایک دروازہ کھول دو۔ (دروازہ کھل جانے پر) اس سے جنت کی خوشگوار ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور قبر اس کے لیے حد نگاہ کھول دی جاتی ہے۔

حضور ﷺ نے اس کے بعد کافر کی موت کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا مرنے کے بعد اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس (بھی) دو فرشتے آتے ہیں وہ اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے افسوس! میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا تھا؟ وہ کہتا ہے ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ یہ آدمی جو تمہارے اندر (نبی) بھیجا گیا تھا تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال تھا؟ وہ پھر بھی یہی کہتا ہے ہائے افسوس! میں کچھ نہیں جانتا۔ (اس سوال و جواب کے بعد) آسمان سے ایک پکارنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا پھر ایک منادی آواز لگاتا ہے کہ اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو اور اسے آگ کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا (پھر) جہنم کی گرمی اور جلا دینے جھلسانے والی ہوائیں اس کے پاس آتی رہتی ہیں اور قبر اس پر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ جس کے باعث اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

(ابوداؤد شریف)

...ائی کے جنازہ میں شرکت کرو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! ہمسائے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اگر وہ تم سے کچھ مانگے تو اسے دے دو۔ اگر وہ تم سے مدد چاہے تو تم اس کی مدد کرو اگر وہ اپنی ضرورت کے لیے قرض مانگے تو اسے قرض دو، اگر وہ تمہاری دعوت کرے تو اسے قبول کرو اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرو۔ اگر اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔ اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے تو اسے تسلی دو، اپنی ہانڈی میں گوشت کی مہک سے اسے تکلیف نہ پہنچاؤ (کیا پتہ وہ اپنی تنگدستی کے باعث گوشت پکانے کی سکت نہ رکھتا ہو) مگر یہ کہ اس میں سے کچھ اس کے گھر بھیج دو اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا رک جائے مگر یہ کہ اس کی اجازت ہو۔ (الترغیب)

جنازے کے ساتھ جانے کا اجر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص جنازہ میں حاضر ہوتا ہے اور نماز جنازہ کے پڑھے جانے تک جنازے کے ساتھ ساتھ رہتا ہے تو اس کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص جنازہ میں حاضر ہوتا اور دفن سے فراغت تک جنازے کے ساتھ رہتا ہے تو اس کو دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ رسول کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ دو قیراط کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا' دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دو پہاڑوں میں سے چھوٹا احد پہاڑ کی طرح ہے۔ (مسلم شریف)

زیادہ لوگوں کا جنازے میں شرکت کا فائدہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے اس میت کے لیے سفارش کریں یعنی مغفرت و رحمت کی دعا کریں تو ان کی سفارش ضرور قبول ہو گی۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

جنت کا حصول:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میں نے پھر دریافت فرمایا' آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میں۔ دریافت فرمایا' آج تم میں سے مسکین کو کس نے کھانا کھلایا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میں نے دریافت فرمایا' آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میں نے رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص میں یہ باتیں جمع ہوں گی وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف)

اسی حوالے سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے ایک دن میں پانچ اعمال کیے اللہ تعالیٰ اسے اہل جنت میں لکھ دیتا ہے۔ (1) بیمار کی عیادت کی، (2) جنازہ میں شرکت کی (3) روزہ رکھنا (4) جمعہ کی نماز کے لیے گیا (5) غلام آزاد کیا (ابن حبان)

میت کو قبر میں اتارتے وقت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (کا معمول تھا کہ) جب میت کو قبر میں اتارتے تھے تو یہ پڑھتے تھے،

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ﷺ)

''اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ (ﷺ) کی سنت پر (عمل الیوم والیلۃ)

میت کو دفن کرنے کے بعد:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا،

''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی ثابت قدمی کا

Marfat.com

سوال کرو کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔ (عمل الیوم والیلۃ)

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا

''مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں (1) جب ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے (2) جب دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے (3) جب اسے چھینک آئے (اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) کہے تو اس کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہے (4) جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے (5) جب انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے (6) اس کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

جنازہ میں شرکت کے بعد:

مولانا روم تحریر فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایک انصاری کے جنازہ کے ساتھ قبر تک تشریف لے گئے تدفین کے بعد حضور ﷺ گھر تشریف لائے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا عمامہ گیلا ہے اُٹھ کر عمامہ مبارک پر ہاتھ پھیرا اور حیرت سے بولیں۔ تعجب ہے آپ ﷺ کے کپڑے اور عمامہ بارش سے بھیگ چکے ہیں حالانکہ آج مطلع بالکل صاف ہے۔ بادلوں کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔

رسول کریم ﷺ جان گئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے علم الغیب کی برسات دیکھ لی ہے آپ ﷺ نے فرمایا، عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تم نے کیا اوڑھ رکھا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' آپ ﷺ کی چادر مبارک حضور ﷺ نے فرمایا اس چادر کے اوڑھنے کی برکت سے تمہاری نگاہوں سے پردے ہٹا دیے ہیں اور تمہیں عالم الغیب کی برسات نظر آ رہی ہے۔ عالم الغیب میں شمس و قمر بھی ہیں اور برسات بھی جسے انبیاء اور صالحین دیکھ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں غیبی بارش دکھا دی ہے اس کا بادل اور آسمان ہی کچھ اور ہے یعنی غیب ظاہر ہو گیا ہے اور تم نے حق رحمت کی نورانی بارش دیکھ لی۔ (جامع المعجزات ص 147۔ مثنوی شریف۔ ذکر جمیل ص 234)

Marfat.com

جنازہ میں جلدی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
”جنازہ کے لے جانے میں جلدی کرو اس لیے کہ اگر وہ نیک شخص کا جنازہ ہے تو خیر کی طرف جلد پہنچانا چاہیے اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو بُرے کو اپنی گردنوں سے جلد اتارنا چاہیے۔
(بخاری شریف، مسلم شریف)

مردہ کو دفن کرتے ہوئے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کے جنازہ میں شرکت کی تو فرمایا' اے علی (رضی اللہ عنہ) مُردہ کو قبلہ کی طرف متوجہ کرو اور سب لوگ

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

(یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت کے مطابق تجھے قبر میں اتارتا ہوں پڑھو اور اس کو کروٹ پر رکھو، منہ کے بل اوندھا نہ کرو اور نہ پیٹھ کے بل چت لٹاؤ۔
(بدائع الصنائع)

مردہ جنازے کے ساتھ آنے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا بندہ جب اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ یعنی اس کے جنازے کے ساتھ آنے والے واپس چل دیتے ہیں اور ان کی جوتیوں کی آواز وہ سُن رہا ہوتا ہے۔ اتنے میں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں تم اس شخص محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (یہ سن کر) اس سے کہا جاتا ہے کہ (ایمان نہ لانے کے باعث) جہنم میں تمہاری جو جگہ ہوتی اس کو دیکھ لو۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے تمہیں جنت میں جگہ دی ہے (جہنم اور جنت دونوں اس کے سامنے کر دیے جاتے ہیں) چنانچہ وہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھتا ہے اور جو منافق اور کافر ہوتا ہے تو اسی طرح (مرنے کے بعد) اس سے بھی (رسول کریم ﷺ

Marfat.com

کے بارے میں) پوچھا جاتا ہے کہ اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے تھے؟ وہ منافق اور کافر کہتا ہے کہ میں ان کے بارے میں خود تو کچھ نہیں جانتا دوسرے لوگ جو کہا کرتے تھے وہی میں بھی کہتا تھا۔ (اس کے اس جواب پر) اس کو کہا جاتا ہے کہ تو نے نہ تو خود جانا اور نہ ہی (جاننے والوں کی) پیروی کی۔ (پھر) لوہے کے گرزوں سے اسے مارا جاتا ہے جس سے وہ اس طرح چیختا ہے کہ انسان و جنات کے علاوہ اس کے اردگرد کی ہر چیز اس کا چیخنا سنتی ہے (بخاری شریف)

حضور ﷺ کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' کیا اس میت پر کسی کا قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' اس میت پر کسی کا قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا' جی ہاں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا' تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! اس کا قرض میں نے اپنے ذمہ لے لیا۔ حضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ بھی پڑھا دی۔ (بخاری شریف)

اسی حوالے سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک جنازہ پڑھانے کے لیے لایا گیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس مرنے والے پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ہاں اس پر قرض ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس نے کچھ مال چھوڑا ہے کہ جس سے قرض ادا کیا جا سکے۔ بتایا گیا کہ نہیں۔ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا' تم لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے قرض کو ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور نماز جنازہ پڑھائی پھر ارشاد فرمایا'

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ تجھے آگ سے بچائے اور تیری جان بخشی ہو جیسے کہ تو نے اپنے اس مسلمان بھائی کے قرض کی ذمہ داری لے کر

Marfat.com

اس کی جان چھڑائی کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے اس کا قرض ادا کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو رہائی عطا فرمائے گا۔" (شرح السنۃ)

☆☆☆

Marfat.com

استغفار کرنے کا معمول

بلاشبہ سیدنا رسول کریم ﷺ ہر گناہ اور ہر برائی سے پاک ومنزہ تھے کبھی کسی برائی کے نزدیک بھی نہیں گئے اس کے باوجود آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ اللہ تعالیٰ سے دن میں کئی کئی مرتبہ استغفار کرتے اپنی اُمت کے لیے فکرمند رہتے اُمت کے لیے بارگاہ الٰہی میں دعائیں و استغفار کرتے رہتے اور دوسروں کو بھی استغفار کرتے رہنے کی تلقین فرماتے۔

دن میں سو سو مرتبہ استغفار:

حضرت ابن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ مجھے دیکھو میں دن میں سو سو بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔'' (مسلم شریف)

اس ضمن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے اپنی زبان کی تیزی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا'

''تم استغفار سے کیوں دور ہو (یعنی استغفار کیوں نہیں کرتے) اور بے شک میں اللہ تعالیٰ سے ہر دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔''

(مستدرک)

اسی بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں ہر دن میں سو مرتبہ

(عمل الیوم والیلۃ)

Marfat.com

قیامت تک کے لیے استغفار:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'
''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لیے دو امانتیں نازل فرمائیں ہیں
جن کا اس آیت میں ذکر ہے''

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ
وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

''پس جب میں وفات پاؤں گا تو ایک امان اٹھ جائے گی اور دوسری
امان یعنی استغفار قیامت کے دن کے لیے اپنی اُمت کے اندر چھوڑ
جاؤں گا۔'' (ترمذی شریف)

اس حدیث پاک میں جس آیت کریمہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابو جہل نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر یہ (قرآن حکیم) واقعی تیری طرف سے ہے تو (اس کے نہ ماننے کی وجہ سے) ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے (سورۃ انفال کی) یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان کے اندر آپ ﷺ کے موجود ہوئے ان کو عذاب دے اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا جس حالت میں وہ استغفار کرتے رہتے ہیں) (بخاری شریف۔ بیہقی)

استغفار کے مختصر کلمات:

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے چند کلمات بتا دیجیے مگر زیادہ نہ ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' دس مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے لیے ہے۔ دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے ہے اور کہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ (یا اللہ میری مغفرت فرما دے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے مغفرت کر دی۔ (طبرانی۔ مجمع الزوائد)

Marfat.com

استغفار کی قبولیت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا ہائے میرے گناہ ہائے میرے گناہ! اس نے یہ دو تین مرتبہ کہا رسول کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہو

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

''یا اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور میں اپنے عمل سے زیادہ تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔''

اس شخص نے یہ کلمات کہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' پھر کہو، اس نے پھر کہے آپ ﷺ نے فرمایا' پھر کہو اُس نے تیسری مرتبہ بھی یہ کلمات کہے اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اُٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرمادی۔ (مستدرک حاکم)

اس ضمن میں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص یہ کہے

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

''میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے، قائم رہنے والا ہے اور اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔''

اس کی مغفرت کردی جائے گی اگرچہ وہ میدان جہاد سے بھاگا ہو۔ ایک روایت میں ان کلمات کے تین مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ (ابوداوٗد شریف۔ مستدرک حاکم)

اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

''جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں (مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ کہتے ہیں) تو ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (ابوداؤد شریف)

دوسروں کے لیے استغفار کرنا:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ (طبرانی۔ مجمع الزوائد)

خوشی کی بات:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ

"اُس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو اپنے نامہ اعمال میں (روز محشر) زیادہ استغفار پائے۔" (ابن ماجہ)

اس ضمن میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

"جو شخص یہ چاہے کہ (روز محشر) اس کا نامہ اعمال اس کو خوش کر دے تو اسے بکثرت استغفار کرتے رہنا چاہیے۔" (طبرانی۔ مجمع الزوائد)

استغفار کرنے کی عادت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

"جو شخص پابندی سے استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے ہر غم سے اسے نجات عطا فرماتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

(ابوداؤد شریف)

استغفار کا فائدہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

Marfat.com

''بلاشبہ شیطان نے کہا' اے پروردگار! مجھے قسم ہے تیری عزت کی میں تیرے بندوں کو بہکاتا رہوں گا جب تک کہ ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال اور بلند مرتبہ کی میں ان کو بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے۔'' (احمد۔ حاکم۔ مشکوٰۃ شریف)

صبح وشام استغفار:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ'

''نگرانی کرنے والے دو فرشتے (یعنی اعمال لکھنے والے) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی بھی روز کسی کا اعمال نامہ پیش کرتے ہیں اور اس کے اول اور آخر میں استغفار لکھا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندہ کا وہ سب کچھ معاف کر دیا جو اس اعمال نامہ کے اول و آخر کے درمیان ہے۔'' (بزار)

نماز کے بعد استغفار:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو تین مرتبہ استغفار کرتے تھے اور یوں دعا کرتے تھے۔

''اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے تو بابرکت ہے اے جلال واکرام والے۔'' (مشکوٰۃ شریف)

بکثرت استغفار:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے بعد کسی شخص کو نہیں سنا کہ وہ رسول کریم ﷺ سے زیادہ یہ کلمات کہنے والا ہو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

''میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا

Marfat.com

ہوں (عمل الیوم والیلۃ)

تین مرتبہ استغفار:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تین مرتبہ دعا کرنا اور تین مرتبہ استغفار کرنا پسند فرماتے تھے یعنی دعا اور استغفار کے جملہ کو تین تین بار دہراتے تھے۔ (عمل الیوم والیلۃ)

روزانہ ستر مرتبہ استغفار:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا

''جو شخص ہر روز ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ہر رات میں ستر مرتبہ استغفار کرے تو وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا۔'' (عمل الیوم والیلۃ)

جمعہ کے روز استغفار:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا'

''جمعہ کے روز ایک ساعت ہے کوئی بندہ اس کو نہیں پاتا کہ وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے مگر اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔''

پھر حضور ﷺ نے اس (ساعت) کے قلیل ہونے کو اپنے ہاتھ سے بیان فرمایا۔ (عمل الیوم والیلۃ)

حضور ﷺ کے کلمات استغفار:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتےہیں کہ ہم اس بات کو نوٹ کیا کرتے تھے کہ حضور ﷺ ایک مجلس میں کوئی بات کرنے سے قبل ایک سو مرتبہ یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما لے بے شک تو زبردست توبہ قبول کرنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔''

Marfat.com

ایک روایت میں تواب الرحیم کی بجائے تواب الغفور کے الفاظ آئے ہیں تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ تو زبردست توبہ قبول کرنے والا نہایت بخشنے والا ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ)

سید الاستغفار:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سید الاستغفار یہ ہے،

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

''اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھ کو پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر مستقیم ہوں اور تیرے وعدہ پر یقین رکھتا ہوں اپنی طاقت کی بقدر پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے اس برائی سے جو میں نے کی ہے۔ میں تیری ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر ہیں اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں پس تو میری مغفرت فرما، اس لیے کہ تیرے سوا کوئی بھی گناہ کی مغفرت نہیں کرسکتا۔''

رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص یقین کے ساتھ اس کو دن میں پڑھے اور اس دن شام ہونے سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ اہل جنت سے ہے اور جو شخص یقین کے ساتھ اس کو رات کو پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ بھی اہل جنت سے ہے۔

(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

گھریلو معمولات

حضور نبی کریم ﷺ کے گھریلو معمولات کے بارے میں احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ جب بیت اطہر میں تشریف لاتے تو پہلے اجازت طلب فرمالیا کرتے اپنے گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں وقف فرماتے ایک حصہ اپنی ذات اقدس کے لیے اور ایک حصہ اپنی ازواج مطہرات کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے کپڑے خود سیتے، نعلین مبارک کو مرمت فرمالیتے، اونٹ کو اپنے دست مبارک سے پانی پلاتے، بکریوں کا دودھ دوہ لیتے۔ ضروریات زندگی کی چیزیں بازار سے خود خرید کر لے آتے۔

صبح کا معمول:

حضور نبی کریم ﷺ نماز چاشت ادا فرمانے کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضروریات کے بندوبست میں مصروف ہو جاتے اور گھر کے کام کاج میں ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی مدد فرماتے (بخاری شریف۔ جلد اول ص 93)

نماز عصر کے بعد:

رسول کریم ﷺ ظہر کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لاتے اور پھر نماز عصر کے بعد تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو ملاقات کے شرف سے نوازتے اور سب کے حجروں میں تھوڑی دیر ٹھہر کر کچھ گفتگو فرماتے پھر جس کی باری ہوتی وہیں رات بسر فرماتے تمام ازواج مطہرات وہیں جمع ہو جاتیں۔ عشاء تک آپ ﷺ ان سے بات چیت فرماتے رہتے

Marfat.com

پھر نماز عشاء کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے اور مسجد سے واپس آ کر آرام فرمالیتے اور عشاء کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے۔ (مسلم شریف جلد اول ص 467)

گھر میں داخل ہوتے وقت:

حضور نبی کریم ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو پہلے اسلام علیکم فرماتے اور پھر اس دُعا کو پڑھا کرتے ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ پہلے اس دُعا کر پڑھتے اور پھر گھر والوں کو سلام کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجَ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا

''اے اللہ! میں تجھ سے (گھر میں) داخل ہونے کی بھلائی مانگتا ہوں اور خیریت کے ساتھ باہر نکلنا بھی۔ اللہ کے نام سے داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر توکل کیا۔'' (مشکوٰۃ شریف)

گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اپنے گھریلو کام خود اپنے دست مبارک سے کرلیا کرتے تھے۔ اپنے خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے اور گھر کے کاموں میں آپ اپنے خادموں کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ (کتاب الشفاء جلد اول ص 77)

ازواج مطہرات سے محبت:

حضور نبی کریم ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات سے محبت فرماتے تھے اور سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے مگر آپ ﷺ کا معمول تھا کہ گھر میں ہوتے تو اکثر اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا کرتے اور ان کی بہت تعریف کرتے اس حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات میں سے مجھے سب سے زیادہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں غیرت آیا کرتی ہے حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا غیرت

Marfat.com

کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ ان کا ذکر خیر بہت زیادہ فرماتے رہتے تھے اور اکثر ایسا ہوا کرتا تھا کہ آپ ﷺ جب کوئی بکری ذبح فرماتے تھے تو کچھ گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے گھروں میں ضرور بھیج دیا کرتے تھے۔ اس سے میں چڑ جایا کرتی تھی اور کبھی کبھی یہ کہہ دیا کرتی تھی کہ "دنیا میں بس ایک خدیجہ ہی تو آپ کی بیوی تھیں۔" میری یہ بات سن کر آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہاں ہاں بے شک وہ تھیں، وہ تھیں، انہیں کے شکم سے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔ (بخاری شریف جلد اول ص 539)

اسی طرح روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی زبان اطہر سے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہت زیادہ تعریف سنی تو انہیں غیرت آگئی اور انہوں نے کہہ دیا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیوی عطا فرما دی ہے۔ یہ سُن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'

"نہیں اللہ کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے چیز دینے کے لیے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔"

(زرقانی جلد سوم ص 224)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے دل جوئی:

روایت میں آتا ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں آپ ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا ہے کہ ہم دونوں دربار رسالت میں تم سے بہت زیادہ عزت دار ہیں کیونکہ ہمارا خاندان حضور ﷺ سے ملتا ہے۔ یہ سن کر رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اے صفیہ!! تم نے ان دونوں سے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں مجھ سے بہتر

Marfat.com

کیوں کر ہو سکتی ہو۔ حضرت ہارون علیہ السلام میرے باپ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں اور حضرت محمد ﷺ میرے خاوند ہیں۔ (زرقانی جلد سوم ص 259)

زوجہ مطہرہ کے مزاج کا خیال:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا' کہ تم جب کبھی مجھ سے راضی ہوتی ہو تو میں جان لیتا ہوں اور جب تم کبھی مجھ سے کچھ ناراض سی ہوتی ہو تو بھی جان لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ وہ کس طرح؟ ارشاد فرمایا کہ جب تم راضی اور خوش ہوتی ہو تو قسم کھاتے وقت یوں کہتی ہو مجھے محمد (ﷺ) کے رب کی قسم اور جب کبھی ناراض ہوتی ہو تو اس طرح قسم کھاتی ہو مجھے ابراہیم (علیہ السلام) کے رب کی قسم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' بے شک یا رسول اللہ ﷺ! یہی بات ہے مگر میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔ آپ کی محبت تو بدستور میرے دل میں رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص 272)

گھر میں خوش طبعی:

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ گھر میں یا کہیں بھی ماحول کو تلخ نہیں ہونے دیتے تھے خوش طبعی کی عادت کو پسند فرماتے تھے گھر کا ماحول خوشگوار رکھتے ایک روز حضور نبی کریم ﷺ غسل فرما رہے تھے جب آپ ﷺ غسل فرما چکے اور کھڑے ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور انہوں نے آتے ہی حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر پر پیار اور محبت کے ساتھ جو کا آٹا مل دیا اور منہ پر کپڑا رکھ کر ہنسنے لگیں۔ رسول کریم ﷺ نے پوچھا' اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنستے ہوئے بولیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے خود ہی تو فرمایا تھا کہ جو کا آٹا ملنے سے جسم صاف ہو جاتا ہے حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب سنا تو مسکرا کر دوبارہ غسل فرمانے کے لیے تشریف لے گئے۔ (پیارے نبی ﷺ کے پیارے اہل بیت)

Marfat.com

گھر والوں کا خیال:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ کے گھر والوں میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے کہ اس کے لیے جو کا دلیہ تیار کیا جائے۔ پھر ارشاد فرماتے تھے کہ یہ بیمار کے دل سے غم کو دور کر دیتا ہے اور اس کی کمزوری کو ایسے اُتار دیتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر اس سے غلاظت اُتار دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضور ﷺ گھر کے معاملات سے کبھی لاتعلق نہیں رہتے تھے اپنے گھر میں آنے والوں کا بھی خیال فرماتے تھے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے تو ان کے پاس ایک بچہ تھا جس کے ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! بچے کو عذرہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' اے عورتو! تم پر افسوس ہے کہ اپنے بچوں کو اس طرح قتل کرتی ہو اگر آئندہ کسی بچے کو حلق میں عذرہ کی شکایت ہو یا اس کے سر میں درد ہو تو قسط ہندی کو رگڑ کر اسے چٹا دو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا اور بچہ کو شفا مل گئی۔ (مسلم شریف)

سُرمہ ڈالنے کا معمول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے سونے کے وقت تین تین سلائی آنکھوں میں ڈالا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی شریف)

گھر میں غسل کا معمول:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تو اس طرح شروع کرتے کہ پہلے دست مبارک دھوتے پھر نماز کے جیسا وضو فرماتے پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے پھر سر مبارک پر دونوں ہاتھ سے تین چلو پانی ڈالتے پھر سارے جسم مبارک پر پانی بہاتے۔

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ (غسل کی) ابتداء فرماتے تو ہاتھوں کو

Marfat.com

برتن میں ڈالنے سے پہلے دھو لیتے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اس کے بعد اپنی شرم گاہ دھوتے اور پھر وضو فرماتے

(بخاری شریف، مسلم شریف)

اپنے کام خود کرنا:

رسول کریم ﷺ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ ﷺ اپنے کام خود کرنے کو ترجیح دیا کرتے تھے اور اپنے عام نوعیت کے کام بھی خود ہی کرلیا کرتے تھے اس بارے میں گھر والوں کو نہ کہتے چنانچہ آپ ﷺ جہاں پر دوسرے اپنے کام کرتے وہاں اپنی نعل پاک کو بھی بوقت ضرورت مرمت کرلیا کرتے تھے۔ اگر ٹوٹ جاتی تو خود اپنے دست مبارک سے اسے گانٹھ لیا کرتے تھے چنانچہ بہت سی روایات میں اس بات کا تذکرہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے نعلین پاک کو خود گانٹھا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول کریم ﷺ کا اپنے بیت اطہر میں کیا معمول تھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ ایک کامل انسان تھے، اپنے لباس مبارک کی صفائی کرتے، بکری کا دودھ دوہتے، اپنے کام خود کرتے۔

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے کپڑے سیتے اور اپنے نعل پاک خود گانٹھ لیتے

(مسند احمد۔ ابن حبان)

اسی حوالے سے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

”رسول کریم ﷺ دراز گوش پر سواری فرماتے اور اپنے نعل پاک کو گانٹھ لیتے اُون کے کپڑے زیب تن فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ (ابن عساکر)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے کام خود کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے بلکہ اپنی مرضی اور خوشی سے یہ کام کرتے تھے اس میں اُمت کو یہ تلقین ہے کہ انسان کو اپنے روزمرہ کے کام خود کرنے میں

Marfat.com

کوئی شرمندگی محسوس نہیں کرنی چاہیے اور اپنے کام خود کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

گھر سے باہر نکلتے وقت:

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب اپنے گھر سے نکلتے تو یہ پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ

''اللہ کا نام لے کر نکلتا ہوں اللہ پر ہی توکل کرتا ہوں اے اللہ! تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں یا ظلم کروں یا مجھ سے پر ظلم ہو یا جہالت کروں یا مجھ پر جہالت ہو۔'' (ترمذی شریف)

☆☆☆

Marfat.com

سادہ زندگی گزارے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ ہر معاملے میں سادگی اور تواضع کو پسند فرماتے تھے آپ ﷺ کی حیات طیبہ سادگی کا عظیم ترین نمونہ ہے آپ ﷺ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ سادگی اور تواضع سے کام لیتے، آپ کا بستر مبارک، رہن سہن، پہننا اوڑھنا حتیٰ کہ کھانا پینا تک سب کچھ سادہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے میں کوئی نکتہ چینی نہیں فرمائی۔ جب کھانا سامنے پیش کیا جاتا تو اگر کھانے کی رغبت ہوتی تو تناول فرمالیتے ورنہ چھوڑ دیتے جو آسانی سے مل جاتا تناول فرمالیا کرتے تھے کبھی پُر تکلف دستر خوان کی خواہش نہیں کی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں شہد اور دودھ ایک ہی پیالے میں ملا کر پیش کیا گیا تو آپ نے نوش فرمانے سے انکار کر دیا اور ارشاد فرمایا' دو پینے والی چیزوں کو یکجا کر دیا ہے دو سالن ہیں جنہیں ایک برتن میں جمع کر دیا گیا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ حرام ہے مگر اس طرح پینا مکروہ ہو جاتا ہے مجھے دنیا کی چیزوں سے کل قیامت کے دن حساب دینا ہے اور مجھے تواضع زیادہ عزیز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ اختیار عطا فرمایا تھا کہ اے حبیب (ﷺ)! اگر آپ چاہیں تو شاہانہ زندگی بسر فرمائیں اور اگر آپ چاہیں تو ایک بندے کی زندگی گزاریں تو آپ ﷺ نے بندہ بن کر زندگی گزارنے کو پسند فرمایا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے آپ کی یہ تواضع دیکھ کر فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس تواضع کے باعث آپ کو یہ جلیل القدر مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ آپ اپنی اولادِ آدم میں سب سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ ہیں اور روز محشر سب سے پہلے آپ اپنی قبر انور سے اٹھائے جائیں گے اور حشر کے میدان میں آپ سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے۔ (زرقانی جلد چہارم ص 262۔ کتاب الشفا جلد اول ص 86)

Marfat.com

سادہ چارپائی:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ ایک کھری چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں جو کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ہے اور جس پر کوئی توشک وغیرہ نہیں کھجور کے بوریئے کے نشان آپ ﷺ کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے ہیں اور بدن مبارک پر ایک تہبند کے سوا کچھ نہیں سرہانے ایک تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے رسول کریم ﷺ کے خزانہ کو دیکھا۔ ایک کونے میں مٹھی بھر جو رکھے ہوئے تھے۔ پائے اطہر کے قریب درخت سلم کے کچھ پتے (جو دباغت میں کام آتے ہیں) پڑے ہوئے تھے اور سر مبارک کے پاس ایک کھونٹی پر تین کھالیں لٹک رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضور ﷺ! نے پوچھا ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہ روؤں، کھجور کے بوریئے کے نشان آپ کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا خزانہ ہے اس میں جو کچھ ہے وہ نظر آ رہا ہے۔ قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور اللہ کے رسول و برگزیدہ کے خزانہ کا یہ حال ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا' ابن خطاب! کیا تم پسند نہیں کرتے کہ آخرت ہمارے لیے اور دنیا اُن کے لیے ہو۔ (صحیح بخاری شریف)

ٹاٹ کا بستر:

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری باری کے دن حضور ﷺ ایک موٹے ٹاٹ پر سویا کرتے تھے جس کو میں دو تہہ کر کے بچھا دیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ میں نے اس ٹاٹ کو چار تہہ کر کے بچھا دیا تو صبح کو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے کی طرح اس ٹاٹ کو تم دہرا بچھا دیا کرو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس بستر کی نرمی سے کہیں مجھے گہری نیند کا حملہ ہو جائے تو میری نماز تہجد میں خلل پیدا ہو جائے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ صبح کو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی میں نے کہا وہی ٹاٹ کا بستر تھا البتہ رات کو میں نے اسے چوہرا کر کے بچھا دیا تھا کہ

Marfat.com

کچھ نرم ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اس کو دہرا ہی رہنے دیا کرو رات بستر کی نرمی تہجد کے لیے اٹھنے میں رکاوٹ بنی

(شمائل ترمذی۔ کتاب الشفا جلد اول ص 82-83)

کوئی مخصوص بستر نہ تھا:

حضور نبی کریم ﷺ اپنے لیے کوئی مخصوص بستر نہیں رکھتے تھے بلکہ ہمیشہ ازواج مطہرات کے بستروں پر ہی آرام فرماتے تھے اور اپنے پیار و محبت سے ہمیشہ اپنی مقدس ازواج مطہرات کو خوش رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پیالے میں پانی پی کر حضور ﷺ کو جب پیالہ دیتی تو آپ ﷺ اسی جگہ اپنا لب مبارک لگا کر پانی نوش فرماتے جہاں میرے ہونٹ لگے ہوتے اور میں گوشت سے بھری کوئی ہڈی اپنے دانتوں سے نوچ کر کھاتی تو وہ ہڈی حضور ﷺ کو دیتی تو آپ ﷺ بھی اسی جگہ سے گوشت کو اپنے دانتوں سے نوچ کر تناول فرماتے جہاں میرا منہ لگا ہوتا۔ (زرقانی جلد چہارم ص 269)

اپنے کام خود کرنا پسند فرماتے:

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی نعل مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا اور آپ ﷺ اپنے دست مبارک سے اس کو درست فرمانے لگے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھے دیجیے میں اس کو ٹھیک کر دوں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' یہ درست ہے کہ تم اس کو ٹھیک کر دو گے مگر میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں تم لوگوں پر اپنی برتری اور بڑائی ظاہر کروں۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کو کسی کام میں مشغول دیکھ کر بار بار درخواست عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ خود یہ کام نہ کریں اس کام کو ہم لوگ انجام دیں گے مگر آپ ﷺ یہی فرماتے کہ یہ سچ ہے کہ تم لوگ میرا سب کام کرو گے لیکن مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ تم لوگوں کے درمیان کسی امتیازی شان کے ساتھ رہوں۔

(زرقانی جلد چہارم ص 265)

Marfat.com

پیوند لگا لباس:

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ ہمیشہ صاف ستھرا لباس پہنتے اگر کپڑا کسی جگہ سے پھٹ جاتا تو اس کو پیوند لگا لیتے اور پیوند لگا کر لباس پہننے میں عار محسوس نہ کرتے بلکہ دوسروں کو بھی پیوند لگا لباس پہننے کی تلقین فرماتے چنانچہ ایک حدیث پاک میں جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا'

''اے عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جب تک کہ پیوند نہ لگا لو۔'' (ترمذی شریف)

اپنے حصے کا کام:

ایک مرتبہ سفر کے دوران آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ کھانے کے لیے ایک بکری تیار کرلو۔ ایک نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے۔ دوسرے نے کہا کہ کھال اُتارنا میرے ذمے ہے ایک اور نے کہا کہ پکانا میرے ذمے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تم کر سکتے ہو مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنے تئیں تم سے ممتاز کروں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں فرماتا جو اپنے ساتھیوں سے ممتاز بنتا ہو۔ اس کے بعد آپ ﷺ لکڑیاں جمع کر کے لائے۔ (مواہب لدنیہ)

پیٹ پر پتھر:

حضور نبی کریم ﷺ کے بیت اطہر میں بعض مرتبہ دو دو مہینے آگ نہیں جلتی تھی اور صرف پانی اور چھوہاروں پر گزارا ہوتا تھا۔ بعض اوقات آپ ﷺ بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم نے رسول کریم ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر ایک ایک پتھر بندھا دکھایا تو آپ ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے دکھائے۔ (صحیح بخاری شریف)

Marfat.com

کھانے میں نقص نہ نکالتے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا (یعنی بُرا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری شریف)

رزق کی بے ادبی نہ کرتے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے کر پونچھا اور پھر کھا لیا اور فرمایا'

''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔'' (ابن ماجہ)

اسی حوالے سے ایک حدیث پاک میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'

''روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان وزمین کی برکات سے ہے جو شخص دستر خوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' (طبرانی)

چمڑے کا دستر خوان:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانا میز پر تناول نہیں فرمایا نہ چھوٹی پلیٹوں میں نوش فرمایا نہ آپ کے لیے کبھی چپاتی پکائی گئی۔ یونس کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پھر کھانا کس چیز پر رکھ کر تناول فرماتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ یہی چمڑے کے دستر خوان پر۔ (شمائل ترمذی شریف)

پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں کبھی جو کی روٹی سے بھی دو دن پے در پے پیٹ نہیں بھرا۔ (شمائل ترمذی)

Marfat.com

سفید میدے کی روٹی نہیں کھائی:

کسی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ کے سامنے اخیر عمر تک کبھی میدہ آیا بھی نہیں۔ پھر سائل نے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں تم لوگوں کے یہاں چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں تھیں۔ سائل نے پوچھا کہ پھر جو کی روٹی کیسے پکاتے تھے؟ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آٹے میں پھونک مار لیا کرتے جو موٹے موٹے تنکے ہوتے تھے وہ اڑ جاتے تھے باقی گوندھ لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

سادگی پسند تھی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے۔ میں آپ ﷺ کی واپسی کا انتظار کیا کرتی تھی ہمارے ہاں ایک رنگین فرش تھا میں نے اسے چھت کے ایک شہتیر پر لپیٹ دیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا' السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آپ ﷺ کو شرف و بزرگی بخشی۔

حضور ﷺ نے گھر میں رنگین بساط دیکھ کر میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر کراہت کے آثار دیکھے۔ آپ ﷺ نے اس فرش کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس کے بارے میں ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ اینٹ پتھر کو پہنا دیں۔ چنانچہ میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے جن میں کھجور کی چھال بھر دی رسول کریم ﷺ نے اس پر اعتراض نہ فرمایا (ابوداؤد شریف)

پیغمبرانہ شان:

جناب عدی بن حاتم طائی جو اپنی قوم کے سردار تھے اور پہلے عیسائی تھے یہ جاہلیت کے دستور کے مطابق غنیمت میں سے چوتھا حصہ لیا کرتے تھے ان کو جب رسول کریم ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی تو وہ بھاگ کر ملک شام میں چلے گئے ان کی بہن پیچھے رہ گئی اور گرفتار کر کے حضور

Marfat.com

ﷺ کی بارگاہ میں حاضر کی گئی اس نے عرض کیا کہ مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اسے خوراک ولباس اور سواری دے کر اس کی قوم کے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ فرمادیا اور وہ شام میں اپنے بھائی کے پاس پہنچ گئی۔

عدی اس شبہ میں مبتلا تھے کہ حضور ﷺ بادشاہ ہیں یا پیغمبر۔ بہن نے مشورہ دیا کہ تم خود ان کی خدمت میں حاضر ہوکر دیکھ آؤ۔ چنانچہ عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں جب مدینہ طیبہ پہنچا تو حضور ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں عدی بن حاتم ہوں یہ سُن کر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے گھر لے چلے۔ یکا یک ایک مسکین بڑھیا کسی حاجت کے لیے حاضر خدمت ہوئی وہ کہنے لگی ٹھہریئے۔ چنانچہ آپ ٹھہر گئے اور وہ دیر تک کچھ عرض کرتی رہی۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بادشاہ نہیں ہیں پھر آپ ﷺ مجھے اپنے گھر لے گئے آپ ﷺ نے ایک تکیہ جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا میری طرف پھینکا اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے کہا' نہیں آپ اس پر تشریف رکھیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی اس پر بیٹھو چنانچہ میں حکم کے مطابق اس پر بیٹھ گیا اور آپ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے۔

جناب عدی کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ بادشاہ کا یہ حال نہیں ہوا کرتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا' عدی بن حاتم! کیا تم رکوسی نہیں ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں پھر فرمایا' کیا تم غنیمت کا چوتھا حصہ نہیں لیتے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے دین میں جائز نہیں۔ میں اس سے پہچان گیا کہ آپ پیغمبر مرسل ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا' عدی! شاید تم اس لیے دین اسلام قبول نہیں کرتے کہ مسلمان غریب اور تعداد میں تھوڑے ہیں اور ان کے دشمن بہت اور ملک وسلطنت رکھنے والے۔ مگر جلد مسلمانوں میں مال کی وہ کثرت ہوگی کہ کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملے گا اور تم جلد ہی سن لو گے کہ ایک عورت اونٹ پر سوار ہوکر قادسیہ سے مکہ میں پہنچ کر حج بیت اللہ کیا کرے گی اور اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا اور تم بہت جلد بابل میں سفید محلات پر مسلمانوں کے قبضہ کی خبر سن لو گے۔ یہ سن کر میں نے اسلام قبول کرلیا۔ (سیرت رسول عربی ﷺ، سیرت ابن ہشام)

Marfat.com

میں تو ایک بندہ ہوں:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے عصا مبارک پر ٹیک لگائے ہوئے اپنے بیت اطہر سے باہر تشریف لائے تو ہم سب صحابہ تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

> ''تم لوگ اس طرح نہ کھڑے رہا کرو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے رہا کرتے ہیں میں تو ایک بندہ ہوں، بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔'' (کتاب الشفاء جلد اول ص 86 مشکوٰۃ شریف)

فقراء کے ساتھ ہم نشینی فرماتے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ غلاموں کی دعوت بھی قبول فرماتے تھے جو کی روٹی اور پرانی چربی کھانے کی دعوت دی جاتی تھی تو آپ ﷺ اس دعوت کو قبول فرماتے تھے مسکینوں کی بیمار پرسی فرماتے فقراء کے ساتھ ہم نشینی فرماتے اور صحابہ کرام کے درمیان مل جل کر نشست فرماتے۔

(کتاب الشفاء جلد اول ص 77)

فیشن کو پسند نہ فرماتے تھے:

ایک روز حضور ﷺ اپنی پیاری صاجزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے لیکن اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ذکر کر دیا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا غرض۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت فاطمہ کو بتایا تو انہوں نے کہا' حضور ﷺ اس بارے میں جو چاہیں ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اسے فلاں حاجت مند اہل بیت کو دے دیں۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک حُلہ (مخطط یا ریشمی) ہدیہ کے طور پر عطا فرمایا، میں نے اسے پہن لیا۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ کے چہرہ انور پر

Marfat.com

غضب کے آثار نمودار ہوئے میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔ (صحیح بخاری شریف)

اہل بیت کے لیے بھی سادہ زندگی پسند فرماتے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا قصد فرماتے تو اپنے اہل میں سے سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مل کر جاتے اور واپس آ کر سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے تشریف لائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دروازہ پر پردہ لٹکایا ہوا تھا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو چاندی کے کنگن پہنائے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول حضرت فاطمہ کے یہاں آئے تو اندر داخل نہ ہوئے اور تشریف لے گئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیب و زینت اور زیور نے ہی اندر آنے سے روکا ہے اس لیے پردے کو پھاڑ ڈالا اور بچوں کے ہاتھوں سے کنگن نکال دیے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کنگن لے لیے اور فرمایا' ثوبان! یہ زیور فلاں شخص کی آل کے پاس لے جاؤ کیونکہ یہ میرے اہل بیت ہیں میں پسند نہیں کرتا کہ یہ اپنی دنیوی زندگی میں لذائذ سے حظ اٹھائیں۔ ثوبان! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے لیے ایک عصب (بحری جانور کا دانت) اور عاج (ہاتھی دانت) کے دو کنگن خرید لاؤ۔ (احمد، ابوداؤد شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

دنیا سے بے پرواہی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے بنے ہوئے بورے پر سوئے ہوئے تھے اُٹھے تو اس کے نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے تھے ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے لیے گدا بنوا دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' مجھے دنیا سے کیا غرض؟ دنیا میں میرا حال اس سوار کی طرح ہے جو ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف)

Marfat.com

دولت جمع کرنا پسند نہ تھا:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ ﷺ نے کوہ احد کو دیکھا تو فرمایا اگر یہ پہاڑ میرے لیے سونا بن جائے میں پسند نہ کروں گا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین راتوں سے زیادہ رہ جائے سوائے اس دینار کے جسے میں قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ چھوڑوں

(صحیح بخاری شریف)

تواضع وانکساری:

ایک مرتبہ شاہ حبشہ نجاشی کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ بذات خود ان کی خدمت کرنے کے لیے کھڑے ہوگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ہم آپ کی طرف سے خدمت کے لیے کافی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' انہوں نے اپنے ملک میں ہمارے اصحاب کا اکرام کیا تھا لہٰذا میں یہی پسند کرتا ہوں کہ اس اکرام کا بدلہ میں خود دوں۔

(مواہب لدنیہ)

زہد کو پسند فرمایا:

حضور ﷺ نے اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے سادگی کو معمول بنالیا تھا اور زہد کو اختیار کر لیا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر زمین کے خزانوں کی چابیاں پیش کیں مگر آپ ﷺ نے عبودیت و زہد کو پسند فرمایا۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پروردگار نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تیرے واسطے وادی مکہ کو سونا بنا دوں۔'' مگر میں نے عرض کیا' اے اللہ! میں یہ نہیں چاہتا بلکہ یوں چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر کھاؤں اور دوسرے روز بھوکا رہوں جب بھوکا رہوں تو تیرے آگے زاری و عاجزی کروں اور جب سیر ہو جاؤں تو تیری حمد اور تیرا شکر کروں۔ (احمد۔ مشکوۃ شریف۔ طبرانی۔ مواہب لدنیہ)

☆☆☆

Marfat.com

مشاورت فرمانے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کے معمولات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ ہر اہم معاملے پر فیصلہ کرنے سے قبل مشاورت فرمالیا کرتے تھے چنانچہ اس حوالے سے احادیث مبارکہ میں بہت سے واقعات موجود ہے جن مین سے چند درج ذیل ہیں۔

غزوہ بدر کے قیدیوں کے متعلق مشورہ:

غزوہ بدر میں کفار کے بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان قیدیوں کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ ان سب دشمنان اسلام کو قتل کر دینا چاہیے اور ہم میں سے ہر شخص اپنے اپنے قریبی رشتہ دار کو اپنی تلوار سے قتل کرے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ آخر یہ سب لوگ اپنے عزیز و اقارب ہی ہیں لہٰذا ان کو قتل نہ کیا جائے بلکہ ان لوگوں سے فدیہ کے طور پر کچھ رقم لے کر ان سب کو رہا کر دیا جائے اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت بہت کمزور ہے فدیہ کی رقم سے مسلمانوں کی مالی امداد کا سامان بھی ہو جائے گا اور شاید آئندہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام کی توفیق عطا فرمادے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس مشورے کو پسند فرمایا اور ان قیدیوں سے چار چار ہزار درہم فدیہ لے کر ان قیدیوں کو چھوڑ دیا جو لوگ مفلسی کی وجہ سے فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے وہ یوں ہی بغیر فدیہ دیے چھوڑ دیے گئے ان قیدیوں میں جو لوگ لکھنا جانتے تھے ان میں سے ہر ایک کا فدیہ یہ تھا کہ وہ انصار کے دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ (ابن ہشام جلد دوم ص 664)

Marfat.com

غزوہ احد کے موقع پر مشورے:

غزوہ احد میں جنگ کا میدان گرم ہونے سے قبل حضور نبی کریم ﷺ نے انصار و مہاجرین کو جمع فرما کر مشورہ طلب فرمایا کہ شہر کے اندر رہ کر دشمنوں کی فوج کا مقابلہ کیا جائے یا شہر سے باہر نکل کر میدان میں یہ جنگ لڑی جائے؟ مہاجرین نے عام طور پر اور انصار میں سے بڑے بوڑھوں نے یہ مشورہ دیا کہ عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں محفوظ کر دیا جائے اور شہر کے اندر رہ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ اس نے بھی یہی مشورہ دیا کہ شہر میں محفوظ ہو کر کفار قریش کے حملوں کی مدافعت کی جائے مگر چند کمسن نوجوان جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے اور جوش جہاد میں آپے سے باہر ہو رہے تھے وہ اس رائے پر ڈٹ گئے کہ میدان میں نکل کر ان دشمنان اسلام سے فیصلہ کن جنگ لڑی جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سب کے مشوروں کو سن لیا پھر مکان میں جا کر ہتھیار زیب تن فرمائے اور باہر تشریف لائے مگر تمام لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ شہر کے اندر ہی رہ کر کفار قریش کے حملوں کو روکا جائے مگر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبر کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ ہتھیار پہن کر اُتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ فرما دے لہٰذا اب تم لوگ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میدان میں نکل پڑو اگر تم لوگ صبر کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹے رہو گے تو فتح ضرور تمہاری ہو گی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ص 114)

غزوہ خندق کے موقع پر مشورے:

تمام عرب قبائل نے آپس میں متحد ہو کر دس ہزار کا ایک لشکر اس مقصد کے لیے تیار کیا تھا کہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا جائے اس لشکر کا سالار اعظم ابو سفیان کو بنایا گیا جب قبائل عرب کے تمام کافروں کے اس گٹھ جوڑ اور خوفناک حملے کی تیاریوں کی خبریں مدینہ طیبہ پہنچیں تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کر کے مشورہ فرمایا کہ اس حملہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ جنگ احد کی طرح شہر سے باہر نکل کر لڑی جائے اتنی بڑی فوج کے حملہ کو میدانی

Marfat.com

لڑائی میں روکنا مصلحت کے خلاف ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر اس حملہ کا دفاع کیا جائے اور شہر کے گرد جس طرف سے کفار کی چڑھائی کا خطرہ ہے ایک خندق کھود لی جائے تا کہ کفار کی پوری فوج بیک وقت حملہ آور نہ ہو سکے۔

مدینہ طیبہ کے تین اطراف چونکہ مکانات، تنگ گلیاں اور کھجوروں کے جھنڈ تھے اس لیے ان تینوں طرف سے حملہ کا امکان نہیں تھا مدینہ طیبہ کا صرف ایک رُخ کھلا تھا اس لیے یہ طے کیا گیا کہ اسی طرف پانچ گز گہری خندق کھودی جائے۔ چنانچہ 8 ذی قعدہ 5 ہجری کو حضور ﷺ تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے حد بندی فرمائی اور دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرما دی اور تقریباً بیس دن میں اس خندق کو تیار کر لیا گیا۔ (زرقانی جلد دوم ص 105۔ مدارج النبوت جلد دوم ص 168 تا 170)

واقعہ افک کے موقع پر مشورے:

غزوہ بنی المصطلق جسے غزوہ مریسیع بھی کہا جاتا ہے اس کے دوران منافقین نے شرارت کرتے ہوئے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ رسول حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن معطل پر تہمت لگا دی اور اس واقعہ کو خوب اچھالا۔ گو کہ حضور ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا پورا پورا علم و یقین تھا لیکن چونکہ اپنی بیوی کا معاملہ تھا اس لیے آپ ﷺ نے اپنی طرف سے اپنی بیوی کو برأت اور پاکدامنی کا اعلان کرنا مناسب نہ سمجھا اور وحی الٰہی کا انتظار فرمانے لگے اس دوران اپنے زیادہ قریبی صحابہ کرام سے اس معاملہ میں مشورہ فرماتے رہے تا کہ ان لوگوں کے خیالات سے آگاہی ہو سکے۔ (بخاری شریف جلد دوم۔ ص 594)

حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق سے جب اس معاملے میں مشورہ مانگا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر ایک مکھی بھی بیٹھ جائے کیونکہ مکھی نجاستوں پر بیٹھتی ہے تو پھر بھلا جو عورت ایسی برائی کی مرتکب ہو اللہ رب العزت کب اور کیسے یہ برداشت فرمائے گا کہ وہ آپ

Marfat.com

کی زوجیت میں رہ سکے۔
اس بارے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے جب آپ کے سایہ کو زمین پر پڑنے نہیں دیا تاکہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑ سکے تو بھلا اس معبود برحق کی غیرت کب یہ گوارا کرے گی کہ کوئی انسان آپ کی زوجہ مطہرہ کے ساتھ ایسی قباحت کا مرتکب ہو سکے؟
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ایک مرتبہ آپ کی نعلین اقدس میں نجاست لگ گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر آپ کو خبر دی کہ آپ نعلین اقدس کو اتار دیں اس لیے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) معاذ اللہ اگر ایسی ہوتیں تو ضرور آپ پر وحی نازل فرما دیتا کہ ''آپ ان کو اپنی زوجیت سے نکال دیں۔
اس معاملے میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے مشورہ طلب فرمایا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے برجستہ کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ کی بیوی ہیں اور ہم انہیں اچھی ہی جانتے ہیں۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ نے جب پوچھا تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی عیب نہیں دیکھا البتہ اتنی بات ہے کہ وہ ابھی کمسن لڑکی ہیں وہ گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر کھا جاتی ہے۔
''اس بارے میں جب حضور ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مشورہ طلب فرمایا تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے کان اور آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں، اللہ کی قسم! میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اچھی ہی جانتی ہوں۔'' (بخاری شریف جلد دوم ص 596۔ مدارک التنزیل جلد دوم ص 134 تا 135)
اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک روز منبر پر کھڑے ہو کر مسلمانوں سے فرمایا کہ اس شخص کی طرف سے مجھے کون معذور سمجھے گا یا میری مدد کرے گا جس نے میری بیوی پر بہتان تراشی کر کے میری دل آزاری کی ہے اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کو ہر طرح سے اچھی ہی جانتا ہوں اور ان منافقوں نے اس بہتان میں ایک ایسے مرد (صفوان بن معطل) کا ذکر کیا ہے جس

Marfat.com

کو میں بالکل ہی اچھا جانتا ہوں۔ (بخاری شریف جلد دوم ص 595)

صلح حدیبیہ کے موقع پر مشورہ:

صلح حدیبیہ کے روز جب رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ اپنی اپنی قربانیاں کر کے سب لوگ احرام کھول دیں اور بغیر عمرہ ادا کیے سب لوگ مدینہ طیبہ واپس چلے جائیں کیونکہ اسی شرط پر صلح حدیبیہ ہوئی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس قدر رنج وغم میں تھے کہ ایک شخص بھی قربانی کے لیے تیار نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس طرز عمل سے روحانی کوفت ہوئی اور آپ ﷺ نے اس بارے میں اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ فرمایا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کسی سے کچھ بھی نہ فرمائیں اور خود اپنی قربانی ذبح کر کے اپنا احرام اتار دیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا یہ دیکھ کر کہ رسول کریم ﷺ نے احرام کھول دیا ہے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھ گئے کہ اب حضور ﷺ صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو ہرگز ہرگز تبدیل نہ فرمائیں گے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اپنی اپنی قربانیاں کر کے احرام اُتار دیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ طیبہ واپس چلے گئے۔ (زرقانی جلد سوم)

☆☆☆

Marfat.com

وعدہ کی پابندی کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ وعدہ وعہد کی پابندی و پاسداری فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ عہد شکنی کو بہت بُرا جانتے تھے چنانچہ فرمایا کرتے تھے

"جو شخص کسی غیر مسلم معاہد (ذمی) کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ اس کو بو چالیس سال کی مسافت سے آئے گی" (بخاری شریف)

تین دن تک کھڑے رہے:

حضرت ابو الحمساء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت سے قبل میں نے حضور ﷺ سے کچھ سامان خریدا اسی سلسلے میں آپ ﷺ کی کچھ رقم میرے ذمے باقی رہ گئی میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ یہیں ٹھہریے میں ابھی ابھی گھر سے رقم لا کر اسی جگہ پر آپ کو دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے اسی جگہ پر ٹھہرنے کا وعدہ فرما لیا مگر میں گھر آ کر اپنا وعدہ بھول گیا پھر تین دن کے بعد جب مجھے خیال آیا تو رقم لے کر اس جگہ پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ اسی جگہ ٹھہرے ہوئے میرا انتظار فرما رہے ہیں مجھے دیکھ کر آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر ذرا بھی بل نہیں آیا اور آپ ﷺ نے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں فرمایا کہ اے نوجوان! تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا کیونکہ میں اپنے وعدہ کے مطابق تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (بخاری شریف۔ ابوداؤد شریف۔ کتاب الشفاء)

ہم ہر حال میں عہد کی پابندی کریں گے:

یہ بدر کے میدان میں جنگ کا معرکہ ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت حذیفہ بن

Marfat.com

الیمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوحسیل رضی اللہ عنہ دونوں صحابہ کرام کہیں سے آ رہے تھے راستہ میں ان دونوں کو کفار نے روک لیا کہ تم دونوں بدر کے میدان میں محمد (ﷺ) کی مدد کرنے کے لیے جا رہے ہو۔ ان دونوں نے انکار کیا اور جنگ میں شریک نہ ہونے کا عہد کیا چنانچہ کفار نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ جب یہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ بیان کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو لڑائی کی صفوں سے الگ کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم ہر حال میں عہد کی پابندی کریں گے ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہے۔ (مسلم شریف جلد دوم ص 106)

میں عہد شکنی نہیں کرتا:

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ ایک قبطی غلام تھے جو کہ مکہ مکرمہ میں رہا کرتے تھے بیان فرماتے ہیں کہ قریش نے مجھے سفیر بنا کر حضور نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی صداقت جاگزیں ہوگئی۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! میں واللہ ان کے پاس کبھی لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ قاصدوں کو اپنے پاس روکتا ہوں، تم اب لوٹ جاؤ اگر وہاں بھی تمہارے دل میں اسلام کی صداقت رہی تو واپس آ جانا۔" حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چلا گیا پھر رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ (بیہقی۔ ابونعیم۔ خصائص الکبریٰ)

وعدہ پورا کرنے کی نیت ہونی چاہیے:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت اس وعدہ کو پورا کرنے کی ہو پھر وہ پورا نہ کر سکا اور مقررہ وقت پر نہ آیا تو وہ گنہگار نہ ہو گا۔" (ابوداؤد شریف)

☆☆☆

Marfat.com

بچپن کے معمولات

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ (کا معمول تھا کہ بچپن میں) گھر سے باہر نکلتے اور دوسرے لڑکوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود ہمیشہ ہر طرح کے کھیل کود سے علیحدہ رہتے تھے۔ایک روز مجھ سے فرمانے لگے، اماں جان! میرے دوسرے بھائی بہن دن بھر دکھائی نہیں دیتے یہ لوگ ہمیشہ صبح کو اُٹھ کر روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے چلے جاتے ہیں۔ یہ سُن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ امی جان! آپ مجھے بھی میرے بھائی بہنوں کے ساتھ بھیجا کریں۔

حضور ﷺ کے اصرار سے مجبور ہو کر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی اور آپ ﷺ روزانہ جہاں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چرتی تھیں تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرتے جو تمام انبیاء اور رسولوں کی سُنت ہے اپنے معمول کے مطابق کرتے رہے۔ (سیرت النبی ﷺ)

کھیل کود میں حصہ نہیں لیتے تھے:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ (کا معمول تھا کہ) آپ نے بچوں کی عادت کے مطابق کبھی بھی کپڑوں میں بول و براز نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ ایک معین وقت پر رفع حاجت فرماتے اگر کبھی آپ کی شرم گاہ کھل جاتی تھی تو آپ رو رو کر فریاد کرتے اور جب تک شرم گاہ چھپ نہ جاتی آپ کو چین اور قرار نہیں آتا تھا اور اگر شرم گاہ چھپانے میں مجھ سے کچھ تاخیر ہو جاتی تو غیب سے کوئی آپ کی شرم گاہ چھپا دیتا۔ جب آپ ﷺ اپنے پاؤں پر چلنے کے قابل ہوئے تو باہر نکل کر بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود کھیل کود میں شریک نہیں ہوتے تھے۔

Marfat.com

لڑکے آپ ﷺ کو کھیلنے کے لیے بلاتے تو آپ ﷺ فرماتے کہ میں کھیلنے کے لیے نہیں پیدا کیا گیا ہوں۔(مدارج النبوت جلد دوم ص 21)

شرم وحیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب ابو طالب چاہ زمزم کی مرمت کر رہے تھے حضور نبی کریم ﷺ اُن دنوں ابھی بچے تھے آپ ﷺ بھی پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے ایک مرتبہ جناب ابو طالب نے حضور نبی کریم ﷺ کا تہبند مبارک پکڑ کر اُٹھانا چاہا تا کہ اس میں پتھر بھر کر اُٹھائیں تو حضور ﷺ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو ابو طالب نے پوچھا' بیٹا کیا ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' مجھے ایک سفید لباس والا شخص دکھائی دیا جس نے مجھ سے کہا' پہن لو۔ بچپن سے لے کر بعد تک بھی حضور ﷺ کی شرم گاہ پر کسی کی نظر نہ پڑی۔(پیارے نبی ﷺ کے پیارے اخلاق)

اللہ تعالیٰ نے کھیل تماشوں سے محفوظ رکھا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کبھی کسی ایسی چیز کی طرف اپنی خواہش کا اظہار نہیں کیا جس کی طرف زمانہ جاہلیت میں عام لوگ کیا کرتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں لوگ کہانیاں سنا کرتے تھے مجھے بھی سُننے کا شوق ہوا اُس وقت میری عمر دس سال سے کم تھی میں اس ارادہ سے چلا راستہ میں آرام کے لیے ذرا بیٹھ گیا وہیں پر نیند آ گئی جب سورج نکلا تب میری آنکھ کھلی۔

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ کے نوجوانوں کے ساتھ بکریوں کی رکھوالی کر رہا تھا میں نے اپنے ریوڑ کے مالک سے کہا کہ میری بکریوں کی حفاظت کرنا میں جا کر میلہ دیکھ آؤں وہاں جا رہا تھا کہ میرے کانوں میں باجے اور دف کی آوازیں آئیں میں نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا فلاں شخص نے فلاں شخص کی بیٹی سے شادی کرنی ہے۔ میں وہاں پر بیٹھ گیا اور مجھے نیند آ گئی صبح سورج کی دھوپ نے مجھے بیدار کیا۔

روایات میں آتا ہے کہ قریش ایک بت کی پرستش کیا کرتے تھے اس بُت کی تعظیم وتکریم کرتے سر منڈوا کر اِس کے سامنے سجدہ کرتے قربانیاں دیتے، سال میں ایک دن ایسا آتا کہ

Marfat.com

عید کا سماں ہوتا سارا دن اور ساری رات وہاں پر میلہ لگتا جناب ابو طالب اپنی قوم کے افراد کے ساتھ وہاں پر ڈیرہ جماتے حضور ﷺ کو بھی کہتے کہ آپ بھی آیا کریں بڑی رونق ہوتی ہے مگر حضور ﷺ ہمیشہ انکار فرمادیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ جناب ابو طالب اور آپ ﷺ کی پھوپھیوں نے زور دیا کہ اس مرتبہ تو ہم آپ کو ضرور لے کر جائیں گے مگر آپ ﷺ وہاں سے بھاگ گئے کچھ دیر کے بعد جب پھوپھیوں نے آپ کو دیکھا تو آپ ہانپ اور کانپ رہے تھے۔ پھوپھیوں نے پوچھا' آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' مجھے ڈر آرہا ہے کہ کہیں میں بیمار نہ ہو جاؤں۔ وہ کہنے لگیں اللہ تعالیٰ آپ جیسے خوش عادات انسان کو بیمار نہیں کرتا۔ پھر پوچھنے لگیں آپ نے کیا دیکھا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا' میں بڑے بُت کے پاس سے گزرا کہ میرے سامنے سے ایک سفید اور دراز قد آدمی آیا چیخ کر مجھے کہا' یہاں سے ہٹ جاؤ، پھر میں ان لوگوں کی عید گاہ میں کبھی نہ گیا۔ (پیارے نبی ﷺ کے پیارے اخلاق)

☆☆☆

Marfat.com

خواتین کے ساتھ شفقت کا معمول

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ ہر ایک کے ساتھ شفقت سے پیش آتے اسی طرح جو خواتین اپنے مسائل کے حوالے سے جاننے کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ اُن پر بھی خصوصی شفقت فرماتے ہوئے اُن کی رہنمائی فرماتے۔ اس ضمن میں مروی ہے کہ ایک روز خواتین نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ کے ہاں مردوں کا ہر روز ہجوم رہتا ہے آپ ہمارے واسطے ایک خاص دن مقرر فرمائیں چنانچہ حضور ﷺ نے عورتوں کے لیے ایک دن خاص کر دیا وہ اس دن خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں آپ ﷺ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے۔ (بخاری شریف)

یتیم بچیوں کا معاملہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو لے کر جو کہ سعد رضی اللہ عنہ سے تھیں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ دونوں بچیاں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی ہیں ان (بچیوں) کے باپ احد کی لڑائی میں آپ کے ساتھ شہید ہو گئے اور ان کے چچاؤں نے ان کا مال لے لیا اور ان کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ اب مال نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ان سے نکاح نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس معاملہ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کرے گا۔ چنانچہ میراث کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے لڑکیوں کے چچاؤں کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ لڑکیوں کو دو تہائی مال دے دو اور آٹھواں حصہ لڑکیوں کی ماں کا دو اور باقی جس قدر بچ جائے وہ تمہارا ہے۔ (ترمذی شریف ابوداؤد شریف)

Marfat.com

عورت کا حق:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے والد سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! میرا یہ بیٹا ہے میرا پیٹ مدتوں اس کا برتن رہا اور میری چھاتی اس کی مشک رہی اور میری گود اس کا گہوارہ یعنی میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک مُدت تک پالا ہے اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور وہ اسے مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب تک تو نکاح نہ کرے اس کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے۔ (ابوداؤد شریف)

خاوند کو ناپسند کرنے کا معاملہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ثابت بن قیس کے اخلاق و دین کی نسبت مجھے کچھ کلام نہیں (یعنی ان کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور دین دار بھی ہیں) مگر میں اسلام میں کفران نعمت کو پسند نہیں کرتی (یعنی وہ خوبصورت نہیں ہیں اس لیے میری طبیعت ان کی طرف میلان نہیں کرتی)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا باغ (جو کہ حق مہر کے طور پر تجھے دیا گیا تھا) تو واپس کر دے گی؟ عرض کیا' ہاں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ باغ لے لو اور طلاق دے دو۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

صدقے کا مسئلہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کی جماعت صدقہ کرے خواہ اپنے زیورات ہی سے کیوں نہ ہو۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان سُن کر میں نے اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ تو غریب و نادار ہیں اور حضور ﷺ نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا آپ حضور ﷺ سے دریافت فرمالیجیے کہ

Marfat.com

اگر یہ چیز کافی ہو جائے تو میں آپ ہی کو صدقہ دے دوں ورنہ پھر کسی دوسرے کو دوں۔ یہ سُن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات تو تم خود ہی پوچھ کر آؤ۔ چنانچہ میں اس مقصد کے لیے گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی ہے جس کا کام بھی مجھ ہی جیسا ہے۔

اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عظمت و جلال کا غلبہ تھا اس لیے ہم دونوں میں سے کسی کو اندر جانے کی جرأت نہیں ہوئی اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اطلاع فرما دیجیے کہ دو عورتیں در اقدس پر حاضر ہیں اور دریافت کر رہی ہیں کہ اگر ہم اپنے شوہروں کو اور ان یتیموں کو صدقہ اور خیرات دے دیں جو ہماری پرورش میں ہیں تو کیا یہ چیز کافی ہو سکتی ہے؟ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ یہ سُن کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آخر وہ کون عورتیں ہیں؟ اس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ایک عورت تو انصاری ہے اور دوسری زینب (رضی اللہ عنہا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون سی زینب ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک تو قرابت داری کا ثواب اور دوسرا صدقہ کا (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ ریاض الصالحین)

عدت کا مسئلہ:

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبعیہ اسلمیہ کو خاوند کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد بچہ کی ولادت ہوئی تو (اس کے بعد) وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح کی اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کر لیا (بخاری شریف)

دوبارہ نکاح کا مسئلہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں رفاعہ کے پاس تھی تو انہوں نے مجھے طلاق دی پھر میری طلاق قطعی کر

Marfat.com

دی یعنی مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا اور نہیں ہے ان کا (عضو) مگر کپڑے کے دامن کی طرح نرم (یعنی وہ ہمبستری کی قدرت نہیں رکھتے) تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوٹ کر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو انہوں نے عرض کیا' ہاں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت تک ان کی طرف لوٹ کر نہیں جا سکتی ہو جب تک کہ عبدالرحمٰن سے تم اور تم سے وہ جنسی حظ حاصل نہ کر لیں۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

عورت کا اعتراف گناہ:

ایک مرتبہ ایک عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے زنا ہو گیا ہے مجھے پاک فرمائیں۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا' اے عورت! واپس چلی جا اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کر اور توبہ کر۔ اس عورت نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میرے گناہ سے پاک فرمائیں کیونکہ میں زنا سے حاملہ ہوں۔ یہ عورت چونکہ زنا حاملہ تھی اس لیے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وضع حمل تک صبر کر کیونکہ وہ بچہ جو تیرے پیٹ میں ہے وہ بے گناہ ہے چنانچہ جب اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو وہ پھر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اب میرے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اس کا بچہ چونکہ چھوٹا ہے اگر میں اسے سنگسار کراتا ہوں تو بچہ کی نگہداشت کون کرے گا اور کوئی نہیں جو اسے دودھ پلا سکے۔ یہ سن کر ایک انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور بچے کی رضاعت کے کفیل بنے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے بچہ کو ماں کے ساتھ ہی رکھا تا کہ وہ اسے دودھ پلائے۔ جب مدت رضاعت ختم ہو گئی تو ایک دن وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اپنے بچے کو اُٹھائے ہوئے اور روٹی کا ٹکڑا اس کے ہاتھ میں دیے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میں نے بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے اب یہ روٹی کھانے کے قابل ہو گیا ہے اب اللہ تعالیٰ کے حکم کو مجھ پر جاری فرمائیں۔

حضور ﷺ نے اس بچے کو ایک مسلمان کے سپرد کیا اور ارشاد فرمایا کہ عورت کے سینے کے برابر گڑھا کھودیں اسے اس گڑھے میں کھڑا کر دیا گیا اور پھر حکم فرمایا کہ اسے سنگسار کریں۔ حضرت خالد ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے سے اس کے سر پر پتھر امارا۔ عورت کے خون کے

Marfat.com

چند چھینٹے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر پڑے تو انہوں نے اسے گالی دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے خالد (رضی اللہ عنہ) اسے دشنام نہ دو مجھے اُس پروردگار کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ سبیعہ نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر خراج وعشر وصول کرنے والا عامل جو ظلم وزیادتی سے وصول کرتا ہے ایسی توبہ کرے تو وہ بھی بخشا جائے اس کا گناہ اس سے بہت بڑا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے باہر نکالو۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے دفن فرمادیا۔ (پیارے نبی ﷺ کے پیارے فیصلے)

بیوی پر خاوند کا حق:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنوخثعم کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ میں غیر شادی شدہ عورت ہوں اور شادی کرنا چاہتی ہوں خاوند کے کیا حقوق ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے کہ جب وہ اس کا ارادہ کرے اگر اس کے ارادے کے وقت وہ اونٹ کی پیٹھ پر ہو تب بھی اسے نہ روکے خاوند کا یہ بھی حق ہے کہ بیوی اس کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ دے اگر اس نے بلا اجازت کچھ دے دیا تو گنہگار ہوگی اور خاوند کو ثواب ہوگا۔ بیوی پر یہ بھی حق ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ بھوکی پیاسی رہی اور اس کا روزہ قبول نہیں ہوگا اور اگر گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نکلی تو جب تک وہ واپس نہ ہو جائے یا توبہ نہ کرے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔'' (مکاشفتہ القلوب)

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک جوان عورت نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں جوان عورت ہوں مجھے نکاح کے پیغام آتے ہیں لیکن میں شادی کو مکروہ سمجھتی ہوں آپ مجھے بتائیں کہ بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اگر شوہر کی چوٹی سے ایڑی تک پیپ ہو اور وہ اسے چاٹے تو شوہر کا حق ادا نہیں کر پائے گی۔ اس نے پوچھا' تو میں شادی نہ کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم شادی کرو کیونکہ اس میں بھلائی ہے۔ (ترغیب)

Marfat.com

والدہ سے صلہ رحمی:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں میرے پاس میری والدہ آئیں اور اس وقت وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے متنفر ہیں کیا میں ان کے ساتھ (اچھا) سلوک کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا' ہاں تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی رہو۔ (بخاری شریف)

عورتوں کے ساتھ بھلائی کا حکم:

حضرت عمرو بن احوص جشمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو حجتہ الوداع میں فرماتے ہوئے سُنا۔ پہلے آپ ﷺ نے حمد وثناء فرمائی پھر اور باتوں کا وعظ کہا پھر فرمایا' لوگو! سنو! عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا اس لیے کہ وہ تمہارے پاس بمنزلہ قیدی کے ہیں ان کے ساتھ سختی صرف اسی صورت میں کی جاسکتی ہے جب کہ ان کی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی ظاہر ہوتو اگر وہ ایسا کریں تو ان سے ان کی خواب گاہوں میں قطع تعلق کرلو اور ان کو اتنا مار سکتے ہو جو سخت وشدید یعنی زخم کرنے والی نہ ہو۔ پھر اگر وہ تمہارا کہنا مانیں تو ان کو ستانے کے لیے راستہ مت تلاش کرو۔ سنو! کچھ حقوق تمہاری بیویوں کے تم پر ہیں اور کچھ تمہارے حقوق ان پر ہیں، تمہارا حق ان کے اوپر یہ ہے کہ تمہارے فرش کو ایسے لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ سنو! اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو ٹھیک سے کھانا اور کپڑا دو۔

(ترمذی شریف)

☆☆☆

Marfat.com

سفید اور صاف لباس پہننے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ نے سفید، سیاہ، سبز اور زعفرانی رنگوں کے کپڑے استعمال فرمائے تھے مگر سفید لباس آپ ﷺ کو بہت پسند تھا آپ ﷺ کا معمول تھا کہ اکثر سفید لباس زیب تن فرماتے اور فرحت محسوس کرتے آپ ﷺ دوسروں کو بھی سفید لباس پہننے کی تلقین فرمایا کرتے۔ چنانچہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ وہ بہت پاکیزہ اور پسندیدہ ہے۔"

(مشکوٰۃ شریف)

سفید کپڑے زیادہ پسندیدہ ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کو سفید لباس اس قدر پسند تھا کہ آپ ﷺ نے اسے پہننے کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی حکم دیا کہ اپنے مُردوں کو بھی سفید کپڑوں میں ہی کفناؤ۔ چنانچہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ زیادہ پاک اور زیادہ پسندیدہ ہیں اور انہی میں اپنے مُردے کفنایا کرو۔" (ترمذی شریف۔نسائی)

صاف ستھرا لباس پہننے کا معمول:

حضور نبی کریم ﷺ سادہ مگر پروقار صاف ستھرا لباس پہننا پسند فرماتے تھے۔ میلا لباس زیب تن نہ کرتے تھے اگر کسی وفد سے ملاقات کرنا ہوتی اس وقت لباس کا خاص طور پر اہتمام فرماتے اور زیادہ صاف ستھرے کپڑے پہنتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی پاک صاف کپڑے پہننے کی ہدایت فرماتے۔ روایات میں آتا ہے کہ ہجرت کے نویں سال حضور ﷺ کی

Marfat.com

تبوک سے واپسی کے بعد عرب کے کئی قبائل گروہ در گروہ مدینہ طیبہ آتے اور اسلام قبول کرتے تھے اور حضور ﷺ سے ملاقات اور صحبت کا شرف حاصل کرتے۔ اس سال اس قدر وفود کی آمد تھی اس سال کو سنۃ الوفود کہتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ ہر وفد کی آمد پر عمدہ لباس زیب تن فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی فرماتے کہ وہ بھی عمدہ لباس اور پاکیزہ کپڑے پہنیں۔

آپ ﷺ پُرانے کپڑے کو پسند فرماتے تھے اسے دھو کر پاک صاف حالت میں پہن کر خوش ہوتے، کپڑے کو میلا نہ ہونے دیتے تھے۔ پرانے کپڑے کے بارے میں آپ ﷺ کے فرمان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ،

”کیا تم نہیں سُنتے، کیا تم نہیں سنتے، کپڑے کا پرانا ہونا اور دنیا کی زینت کا ترک کرنا ایمان کی علامت ہے یا ایمان کے اخلاق میں سے ہے کپڑے کا پرانا ہونا ایمان کے اخلاق میں سے ہے۔“ (ابوداؤد شریف)

میلے کچیلے لباس کو پسند نہیں فرماتے تھے:

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ خود بھی صاف ستھرا لباس پہنتے اور دوسروں کو بھی صاف لباس پہننے کی تلقین فرماتے اس بات کو سخت ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے رکھے اور گندی حالت میں رہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے ایک شخص کو پراگندہ سر دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ ارشاد فرمایا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو اکٹھا کرے۔ دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے کپڑے دھو لے۔ (نسائی)

اسی طرح حضرت ابو الاحوص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے نہایت ہی گھٹیا اور معمولی تھے حضور ﷺ نے فرمایا' کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا' ہاں ہے۔ ارشاد فرمایا کس قسم کا مال ہے؟ میں نے کہا' اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہر طرح کا مال ہے اونٹ، گائے، بکریاں،

Marfat.com

گھوڑے اور غلام۔ آپ ﷺ نے فرمایا' جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت و کرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہیے۔ (نسائی۔ مشکوۃ شریف)

☆☆☆

Marfat.com

مقدمات کے فیصلے کرنے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ اپنے دربار میں پیش ہونے والے مقدمات کا عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق فیصلے فرماتے آپ ﷺ کا دربار بادشاہوں جیسا دربار نہ تھا۔ یہاں نہ کوئی باڈی گارڈ تھا نہ نقیب، نہ چوکیدار، نہ دربان غرضیکہ کسی بھی آنے والے کے لیے کوئی روک ٹوک نہ تھی جو چاہتا حاضر ہو کر اپنا مقدمہ پیش کرتا اور فیصلے کا طالب ہوتا۔ بعض معاملات ایسے ہوتے تھے کہ جن کا آپ ﷺ از خود نوٹس لیتے ہوئے اپنے فیصلے صادر فرماتے تھے۔

آپ ﷺ مسجد نبوی کے صحن میں ایک چھوٹے سے مٹی کے چبوترے پر ایک چٹائی بچھا کر اپنے معمول کے مطابق رونق افروز ہوتے اور وہاں پر آنے والے لوگوں کے مسائل سنتے، حاجت مند کی حاجت روائی فرماتے، قبائل کے نمائندوں سے ملاقاتیں فرماتے، وعظ و نصائح فرماتے، اہم معاملات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشاورت فرماتے اور اسی جگہ پر مقدمات کے فیصلے بھی صادر فرماتے۔ حضور ﷺ کے کیے ہوئے تاریخ ساز فیصلوں میں سے چند فیصلے یہاں پر درج کیے جاتے ہیں جو تا قیامت مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

میراث کے متعلق فیصلہ:

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دو اشخاص نے میراث کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں دعویٰ کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کے موافق اس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کر دیا جائے تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ یہ سُن کر دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنا حق اپنے فریق کو دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' یوں نہیں بلکہ تم دونوں جا کر اسے تقسیم کرو اور ٹھیک ٹھیک تقسیم کرو پھر قرعہ اندازی کر کے اپنا

Marfat.com

اپنا حصہ لے لو اور ہر ایک دوسرے سے (اگر ایک کے حصہ میں دوسرے کا حق چلا گیا ہو تو) معافی کرا لے۔ (ابوداؤد شریف)

جھگڑے کا فیصلہ:

ایک شخص کا دوسرے شخص سے جھگڑا ہو گیا اور اس نے دوسرے شخص کا ہاتھ اپنے منہ میں لے کر زور سے کاٹا درد کی شدت سے مغلوب ہو کر دوسرے شخص نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے چھڑاتے ہوئے اس زور سے کھینچا کہ اس کے اگلے دانت ٹوٹ کر گر پڑے لوگوں نے اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لیے دونوں کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کو اونٹ کی طرح کاٹ کھاتا ہے جاؤ تمہارے لیے کوئی دیت نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

ایک قتل کا فیصلہ:

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد نے بیان فرمایا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اسی اثناء میں ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں دوسرے شخص کو رسے سے کھینچتا ہوا لا رہا تھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اس نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ملزم سے پوچھا کہ کیا تم نے قتل کا ارتکاب کیا ہے؟

ابھی ملزم نے جواب نہیں دیا تھا کہ آپ ﷺ نے مدعی سے فرمایا کہ اگر اس نے اعتراف نہ کیا تو تم کو اس پر شہادت قائم کرنا ہوگی۔ اسی دوران قاتل نے عرض کیا یا رسول ﷺ! ہاں میں نے قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح قتل کیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں اور وہ ایک درخت سے لکڑیاں کاٹ رہے تھے اس نے مجھے گالیاں دی تو مجھے طیش آ گیا اور میں نے اس کے سر پر کلہاڑی ماری میرے ہاتھوں سے اس کا قتل ہو گیا۔

رسول کریم ﷺ نے قاتل سے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ مال ہے جو تو اپنی جان کے بدلے میں اسے ادا کر دے۔ اس نے کہا' میرے پاس اس کلہاڑی اور ایک کمبل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' کیا تیرے خیال میں تیری قوم تجھے (مال دے کر) چھڑا

Marfat.com

لے گی؟ وہ کہنے لگا' میں اپنی قوم میں اس سے زیادہ کم وقعت ہوں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اس کی رسی اس کی طرف پھینک دی اور فرمایا تم جانو اور تمہارا ساتھی۔ چنانچہ وہ شخص قاتل کو لے کر چل پڑا۔

جب وہ جانے کے لیے پلٹے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اگر اس نے اس کو قتل کر دیا تو وہ بھی اسی کی طرح قتل کا مرتکب ٹھہرایا جائے گا۔ یہ بات سُن کر وہ شخص واپس پلٹا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے اس کو قتل کر دیا تو میں بھی اسی کی طرح قتل کا مرتکب ٹھہروں گا حالانکہ میں نے تو آپ ہی کے حکم سے اس کو پکڑا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کیا تو اس بات کی خواہش نہیں رکھتا کہ یہ شخص اپنے اور اپنے حریف کے گناہ اپنے سر لے لے۔

اُس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! کیوں نہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر اسی طرح ہو گا (یعنی) اگر تو اسے قتل نہ کرے) تو اس کے سر پر اُس کے اپنے اور اپنے حریف کے گناہوں کا بوجھ ہوگا۔ یہ سُن کر اُس شخص نے وہ رسی پھینک دی جس سے اُس کو باندھا ہوا تھا اور اسے چھوڑ دیا۔ (مسلم شریف)

ایک چوری کا فیصلہ:

ایک مرتبہ خاندان بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی قریش نے کوشش کی کہ وہ عورت حد سے بچ جائے۔ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے جو رسول کریم ﷺ کے محبوب خاص تھے درخواست کی کہ آپ سفارش کیجیے۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے سفارش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا' تم حد میں سفارش کرتے ہو؟ تم سے پہلے لوگ (بنی اسرائیل) اسی وجہ سے تباہ ہوئے کہ وہ غریبوں پر حد جاری کرتے اور امیروں کو چھوڑ دیتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی ایسا کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری شریف۔ مستدرک حاکم)

یہودی کے حق میں فیصلہ:

حضرت ابوحدرد اسلمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک یہودی کا چار درہم قرض تھا

Marfat.com

یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول کریم ﷺ غزوہ خیبر کا ارادہ فرما رہے تھے اس نے مجھ سے تقاضہ کیا۔ میں نے مہلت مانگی تو وہ نہ مانا اور مجھے پکڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے دو مرتبہ فرمایا کہ اس کا حق ادا کر دو میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! آپ خیبر کی مہم کا ارادہ فرما رہے ہیں شاید ہمیں وہاں سے کچھ غنیمت ہاتھ لگے۔

آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ اس کا حق ادا کر دو۔ یہ قاعدہ تھا کہ جب رسول کریم ﷺ کسی بات کے لیے تین بار فرما دیتے تو پھر کوئی عذر نہ کیا جاتا۔ میرے پاس بدن پر ایک تہبند اور سر پر عمامہ تھا۔ میں نے اس یہودی سے کہا کہ اس تہبند کو مجھ سے خرید لو چنانچہ اس نے چار درہم میں خرید لیا۔ میں نے عمامہ سر سے اُتار کر کمر سے لپیٹ لیا۔ ایک عورت میرے پاس سے گزری اس نے اپنی چادر مجھے اوڑھا دی۔ (معجم صغیر طبرانی)

ایک رسی کی خیانت:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جب مال غنیمت کی تقسیم کا ارادہ فرماتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دیں چنانچہ وہ مال غنیمت کی تقسیم کا اعلان کر دیتے اور لوگ اپنی اپنی غنیمتیں لے آتے حضور ﷺ سارے مال میں سے پانچواں حصہ نکال دیتے اور پھر تقسیم فرما دیتے ایک مرتبہ ایک شخص خمس نکالنے اور تقسیم کرنے کے بعد بالوں کی ایک رسی لے کر آیا اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ مال غنیمت میں سے ہے جو ہم کو ملی تھی حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا' کیا تو نے بلال (رضی اللہ عنہ) کے اعلان کو سُنا تھا جو اس نے تین مرتبہ کیا تھا؟ اُس نے جواب دیا کہ ہاں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا پھر تو اس کو اس وقت کیوں نہیں لے کر آیا۔ اُس نے کچھ عذر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' تو اسی حالت میں قیامت کے دن اس کو لے کر آئے گا میں ہرگز ہرگز اس رسی کو تجھ سے نہ لوں گا۔

(ابوداؤد شریف)

حد کا نفاذ:

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے اپنے

Marfat.com

متعلق زنا کا اقرار کیا چنانچہ حضور ﷺ نے ایک کوڑا منگوایا تو ایک ٹوٹا ہوا کوڑا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے ذرا کمزور لاؤ اب ایک ایسا کوڑا خدمت اقدس میں پیش کیا گیا جو سواری میں استعمال کیا گیا تھا اور نرم ہو چکا تھا چنانچہ حضور ﷺ کے حکم سے اس پر حد لگائی گئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' اے لوگو! اب تمہارے لیے وہ وقت آ چکا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی حدود سے رک جاؤ۔ جو کوئی ان بُرے افعال سے کچھ ارتکاب کر بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی پردہ داری کے ساتھ پردہ رکھے کیونکہ جو کوئی اپنا چہرہ ہم پر ظاہر کر دے گا اس پر ہم کتاب اللہ کا حکم قائم کریں گے۔

(موطا امام مالک)

گمشدہ چیز کے متعلق فیصلہ:

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو دینار تھے۔ میں اس تھیلی کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا ایک سال تک اعلان کرو۔ چنانچہ میں نے اعلان کیا تو کوئی نہ ملا جو اس تھیلی کی شناخت کرتا۔ میں پھر اس تھیلی کو حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا' اس تھیلی کو اور اس کی گنتی کو اور اس کے سر بند کو محفوظ رکھو پھر اگر اس کا مالک آ گیا تو اُسے دے دینا ورنہ اس سے فائدہ اُٹھاؤ۔ پس میں نے اس سے فائدہ اُٹھایا پھر میں اس کے بعد ان سے مکہ مکرمہ میں ملا وہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ تین سال کے بعد یا ایک سال کے بعد۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

ابوسفیان کے بیٹے کا فیصلہ:

غزوہ بدر میں ابوسفیان کا بیٹا عمرو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ کے حصہ میں آیا اور ایک مدت تک قید رہا۔ قریش نے ابوسفیان سے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کا فدیہ مدینہ طیبہ بھیج دے تا کہ وہ آزاد ہو جائے مگر ابوسفیان نے کہا کہ میرا ایک بیٹا حنظلہ قتل ہو گیا اگر میں اب فدیہ دوں تو خون ضائع ہو جائے گا اور مال بھی اور اپنے بیٹے کو اسی طرح قید میں

Marfat.com

رہنے دیا یہاں تک کہ بنی عمرو بن عوف کا ایک بوڑھا شخص سعید بن نعمان مدینہ طیبہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ میں گیا باوجود اس بات کے کہ کفار نے عہد کیا ہوا تھا کہ وہ عمرہ کرنے والوں سے ہرگز معترض نہ ہوں گے۔

ابوسفیان نے اس بوڑھے کو پکڑ کر قید کر دیا کہ جب تک میرے بیٹے کو رہا نہیں کریں گے میں سعید بن نعمان کو رہا نہیں کروں گا۔ جناب سعید بن نعمان نے اس صورتحال کی اطلاع وہاں سے اپنے قبیلہ میں بھیجی یہاں تک کہ بنی عوف نے یہ معاملہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا چنانچہ حضور ﷺ نے فیصلہ فرماتے ہوئے عمرو بن سفیان کو بنی عوف کے سپرد کر دیا وہ اسے مکہ مکرمہ لے گئے اور سعید بن نعمان کو آزاد کرا لیا۔

(پیارے نبی ﷺ کے پیارے فیصلے)

سنگساری کا فیصلہ:

قبیلہ بنو اسلم کا ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا' کیا تم نے میرے علاوہ بھی کسی سے اس کا ذکر کیا ہے؟ اس نے کہا' نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر اور اپنا پردہ رکھ اللہ تعالیٰ تیری پردہ پوشی کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اس شخص کا دل اس بات سے مطمئن نہ ہوا وہ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان کے سامنے بھی زنا کے مرتکب ہونے کا اعتراف کیا۔ انہوں نے بھی اس کو ایسا ہی جواب دیا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ اس شخص کو پھر بھی تسلی و اطمینان نہ ہوا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے۔

حضور ﷺ نے اس سے اپنا چہرہ انور پھیر لیا تین مرتبہ اس شخص نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ہر مرتبہ حضور ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا حتیٰ کہ جب اس کا اصرار بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے اس کے گھر والوں کو کہلا بھیجا کہ کیا اس کو جنون کی شکایت ہے یا اس کو دیوانگی کا عارضہ لاحق ہے؟ انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! وہ بالکل ٹھیک اور تندرست ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد حضور ﷺ نے اس شخص سے دریافت کیا کہ کیا تم شادی شدہ ہو یا کنوارے؟ اس نے جواب دیا کہ میں شادی شدہ ہوں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے یہ فیصلہ فرمایا کہ زنا کرنے کے جرم میں اسے سنگسار کیا جائے پھر اسے حضور ﷺ کے فیصلہ کے مطابق سنگسار کر دیا گیا۔ (پیارے نبی ﷺ کے پیارے فیصلے)

کنانہ کے متعلق فیصلہ:

مسلمانوں نے جب خیبر کے تمام قلعے فتح کر لیے تو کنانہ بن ابی الحقیق کے قلعہ قموص پر قبضہ سے مسلمانوں کے ہاتھ بہت سا مال واسباب آیا۔ کنانہ کے پاس بے شمار دولت اس کے علاوہ بھی موجود تھی جو اس نے کہیں چھپا رکھی تھی اس نے اونٹ کی کھال میں وہ تمام سونا، زیور اور جواہرات جو اسے اپنے باپ کی وراثت سے ملے تھے بھر رکھے تھے اور اس کے پاس بے شمار لوگوں کے زیورات جمع تھے۔ چونکہ مکہ مکرمہ میں جب کسی کو شادی یا دیگر خوشی کی تقریبات میں جانے کی غرض سے زیورات کی ضرورت پڑتی تھی تو وہ کنانہ سے ادھار اور سود پر لے لیا کرتے تھے۔ اس تمام خزانے کو اس نے ایک ویرانے میں دفن کر دیا تھا تا کہ یہ خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔

کنانہ کٹر یہودی تھا اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا اس لیے حضور ﷺ نے کنانہ کو بلایا اور اس سے اس کے خزانے کے بارے میں پوچھا اس نے کہا' ابوالقاسم! سب خرچ ہو چکا اس کو تو ہم جنگی سامان کی فراہمی اور دیگر ضروریات میں خرچ کر چکے ہیں اب اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ کنانہ کی باتوں سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے حضور ﷺ نے اس سے اتمام حجت کی غرض سے فرمایا کہ اگر اس کے بعد اس کے خلاف ظاہر ہوا تو (میرا یہ فیصلہ ہے کہ) تمہارا خون مباح ہو گا اور تمہیں امان نہیں ہو گی۔ کنانہ نے بے دھڑک ہو کر کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس بات پر گواہ بنا لیا گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے کنانہ کے بارے میں اس فیصلے کو سن کر خیبر کے ایک شخص نے اس سے کہا کہ محمد (ﷺ) جو کچھ تم سے طلب کرتے ہیں اگر تمہارے پاس ہے اور تم جانتے

Marfat.com

ہو کہ وہ کہاں ہے تو ان کو بتا دو ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس پر سے مطلع فرما دے گا اور تو ذلیل ہو گا اور تیرے بارے میں جو فیصلہ ہو چکا ہے اس پر ضرور عمل ہو گا کنانہ نے اس شخص کی بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور اپنی ضد پر قائم رہا۔

روایت میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے آگاہ فرما دیا کہ کنانہ کا خزانہ کہاں ہے چنانچہ آپ ﷺ نے کنانہ کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ آسمانی خبر کے مطابق تم جھوٹے نکلے اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس ویرانہ میں بھیجا اور مسلمان زمین کو کھود کر وہاں سے خزانہ نکال لائے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی نے حاضر ہو کر کہا کہ میں نے کنانہ کو روزانہ صبح کے وقت اس ویرانے میں چکر لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے کنانہ سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اگر خزانہ تمہارے پاس سے برآمد ہوا تو تم مارے جاؤ گے۔

کنانہ نے اثبات میں جواب دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا انہوں نے ویرانہ کھود کر خزانہ نکال لیا چنانچہ کنانہ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کے کیے گئے فیصلے پر عمل درآمد کا وقت آ گیا۔ کنانہ جس کے سابقہ جرائم انتہائی سنگین تھے اور اس نے ہی لڑائی کی آگ بھڑکائی تھی اور اس نے محاصرے کے دنوں میں حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا چنانچہ حضور ﷺ کے کنانہ کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا کہ وہ اس کو اپنے بھائی محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے عوض قتل کر دیں اس طرح کنانہ کے بارے میں کیے گے حضور ﷺ کے فیصلے پر عمل کرتے ہوئے کنانہ کو قتل کر دیا گیا۔ (معارج النبوت۔ پیارے نبی ﷺ کے پیارے فیصلے)

عہد شکنی کی سزا:

مسلمانوں کو غزوہ بدر میں فتح ہوئی اور کفار کے بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان قیدیوں میں ابو عزہ بھی تھا جو کہ شاعر تھا اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی غربت اور بے کسی کا واویلا کرتے ہوئے التجا کی کہ میری پانچ لڑکیاں ہیں اگر آپ مجھے آزاد فرما دیں تو

Marfat.com

میں کبھی بھی مسلمانوں کے مقابلے پر جنگ کے لیے نہیں آؤں گا اور کسی شخص کو آپ کے ساتھ لڑنے کے لیے نہیں ابھاروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر احسان فرمایا اور اسے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد جب حضور نبی کریم ﷺ غزوہ حمرۃ الاسد کے لیے نکلے اور اس مقام پر پڑاؤ کیا تو مسلمانوں نے دو مخالفین کو پکڑ کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ ان میں ایک یہی ابوعزہ شاعر بھی تھا حالانکہ حضور ﷺ نے اسے اس شرط پر آزاد فرمایا تھا کہ وہ دوبارہ مسلمانوں کے مقابلہ میں نہیں آئے گا۔

چونکہ اس بدبخت نے عہد شکنی کی تھی اس لیے حضور ﷺ نے اس کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے اسے قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ اگرچہ اس نے بڑی آہ زاری کی بہت رویا اور فریاد کی کہ مجھ پر دوبارہ احسان فرمائیں اور آزاد کر دیں۔ مگر حضور ﷺ نے قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ''مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا' تم مکہ میں جاؤ گے اور حجرہ میں بیٹھ کر داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہو گے کہ میں نے محمد (ﷺ) کو دو مرتبہ دھوکہ دیا۔ اس کے بعد حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق اس کی گردن اڑا دی۔

دوسرا شخص جو مسلمانوں نے گرفتار کیا وہ معاویہ بن مغیرہ تھا اس کی سفارش حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کی۔ حضور ﷺ نے اسے امان دے دی اس شرط پر کہ وہ تین دن سے زیادہ مدینہ طیبہ میں قیام نہ کرے تین دن کے بعد جس شخص کو بھی یہ مدینہ منورہ میں مل جائے وہ اسے قتل کر دے۔ حضور ﷺ نے معاویہ بن مغیرہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا۔ تین دن گزر گئے اور معاویہ بن مغیرہ مدینہ منورہ میں ہی رہا اور باہر نہ گیا جب چوتھا دن ہوا تو وہ اپنی جان کے خوف سے ایک کونے میں جا کر چھپ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمارہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے معاویہ بن مغیرہ کو وہاں سے نکال کر قتل کر دیا۔

(پیارے نبی ﷺ کے پیارے فیصلے)

Marfat.com

عامل کے متعلق حکم:

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے بنی اسد میں سے ایک شخص کو جس کو ابن اللشبیہ کہا جاتا تھا عامل بنا کر بھیجا جب وہ واپس آیا تو کہا کہ یہ (مال) آپ کے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہدیہ ہوا ہے۔ (یعنی لوگوں نے مجھے بھی ہدیے دیے ہیں) حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا' اس عامل کا حال ہے جس کو ہم بھیجتے ہیں اور وہ آ کر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ کے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہے وہ اپنے ماں یا باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا دیکھتا کہ اُسے ہدیہ کیا جاتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایسا شخص قیامت کے دن اس چیز کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اور اگر اونٹ ہے تو وہ چلائے گا اور گائے ہے تو وہ باں باں کرے گی اور بکری ہے تو وہ میں میں کرے گی۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک کو اس قدر بلند فرمایا کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہونے لگی اور اس کلمہ کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ آگاہ (رہو) میں نے پہنچا دیا۔ (بخاری شریف)

☆☆☆

Marfat.com

بچوں کے ساتھ شفقت کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ بچوں کے ساتھ بھی خصوصی طور پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت کے بہت سے واقعات احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

کھجوروں پر پتھر نہ مارا کرو:

حضرت رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کے چچا بیان فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں انصار کے نخلستان میں جاتا اور درختوں پر پتھر مارتا۔ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' لڑکے! تو درختوں پر پتھر کیوں مارتا ہے؟ میں نے کہا' کھجوریں کھانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' پتھر نہ مارا کرو جو کھجوریں نیچے گری ہوں وہ کھالیا کرو۔ پھر حضور ﷺ نے میرے سر پر شفقت سے اپنا دست مبارک پھیرا اور یوں دعا فرمائی، اے اللہ اس کا پیٹ بھردے۔

نواسی سے شفقت ومحبت:

حضور نبی کریم ﷺ اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا جو کہ آپ کی صاجزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے تھیں بہت شفقت ومحبت فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ ان کو دوش مبارک پر بیٹھا کر مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے تھے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر ایک حلہ بھیجا جس کے ساتھ سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی جس میں حبشی نگینہ جڑا ہوا تھا حضور ﷺ نے وہ انگوٹھی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمادی۔

Marfat.com

اسی طرح ایک مرتبہ ایک بہت ہی خوبصورت سونے کا ہار کسی نے حضور ﷺ کو نذر کیا جس کی خوبصورتی کو دیکھ کر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن حیران رہ گئیں آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا کہ میں یہ ہار اس کو دوں گا جو میرے گھر والوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تمام ازواج مطہرت نے خیال کرلیا کہ یقیناً یہ ہار حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائیں گے مگر حضور ﷺ نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو قریب بلایا اور اپنی پیاری نواسی کے گلے میں اپنے دست مبارک سے یہ ہار ڈال دیا۔ (زرقانی جلد سوم ص 297)

نواسے سے شفقت ومحبت:

حضور نبی کریم ﷺ اپنے پیارے نواسوں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بھی بہت شفقت ومحبت فرمایا کرتے تھے ایک روز آپ ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جبکہ وہ بچے تھے۔ اپنے دوش مبارک پر بٹھا لیا راستے میں ایک صحابی ملے اور انہوں نے جو امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے کندھے پر دیکھا تو کہنے لگے، اے بچے! بڑی اچھی سواری پر سوار ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا' اور سوار بھی تو بڑا اچھا ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

نواسوں کا رونا:

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ جلدی سے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ!) انہیں پیاس لگ رہی ہے اور اس وقت یہاں پانی موجود نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' انہیں ادھر لاؤ۔ چنانچہ حضور ﷺ نے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دی اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی زبان چوسنا شروع کی اور ان کی پیاس ختم ہوگئی اور وہ چپ ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور ان کے منہ میں بھی زبان ڈال دی اور وہ بھی زبان مبارک چوس کر سیر ہوگئے اور چپ ہوگئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص 681)

Marfat.com

بچیوں پر ظلم کے ذکر سے رو پڑے:

زمانہ جاہلیت میں عرب کا رواج تھا کہ بعض عرب غربت و افلاس کے خوف سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے چنانچہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ہم اہل جاہلیت اور بت پرست تھے اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے میرے ہاں ایک لڑکی تھی میں نے اسے بلایا وہ خوشی خوشی میرے پیچھے ہو لی جب میں اپنے اہل کے ایک کنویں پر پہنچا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں گرا دیا وہ ابا ابا کہتی تھی۔ یہ سن کر رسول کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ واقعہ مجھے پھر سناؤ۔ اس شخص نے دہرایا تو آپ ﷺ اتنا روئے کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہو گئی (مسند دارمی ص 1)

ہر بچے سے پیار:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے پیچھے نماز ظہر پڑھی نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ دولت خانہ کو تشریف لے گے میں آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا راستے میں بچے ملے آپ ﷺ نے ہر ایک کے رخساروں پر دست شفقت پھیرا اور میرے رخساروں پر بھی پھیرا۔ میں نے آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ نے ﷺ اپنا دست مبارک عطار کے صندوقچہ سے نکالا تھا۔ (مسلم شریف)

شیر خوار بچے کو گود میں بٹھا لیا:

ایک روز اُم قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا اپنے شیر خوار بچے کو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں لائی آپ ﷺ نے اس بچہ کو اپنی گود میں بٹھا لیا اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ ﷺ نے اس پر پانی بہا دیا اور کچھ نہ کہا۔

(بخاری شریف)

بچوں کو اپنے ساتھ سوار کیا:

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ ﷺ کے اہل بیت کے بچے خدمت میں لائے جاتے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ ﷺ کسی سفر سے تشریف لائے تو مجھے خدمت میں لے گئے آپ ﷺ نے مجھے اپنے آگے سوار کر لیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو لڑکوں میں سے ایک لائے گئے آپ ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کر لیا اس طرح تینوں ایک سواری پر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔

(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

اسی طرح فتح مکہ کے روز جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں حضرت قثم رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر آگے پیچھے بٹھا لیا۔ (بخاری شریف)

بچوں کو چومنا اور پیار کرنا:

ایک روز حضور ﷺ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے تھے۔ اقرع بن حابس تمیمی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے دیکھ کر کہنے لگے کہ میرے دس لڑکے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا''

ایک بدوی نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ آپ بچوں کو چومتے ہیں ہم نہیں چومتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (بخاری شریف)

اسے کھیلنے دو:

حضرت اُم خالد بنت خالد بن سعید بن عاص قرشیہ امویہ رضی اللہ عنہا کے والدین ہجرت کر کے حبشہ میں چلے گئے تھے ان کی ولادت وہیں پر ہوئی اور لڑکپن میں وہاں سے مدینہ طیبہ آ گئیں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی ہوئی۔ بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز میں اپنے والد کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میرے بدن پر زرد رنگ کا کپڑا تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا' سنہ (حبشی زبان میں اچھے کو کہتے ہیں) میں خاتم نبوت سے کھیلنے لگی میرے والد نے مجھے جھڑک دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کھیلنے دو۔ پھر تین مرتبہ (مجھ سے) فرمایا تو اس کو پہن کر پرانا کرے۔ (بخاری شریف)

حضرت اُم خالد رضی اللہ عنہا مزید بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس

Marfat.com

کپڑے آئے ان میں ایک سیاہ چادر تھی جس میں دونوں طرف آنچل تھے۔ حضور ﷺ نے حاضرین سے پوچھا، کہ یہ چادر کس کو اوڑھاؤں۔ کسی نے جواب نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' اُم خالد کو لاؤ۔ مجھے لے گئے تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے وہ چادر مجھے اوڑائی اور دو مرتبہ فرمایا' تو اُسے پہن کر پرانی کرے۔ آپ ﷺ چادر کی بوٹیاں دیکھ رہے تھے اور دست مبارک سے میری طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے۔ یہ سنہ ہے' یہ سنہ ہے (یعنی اچھی ہے)(بخاری شریف)

بچوں کو پھل عطا فرماتے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ فصل کا کوئی پھل پک جاتا تو لوگ اسے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا کرتے آپ ﷺ اس پر یہ دعا پڑھتے ''اے اللہ! ہمیں اپنے مدینہ میں اور اپنے پھل اور اپنے مد میں اور اپنے صاع میں برکت دے۔'' اس دعا کے بعد جو بچے حاضر خدمت ہوا کرتے ان میں سے سب سے چھوٹے بچے کو وہ پھل عنایت فرماتے۔ (مسلم شریف)

بچے کے حق میں دُعا:

انصار کا ایک بچہ حضور نبی کریم ﷺ کے راستہ میں بیٹھا رہتا جب آپ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے تو وہ بھی پیچھے پیچھے جاتا حضور ﷺ نماز شروع فرماتے تو وہ آپ ﷺ کے نعلین پاک اُٹھاتا اپنے کپڑے سے صاف کرتا۔ جب حضور ﷺ نماز کی ادائیگی کے بعد واپس آتے تو وہ انتہائی ادب واحترام سے آپ ﷺ کے سامنے رکھتا پہلے دایاں پاؤں پیش کرتا پھر بایاں سامنے رکھتا۔

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میں انصار میں سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تم کو یہ کام کس نے سکھایا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کسی نے نہیں سکھایا میں نے دل سے چاہا کہ آپ اس طرح مجھ پر خوش ہوں گے یہ سُن کر حضور ﷺ نے دست مبارک دراز فرمائے اور دعا کی، اے اللہ! اس بچے نے میری خوشی حاصل کرنے کی غرض سے سب کچھ کیا ہے اسے دنیا و

Marfat.com

آخرت میں خوش رکھ۔

نماز کو مختصر کر دینا:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میں نماز کے لیے آتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ لمبی نماز پڑھوں پھر کسی بچہ کے رونے کی آواز کان میں آتی ہے تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ نماز لمبی کر کے بچہ کی ماں کو زحمت میں ڈالوں۔ (بخاری شریف)

بچوں کو سلام کرنے کا معمول:

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ آپ راستے میں چلتے ہوئے سب کو سلام کرنے میں پہل فرماتے تھے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ سلام میں سبقت فرماتے تھے اور بوڑھے ہوں یا بچے سب کو آپ ﷺ پہلے سلام کرتے تھے چنانچہ اپنے اس معمول کے مطابق حضور ﷺ نے لڑکوں کو سلام کیا۔ ان تمام لڑکوں میں سے صرف ایک میں تھا جس نے حضور ﷺ کو سلام کا جواب دیا۔ حضور ﷺ نے مجھے (پاس) بلایا اور پیار سے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا ”اللہ تجھے برکت دے“ پس حضور ﷺ کے دست مبارک کا یہ اعجاز ہے کہ میرے سر کے بال سفید نہیں ہوتے۔ (طبرانی)

بچوں کے لیے لعاب دہن مبارک:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ بچوں کو بلا کر پیار کرتے اور ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے خصوصاً دودھ پیتے بچوں کے منہ میں لعاب دہن ڈال دیتے اور ان کی ماؤں سے فرماتے کہ شام تک ان کو دودھ نہ دینا۔ چنانچہ ان بچوں کو وہ لعاب دہن کافی ہوتا اور شام تک دودھ کی حاجت محسوس نہ ہوتی تھی۔ (ابو نعیم، دلائل النبوت۔ ضیاء النبی ﷺ جلد 5 ص 672)

حضور ﷺ نے بغل مبارک میں لے لیا:

حضرت حبیب بن ابی حروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنے والد کے ہمراہ تھا

Marfat.com

جب رسول کریم ﷺ نے ماعز بن مالک اسلمی کو رجم کرنے کا حکم فرمایا، جب انہیں پتھر لگے تو میں خوفزدہ ہو گیا قریب تھا کہ میں گر پڑتا رسول کریم ﷺ نے مجھے اپنی بغل مبارک میں لے لیا نبی کریم ﷺ کی بغل مبارک سفید اور خوشبودار تھی۔ آپ ﷺ کی بغل مبارک سے پسینہ ٹپک رہا تھا تو وہ کستوری کی مانند خوشبودار تھا۔

(مسلم شریف۔ سنن دارمی، زرقانی علی المواہب جلد چہارم ص 187)

☆☆☆

Marfat.com

غلاموں کے ساتھ شفقت کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ غلاموں کے ساتھ شفقت فرمایا کرتے اور دوسروں کو بھی غلاموں کے ساتھ شفقت اور حسن سلوک کرنے کی تلقین فرماتے چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے صحن کعبہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا'

''میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور انہیں تکلیف نہ دو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ان کے پہلو میں بھی ایسا دل ہے، جو تکلیف سے رنجیدہ ہوتا اور آرام سے خوش ہوتا ہے؟ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان کی دل نوازی نہیں کرتے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم انہیں حقیر سمجھتے ہو اور ان کے حقوق کا احترام نہیں کرتے۔ کیا یہ جاہلیت کا غرور نہیں؟ بے شک یہ ظلم ہے اور ناانصافی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان کو کوئی حیثیت حاصل نہ تھی۔ وہ جانوروں سے بدتر سمجھے جاتے تھے۔ امرائے وقت اور رؤسائے قبائل ہر جگہ اور ہر مقام پر عزت و عظمت کے مالک بنے ہوئے تھے خدا کے بندوں نے اس بات کو بالکل فراموش کر دیا تھا کہ انسان ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہیں اہل خدمت بھی انصاف کے مستحق ہیں۔

مجھے وہ زمانہ یاد ہے جب امرائے وقت اور رؤسائے قبائل اپنے آپ کو مرتبہ انسانیت سے بالاتر سمجھتے اور اپنی معصومیت کا ڈھنڈورا پیٹتے تھے ان کے نزدیک خادموں کی زندگی کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ اپنے آقاؤں کی خدمت کریں اور ان کا ظلم سہیں۔ آقاؤں کے حضور میں غلاموں کا بیٹھنا ممنوع، ان کے سامنے بولنا گناہ اور ان کے فعل پر ادنیٰ سا اعتراض بھی موجب قتل تھا۔ لیکن اسلام نے اس رسم کو مٹا کر جاہلانہ غرور کا خاتمہ کر دیا۔

اے لوگو! میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ تمہارے رب کا فرمان ہے کہ تم میں زیادہ بزرگ وہ

Marfat.com

ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ تم جانتے ہو کہ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گے تھے۔ پھر وجہ غرور کیا ہے؟ یاد رکھو اسلام کی نظر میں کوئی مرتبہ انسانیت سے بالاتر نہیں۔ اس کے نزدیک آقا اور غلام، بلند و پست اور امیر و غریب سب برابر ہیں۔ ہاں اس کی نظر میں اگر کوئی چیز امتیاز کا باعث ہوسکتی ہے تو وہ تقویٰ اور حسنِ عمل ہے۔

جب حقیقت یہ ہے تم کیوں اپنے خادموں کو حقیر جانتے ہو؟ میں نے دیکھا کہ جب کوئی خادم اپنے آقا سے بات چیت کرنا چاہتا ہے تو آقا کا چہرہ مارے غضب کے درندوں کی طرح خونخوار ہو جاتا ہے اور وہ کسی طرح اپنے غیض و غضب کو روک نہیں سکتا۔ اگر یہ جاہلیت کا اثر نہیں تو کیا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ وہ غلام اپنے آقا سے بہتر ہو اور ممکن ہے اس کا عمل خدا کے نزدیک مقبول ہو۔

اے لوگو! انسانیت کی آنکھ اس نظارے کو بھول نہیں سکتی جب جہالت کی حکومت تھی۔ نفس پرستی اپنی پوری شدت کے ساتھ انسانوں پر قبضہ کیے ہوئے تھی۔ میں نے وہ بھی دیکھا ہے۔ جب غلاموں کے ساتھ وحشیانہ اور ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا اور ان جانوروں سے بدتر خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن خدائے قدوس نے ان پر رحم کیا۔ ان کے حقوق ظاہر کیے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت کی۔ میں اپنے رب کے فرمان کے مطابق تم سے کہتا ہوں کہ تم ان کو اپنا بھائی سمجھو۔ ان سے اتنا ہی کام لو جتنا وہ آسانی سے کرسکیں۔ ان کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا اپنے عزیزوں کے ساتھ کرتے ہو۔ ان کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ جو بات اپنے لیے ناپسند کرتے وہ ان کے لیے بھی ناپسند کرو اور ان کو ذلیل نہ جاؤ۔ جب تم سفر میں جاؤ اور ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ تو ان کے آرام کا خیال رکھو۔ اگر تمہارے ساتھ سواری ہو تو کچھ فاصلے تک تم سوار ہو جاؤ اور کچھ فاصلے تک ان کو سوار ہونے کی اجازت دو۔ وہ انسان ہونے کے لحاظ سے تم سے کچھ کم نہیں جیسا دل تمہارے پہلو میں ہے ویسا ہی ان کے پہلو میں بھی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے زیدؓ کو آزاد کر کے اس کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن سے کیا اور بلالؓ کو مؤذن مقرر کیا یہ اس لیے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں۔

Marfat.com

اور تم شاہد ہو کہ انسؓ میرے پاس رہتا ہے میں اسے حقیر نہیں سمجھتا اگر وہ کام نہیں کرتا تو میں یہ نہیں کہتا کہ تو نے کیوں نہیں کیا۔ اگر اتفاقاً اس سے نقصان ہو جاتا ہے تو میں اسے تنبیہ نہیں کرتا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ کھانا کھاتے وقت خدمت گار..................کو بھی اپنے ساتھ بٹھالینا چاہیے۔ اگر وہ اس بات کو منظور نہ کرے تو اس میں سے اسے بھی کچھ دینا چاہیے۔ تمہارے غلاموں میں سے کوئی قصور کرے تو اسے دن میں ستر دفعہ معاف کرو۔ کیونکہ جس کے تم غلام ہو۔ وہ ہزاروں دفعہ تمہارے قصور معاف کرتا ہے۔ یاد رکھو جو شخص اپنے غلام کو ایسے امر کی تہمت لگائے گا جو اس میں نہیں ہے، تو قیامت کے دن حق تعالیٰ اسے سخت سزا دے گا اور میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں وہ اضطراری طور پر تمہارے ماتحت ہیں پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو اسے چاہیے کہ جو کھانا خود کھائے وہی اسے کھلائے جیسا کپڑا خود پہنے ویسا ہی اسے پہنائے اور اس سے ایسی مشقت نہ لے جو اس کی طاقت سے باہر ہو والسلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہٗ'' (کنز المعارف ص 94)

اہل بیت میں شمار:

حضور نبی کریم ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ سے اس قدر محبت و عقیدت تھی کہ جو کچھ حضور ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھتے اور زبان مبارک سے ایک مرتبہ سُن لیتے اس پر ہمیشہ عمل کرتے جس بات میں آقا علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی کا ذرا بھی پہلو نکلتا اس سے ہمیشہ بچتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل بیت کے لیے دعا فرمائی تو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے پوچھا' کیا میں بھی اہل بیت میں ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ہاں، جب تم دوسرے دروازے کی چوکھٹ پر نہ کھڑے ہو یا کسی امیر کے پاس سوال کرنے نہ جاؤ۔ اس ارشاد کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کیا یہاں تک کہ اگر سواری کی حالت میں کوڑا بھی ہاتھ سے چھوٹ کر گر جاتا تو خود اتر کر اٹھاتے کسی دوسرے کو اٹھانے کے لیے نہ کہتے۔ (تہذیب التہذیب جلد دوم ص 31۔ غلامان اسلام ص 2)

Marfat.com

غلام کی کفالت:

حضرت زنباع رضی اللہ عنہ کے ایک غلام تھے غلام سے کوئی ایسا قصور سرزد ہو گیا جس پر غصہ میں آ کر حضرت زنباع رضی اللہ عنہ نے غلام کی ناک کاٹ ڈالی۔ غلام شکایت لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے حضرت زنباع رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا' تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے جرم کی نوعیت بتائی اور پورا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے غلام سے فرمایا' جا تو آزاد ہے۔ غلام نے کہا' اب میرا کفیل کون ہو گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تیرے کفیل ہیں۔

پھر جب حضور ﷺ انتقال فرما گئے تو وہ غلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا' تجھ کو اور تیرے بال بچوں کو گزارا دیا جائے گا اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو غلام نے ان سے بھی وہی کہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بے شک تجھے وظیفہ دیا جائے گا بتا اب تو کہاں رہنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ غلام نے کہا' مصر میں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مصر کے گورنر کو لکھ دیا کہ اس غلام کو زمین کا ایک ٹکڑا دے دیا جائے تا کہ یہ اس کا پھل کھا سکے۔ (اسلام میں غلامی کی حقیقت ص 148)

ایک عورت کا رونا:

ایک جنگ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چند غلام لائے گئے۔ حضور ﷺ انہیں تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک عورت کو دیکھا جو رو رہی تھی آپ ﷺ نے اسے بلایا اور رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھے میرے بیٹے سے جدا کر دیا گیا ہے آپ کے ایک صحابی نے میرے بیٹے کو بنی عیس کے علاقہ میں فروخت کر دیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا! اس کا بیٹا اتنا کمزور تھا کہ وہ سفر نہیں کر سکتا تھا وہ اس کے ساتھ چلنے سے معذور تھا میں نے اسے وہاں پر ہی بیچ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم ابھی جاؤ اور اس کے بیٹے کو لے کر واپس آؤ۔ چنانچہ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ گئے اور اس عورت کے بیٹے کو ان لوگوں سے خرید کر مدینہ منورہ لے آئے اور اس عورت کے سپرد کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ماں بیٹے کو جدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت

Marfat.com

کے دن دوستوں سے جدا کر دے گا۔

(پیارے نبی ﷺ کے پیارے اخلاق)

غلام کو بُرا بھلا نہ کہو:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عجمی غلام کو برا بھلا کہا اس نے رسول کریم ﷺ سے شکایت کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' ابو ذر! تم میں جاہلیت ہے وہ تمہارے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر فضیلت دی ہے ان میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اسے بیچ دو اور خلق خدا کو عذاب نہ دو (ابوداؤد شریف)

غلام کو تھپڑ نہ مارو:

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے غلاموں کے منہ پر تھپڑ مارے اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔ حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سات بھائی تھے ہمارے ہاں صرف ایک خادمہ تھی ہم میں سے ایک نے اس کے منہ پر تھپڑا مارا۔ رسول کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ خادمہ کو آزاد کر دو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہمارے ہاں صرف یہی ایک خادمہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' وہ خدمت کرتی رہے یہاں تک کہ بے نیاز ہو جائیں۔ جب ضرورت نہ رہے تو اسے آزاد کر دیں۔ (ابوداؤد شریف۔ مشکوۃ شریف)

اختیار کی بات:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مارتا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی، ابو مسعود! جان لو کہ تم کو جس قدر اس غلام پر اختیار ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو تم پر اختیار ہے۔ میں نے مڑ کر جو دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' دیکھو! اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تم کو جلاتی۔

(مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف)

Marfat.com

غلاموں کو آزاد کر دیا گیا:

8ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی فوج کے ہمراہ طائف کا محاصرہ کیا اور مشرکین کے جتنے غلام آپ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے ان سب کو آزاد کر دیا اور پھر ان آزاد کردہ غلاموں کو ایک ایک مسلمان کے سپرد کر دیا کہ وہ ان کے اخراجات کے متحمل ہوں۔ چنانچہ حضرت ابو بکرہ حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے جناب وردان حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کے۔ جناب نیال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جناب یسار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے اور جناب ابراہیم حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئے اور ان کے بارے میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ان کو قرآن حکیم پڑھائیں اور دین کی تعلیم دیں۔

جب بنو ثقیف کے لوگوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے زعما نے چاہا کہ ان آزاد کردہ غلاموں کو ان کی غلامی میں واپس دے دیا جائے۔ مگر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' یہ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں اب ان پر کوئی زور نہیں چل سکتا۔ (زرقانی۔ مواہب لدنیہ جلد سوم)

☆☆☆

Marfat.com

بڑوں کی تعظیم کرنے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ بھی معمول تھا کہ آپ ﷺ ہر ایک کے ساتھ تواضع وادب کے ساتھ پیش آتے تھے بڑوں کی تعظیم فرماتے اور دوسروں کو بھی اس بات پر عمل کرنے کی تلقین و ارشاد فرماتے آپ ﷺ نے کبھی کسی کی بات نہیں کاٹی ہر ایک کی بات کو پوری توجہ کے ساتھ سنتے اگر کوئی بات کرتے وقت آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ لیتا تو آپ اُسے کبھی نہ چھڑاتے۔ بڑوں کی تعظیم کرنا آپ ﷺ کے معمولات میں شامل تھا اور کبھی بھی کوئی واقعہ آپ ﷺ کے اس معمول کو تبدیل نہ کر سکا۔ حضور ﷺ دوسروں سے بھی یہ توقع رکھتے تھے کہ وہ بڑوں کی تعظیم کریں۔

وہ ہم میں سے نہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھا شخص حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنا چاہتا تھا لوگوں نے اس کے لیے جگہ دینے میں تاخیر کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا "جس نے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کی تعظیم نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" (ترمذی شریف)

بوڑھے مسلمان کا احترام کرنا:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "بوڑھے مسلمان کا احترام کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت ہے اور اُس حافظ قرآن کا (احترام کرنا بھی کہ) جو نہ زیادتی کرے اور نہ کمی اور انصاف پسند بادشاہ کا۔" (ابوداؤد شریف)

Marfat.com

اپنی چادر مبارک بچھادی:

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو مقام جعرانہ میں گوشت تقسیم کرتے ہوئے دیکھا کہ اچانک وہاں پر ایک عورت آئی اور حضور نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچی۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئی میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی ماں ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ (ابوداؤد شریف)

بڑھاپے کی وجہ سے تعظیم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

”جس جوان نے بوڑھے کی تعظیم اس کے بڑھاپے کی وجہ سے کی اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایسا شخص مقرر فرمائے گا جو بڑھاپے میں اس کی تعظیم کرے۔“ (ترمذی شریف)

بڑوں کے ساتھ برکت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا‘

”برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔“ (مستدرک حاکم)

بڑوں کی تعظیم نہ کرنے والا:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا‘

”جو شخص ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری اُمت میں سے نہیں ہے۔“ (مسند احمد۔ طبرانی، مجمع الزوائد)

بڑھاپا مسلمان کا نور ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سفید بالوں کو نوچنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ بڑھاپا مسلمان کا نور ہے۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

رضاعی والدین کی تعظیم:

حضرت عمر بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی والد یعنی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے کا ایک حصہ ان کے لیے بچھا دیا اور وہ اس پر بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ نے اپنے کپڑے کا باقی حصہ ان کے نیچے بچھا دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تشریف لائے تو آپ نے ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہمیشہ کپڑا وغیرہ بھیجتے رہتے تھے۔ یہ ابو لہب کی لونڈی تھیں اور چند دنوں تک حضور کو انہوں نے بھی دودھ پلایا تھا۔ (کتاب الشفا جلد اول ص 75)

حضرت ابو قحافہ کا اکرام:

فتح مکہ کے دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بوڑھے والد حضرت ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا' ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ان کو بڑھاپے میں کیوں تکلیف دی میں خود ان کے پاس گھر آ جاتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر زیادہ حق بنتا ہے کہ یہ آپ کے پاس چل کر آئیں۔ بجائے اس کے کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینہ پر دست مبارک پھیر کر ارشاد فرمایا' آپ مسلمان ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ (مسند احمد، طبرانی، مجمع الزوائد)

بڑوں کی تعظیم کرنے کی وصیت:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اسے مسلمانوں کی جماعت کے بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے بڑوں کی تعظیم کرے ان کے چھوٹوں پر رحم

Marfat.com

کرے، ان کے علماء کی عزت کرے ان کو ایسا نہ مارے کہ ان کو ذلیل کر دے، ان کو ایسا نہ ڈرائے کہ ان کو کافر بنا دے، ان کو خصی نہ کرے کہ ان کی نسل کو ختم کر دے اور اپنا دروازہ ان کی فریاد کے لیے بند نہ کرے کہ اس کی وجہ سے قوی لوگ کمزوروں کو کھا جائیں یعنی ظلم عام ہو جائے۔ (بیہقی)

مسلمان کا ایک بال سفید ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سفید بالوں کو نہ اکھیڑا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن نور کا سبب ہوں گے۔ جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے یعنی جب کسی مسلمان کا ایک بال سفید ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ (ابن حبان)

بوڑھی عورت کی تعظیم:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بوڑھی عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جبکہ آپ ﷺ میرے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا' میں جثامہ مدنیہ ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' تمہارا کیا حال ہے! ہمارے (مدینہ آنے کے) بعد تمہارے حالات کیسے رہے؟ انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! سب خیریت رہی۔ جب وہ چلی گئیں تو میں نے عرض کیا' اس بڑھیا کی طرف آپ نے اتنی توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی زندگی میں ہمارے پاس آیا کرتی تھیں اور پرانی جان پہچان کی رعایت کرنا ایمان (کی نشانی) ہے۔ (الاصابہ)

رضاعی چچا کی تعظیم:

حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا اور ابھی پندرہ دن ہی مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبائل نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے اور حملہ کرنے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے۔ چنانچہ اس اطلاع پر حضور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

فوری طور پر ایک لشکر ہمراہ لے کر حنین کی طرف متوجہ ہوئے۔ غزوہ حنین میں زبردست لڑائی ہوئی۔ چار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش کیا۔ جبکہ مشرکین کے ستر افراد مارے گئے اور ان کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ بنو ثقیف تو بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہو گئے اور بنو ہوازن قیدی بنا لیے گئے۔ حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ قیدیوں اور مال غنیمت کو مقام جعرانہ میں لے جا کر رکھا جائے اور ان کی نگرانی کی جائے تاکہ فرصت کے وقت تقسیم کی جائے۔

پھر جب حضور نبی کریم ﷺ جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم فرما چکے تو ہوازن کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور باقی قوم کے قبول اسلام کی خبر بھی دی ان میں ابو برقان بھی تھے چونکہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سے حضور ﷺ کے رضاعی چچا تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی بہت تعظیم فرمائی اور لطف و کرم سے پیش آئے ان کے ساتھ جناب زبیر بن سرو سعدی بھی تھے وہ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہم پر جو افتاد پڑی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اب ہم پر احسان و کرم فرمایئے ہم آپ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے اموال اور قیدی واپس فرما دیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا' میں تو غنائم کی تقسیم کر چکا ہوں (اور قیدیوں کے بارے میں بھی فیصلہ ہو چکا ہے) میں تو اس انتظار میں رہا کہ تم لوگ آؤ اور اس بارے میں گفتگو کرو مگر تم نے دیر کی اور نہیں آئے اب میں کیا کر سکتا ہوں میرے ساتھ وہ لوگ (بھی) ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو۔ (جنگ حنین میں مسلمانوں کے ساتھ بنو سلیم اور دیگر قبائل کے ایسے لوگ بھی شامل تھے جن میں سے کچھ تو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور بعض نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا) لہٰذا میرے نزدیک سب سے محبوب بات یہ ہے کہ سچ بولا جائے (اس لیے) دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو اموال یا قیدیوں میں سے صرف ایک ہی مانی جائے گی تو انہوں نے کہا کہ ہم اہل و عیال کو چھوڑ کر اونٹ، بکریوں اور نقدیوں کی کیا بات کریں ہم اپنے قیدی چھڑانا چاہتے ہیں۔

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس قدر بنی ہاشم کے حصے میں ہیں (ایک روایت میں آتا ہے کہ جس قدر بنو عبدالمطلب کے پاس ہیں) ہم تمہیں واپس کرتے ہیں اور تمہاری

Marfat.com

خاطر دیگر لوگوں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی اپنے حصے سے دستبردار ہو جائیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد تم کھڑے ہو جانا اور مجھے مسلمانوں کے لیے شفیع بنا کر کہنا کہ ہمارے بچے اور عورتیں ہمیں واپس کر دیں۔ اس کے بعد میں بھی مسلمانوں سے تمہارے لیے سفارش کروں گا چنانچہ ہوازن کے لوگوں نے آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق عمل کیا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی پھر ارشاد فرمایا' اے مسلمانو! تمہارے بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں اور اسلام قبول کر لیا ہے اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دیے جائیں پس جو شخص تم میں سے خوشی کے ساتھ ایسا کرنا چاہے وہ کرے اور جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ اپنے حصے پر رہے حتیٰ کہ ہم اس کو اس کا حصہ پہلے مال غنیمت سے دیں گے جو اللہ تعالیٰ ہم کو عطا فرمائے گا تو وہ ایسا ہی کرے۔ اس بارے میں کسی پر جبر نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! ہم خوش ہیں اور آپ کے اس فیصلہ و سفارش کو قبول کرتے ہیں اس کے عوض اور بدلے کی خواہش نہیں رکھتے مہاجرین نے کھڑے ہو کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا جس قدر حصہ ہے ہم سب آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ انصار نے بھی اسی طرح کا مؤقف ظاہر کیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' میں تم لوگوں میں سے راضی اور غیر راضی کو نہیں جانتا اس لیے تم واپس جاؤ اور تمہارے لیڈر تمہارا معاملہ میرے سامنے پیش کریں اور اس معاملے میں مجھ سے گفتگو کریں۔ اس کے بعد لوگ چلے گئے اور ان کے سرکردہ سرداروں نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ سب لوگ آپ کے فیصلہ و سفارش پر راضی ہیں اور قیدیوں کو واپس کرتے ہیں۔ (سیرت ابن ہشام۔ معارج النبوت جلد سوم)

حبشی عورت کی تعظیم:

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ کی گلی میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک حبشی عورت نے آپ ﷺ کو رکنے کے لیے کہا۔ حضور ﷺ اُس عورت کے کہنے پر ٹھہر گئے اور اس کی خیریت دریافت فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ عورت کون

Marfat.com

ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا' یہ عورت مکہ مکرمہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھی اور اس کے بالوں کی کنگھی کیا کرتی تھی مجھے اس خدمت گزاری کا بڑا پاس ہے۔

(سیرت النبی ﷺ)

وفد کے سردار کی عزت افزائی:

جب وفد عبد قیس میں شریک لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے آنے سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ان کے لیے مجلس مبارک میں کشادگی پیدا کی گئی وہ سب بیٹھ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے بھی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی طرف دیکھا اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی پھر ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے جناب منذر بن عائذ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے جناب منذر بن عائذ کی عزت افزائی فرمائی، اُن کو اپنی طرف بٹھایا پھر اُن سے ان کے شہر کے بارے میں سوال کیا اور ان سے صفا و مقر اور اس کے علاوہ ہجر کے دیہات کے بارے میں بیان فرمایا تو منذر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہمارے دیہاتوں کے نام ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' میں نے تمہارے شہروں کا چکر لگایا ہے اور میرے لیے اس میں وسعت دی گئی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ انصار کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' اے جماعت انصار! اپنے بھائیوں کی عزت کرو یہ اسلام میں تمہارے ہی جیسے ہیں اور عادات و ظاہر میں تمہاری طرح ہیں یہ شوق و رغبت سے اسلام لائے ان پر جبر نہیں کیا گیا اور نہ ہی ڈرائے گئے ہیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ مدینہ طیبہ سے ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور وفد کے قائد کی عزت افزائی کرتے ہوئے اپنی چادر مبارک اس کے لیے بچھا دی پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا' جب کسی قوم کا معزز فرد تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔ اس کے بعد قائد کی خیریت دریافت فرمائی اور فرمایا کہ کیسے آنا ہوا؟ وفد کے قائد نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم اسلام قبول کرنے کے لیے

Marfat.com

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے وفد کے قائد سے بیعت لی اور پھر ساتھ ہی تمام وفد بھی اسلام لے آیا اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوا۔ وفد کے قائد کا نام حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا۔

تعظیم و احترام:

حضور ﷺ ارشاد فرمایا کرتے کہ جو لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں سفید بال رکھتے ہیں ان کا احترام کرنا چاہیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے دست مبارک چوما کرتے تھے۔ مگر حضور ﷺ منع نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس (کی تعظیم) کے لیے اٹھیں تو اُسے اپنا مقام جہنم مقرر کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ عجمیوں کی طرح ہر آنے والے کے لیے کھڑے نہ ہوا کرو البتہ اگر کوئی معزز مسلمان آئے تو اس کی تعظیم کے لیے اُٹھو اور اسے اچھی جگہ دو جو شخص ملاقات کے لیے آئے اس کا احترام کرو۔

(پیارے نبی ﷺ کے پیارے اخلاق)

☆☆☆

Marfat.com

سلام ومصافحہ کرنے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ سلام کرنے میں پہل فرماتے بچوں بڑوں سب کو سلام کرتے اور مصافحہ بھی فرماتے۔ اس سلسلے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا زیادہ حقدار وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔'' (ابوداؤد شریف)

اسی حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔'' (بیہقی)

حضور ﷺ کا معمول:

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ رات کو تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ سونے والے نہ جاگتے اور جاگنے والے سُن لیتے۔ (ترمذی شریف)

سلام کرنے کے آداب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

''چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔'' (بخاری شریف)

بیٹھے ہوؤں کو سلام:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم چند عورتیں بیٹھی تھیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ہم پر گزر ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

Marfat.com

آتے اور جاتے ہوئے سلام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا'

''جب تم میں سے کوئی مجلس میں جائے تو سلام کرے اس کے بعد بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے پھر جب مجلس سے اُٹھ کر جانے لگے تو پھر سلام کرے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے بڑھا ہوا نہیں ہے یعنی جس طرح ملاقات کے وقت سلام کرنا سنت ہے ایسے ہی رخصت ہوتے وقت بھی سلام کرنا سنت ہے۔'' (ترمذی شریف)

سلام سے نیکیاں:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے السلام علیکم کہا۔ آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا پھر وہ مجلس میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دس، یعنی ان کے لیے ان کے سلام کی وجہ سے دس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک اور شخص آئے اور انہوں نے السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہا۔ حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ شخص بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' بیس۔ یعنی ان کے لیے بیس نیکیاں لکھی گئیں پھر ایک تیسرے شخص آئے اور انہوں نے السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہا۔ حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ مجلس میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' تیس۔ یعنی ان کے لیے تیس نیکیاں لکھی گئیں۔ (ابوداؤد شریف)

گھر والوں کو سلام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' میرے پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو، یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے برکت کا باعث ہوگا۔

(ترمذی شریف)

اسی حوالے سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

Marfat.com

''جب تم کسی گھر میں داخل ہو تو اس گھر والوں کو سلام کرو اور جب (گھر سے) جانے لگو تو گھر والوں سے سلام کے ساتھ رخصت ہو۔''

(مصنف عبدالرزاق)

فرشتے سلام کا جواب دیتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا'

''سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اُتارا ہے لہٰذا اس کو آپس میں خوب پھیلاؤ کیونکہ مسلمان جب کسی قوم پر گزرتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے اور وہ اس کو جواب دیتے ہیں تو ان کو سلام یاد دلانے کی وجہ سے سلام کرنے والے کو اس قوم پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جواب نہیں دیتے تو فرشتے جو انسانوں سے بہتر ہیں اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔'' (بزار۔طبرانی۔ترغیب)

سلام کو خوب پھیلاؤ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک مومن نہ ہو جاؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے؟ (وہ یہ ہے کہ) آپس میں سلام کو خوب پھیلاؤ۔'' (مسلم شریف)

اسی حوالے سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''سلام کو خوب پھیلاؤ تا کہ تم بلند ہو جاؤ۔'' (طبرانی۔مجمع الزوائد)

Marfat.com

قیامت کی نشانی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'
''قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو صرف جان پہچان کی بنیاد پر سلام کرے۔'' (مسند احمد)

سب کی طرف سے سلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'
''گزرنے والی جماعت میں سے اگر ایک شخص سلام کرے تو ان سب کی طرف سے کافی ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہے۔''
(بیہقی)

سلام نہ کرنے والا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا'
''لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز وہ شخص ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہو یعنی دعا نہ کرتا ہو اور لوگوں میں سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے۔ (طبرانی۔مجمع الزوائد)

سلام کی تکمیل:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'
''سلام کی تکمیل مصافحہ ہے۔'' (ترمذی شریف)

ملاقات کے وقت مصافحہ:

قبیلہ عنزہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول کریم ﷺ ملاقات کے وقت آپ لوگوں سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا' میں جب بھی رسول کریم ﷺ سے ملا آپ ﷺ نے ہمیشہ مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ ایک دن

Marfat.com

آپ ﷺ نے مجھے گھر سے بلوایا میں اس وقت اپنے گھر پر نہیں تھا۔ جب میں گھر آیا اور مجھے بتایا گیا کہ حضور ﷺ نے مجھے بلوایا تھا تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپ ﷺ اپنی چارپائی پر تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے مجھے لپٹا لیا اور آپ ﷺ کا یہ معانقہ بہت خوب اور بہت ہی خوب تھا۔ (ابوداؤد شریف)

گناہوں کا جھڑ جانا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملتا ہے اس کا ہاتھ پکڑتا ہے یعنی مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے تیز ہوا چلنے کے دن سوکھے درخت سے پتے گرتے ہیں اور ان دونوں کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ ان کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''
(طبرانی۔ مجمع الزوائد)

اچھی عادت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اسلام کی کون سی عادت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''کھانا کھلانا اور واقف ناواقف کو سلام کرنا۔'' (بخاری شریف)

یہود ونصاریٰ کے سلام کا جواب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا'

''جب یہود تم کو سلام کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں السام وعلیک تو تم اس کے جواب میں وعلیک کہو۔ (یعنی وعلیکم السلام نہ کہو) سام کے معنی موت ہیں وہ لوگ حقیقت میں سلام نہیں کرتے بلکہ مسلمان کے جلد مر جانے کی دعا کرتے ہیں۔'' (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

اسی حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی

Marfat.com

خدمت اقدس میں چند یہودی حاضر ہوئے اور کہا' السام علیکم (تمہیں موت آئے) میں نے جواب میں کہا' وعلیکم السام واللعنۃ۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'

''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اللہ تعالیٰ نرم ہے اور تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔''

میں نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے سُنا نہیں انہوں نے جو کچھ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے انہیں جواب دے دیا، وعلیکم (تم پر بھی) (بخاری شریف)

☆☆☆

Marfat.com

جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض پر شفقت کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض پر بھی شفقت ورحمت فرمایا کرتے ان جانوروں اور پرندوں کو بھی معلوم تھا کہ آپ ﷺ نبی آخر الزمان اور رحمت للعالمین ہیں یہی وجہ تھی کہ احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ کئی مرتبہ جانوروں نے آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے مالکوں کی زیادتیوں کی شکایتیں کیں حضور ﷺ نے شفقت فرماتے ہوئے اُن کی شکایات کا ازالہ بھی فرمایا۔ آپ ﷺ نے جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض تک کو اذیت وتکلیف پہنچانے سے منع فرمایا اوران کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی اگرچہ اس بارے میں سینکڑوں واقعات ہیں مگر تبرک کے طور پر چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔

ہر اچھی بات کا اجر ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص راستے میں چل رہا تھا اسے سخت پیاس محسوس ہوئی ایک کنواں دکھائی دیا تو اس میں اُتر کر اس نے پانی پیا پھر نکل آیا۔ اچانک اس نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کے مارے زبان نکالے ہوئے تھا اور مٹی کھا رہا تھا۔ اس شخص نے سوچا کہ اس کتے کو پیاس سے ویسی ہی تکلیف ہے جیسی مجھے تھی۔ اس لیے وہ کنویں میں اُترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اسے اپنے منہ سے پکڑا۔ یہاں تک کہ اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی کی اور اسے بخش دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا چوپایوں میں ہمارے واسطے کچھ اجر ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر ذی روح میں اجر ہے۔ (ترمذی شریف۔ ابوداؤد شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو:

حضرت سہیل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا جس کی پیٹھ اس کے پیٹ سے مل گئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا' ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ان پر اچھی حالت میں سوار ہو اور اچھی حالت میں ان کو چھوڑو۔ (ابوداؤد شریف)

جانور سے اچھا سلوک:

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے آپ ﷺ کا گزر ایک پانی کھینچنے والے اونٹ کے پاس سے ہوا۔ اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو بلبلانے لگا پھر گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور ﷺ وہیں ٹھہر گئے اور اونٹ کے مالک کو بلا کر فرمایا' اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔

اس شخص نے کہا' یارسول اللہ ﷺ! ہم اسے بلا قیمت آپ ﷺ کی نذر کرتے ہیں مگر جن لوگوں کا یہ اونٹ ہے ان کے گھر کی پوری روزی اسی اونٹ سے حاصل کی جاتی ہے ان کی کمائی کا دارومدار اسی پر ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو میں یہ اونٹ نہیں خریدوں گا۔ البتہ یہ بات یاد رکھو کہ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ مجھ سے کام زیادہ لیا جاتا ہے اور کھانے کو کم دیا جاتا ہے۔ اس سے کام کم لو اور حسن سلوک کرو اور چارہ زیادہ ڈالو۔ (مسند احمد۔ بیہقی۔ ضیاء النبی ﷺ جلد 5 ص 818)

اونٹ کو سکون ہوگیا:

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا۔ جب اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو غمناک آواز نکالی اور دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسول کریم ﷺ اس کے قریب گئے اور شفقت سے اس کی کوہان اور دونوں کنپٹیوں پر اپنا دست مبارک پھیرا تو اس کو سکون ہوگیا۔

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس شخص کا ہے؟ تو

Marfat.com

ایک انصاری نوجوان آیا اور اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اس بے زبان جانور کے بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے تیرے اختیار میں دے رکھا ہے؟ یہ اونٹ (اپنے آنسوؤں اور اپنی آواز) کے ذریعہ مجھ سے شکایت کر رہا تھا کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور مسلسل کام لیتا ہے۔ (ریاض الصالحین)

پرندے کے بچے:

ایک مرتبہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس پر اس نے کمبل لپیٹا ہوا تھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! درختوں کے جنگل میں میرا گزر ہوا میں نے اس میں ایک پرندے کے بچوں کی آواز سنیں۔ میں نے ان کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا ان کی ماں آئی اور میرے سر پر منڈلانے لگی۔ میں نے کمبل کو بچوں پر سے دور کر دیا وہ ان پر گر پڑی۔ میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا اور وہ یہ میرے پاس ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا' ان کو رکھ دے۔ اس نے ان کو رکھ دیا مگر ان کی ماں نے ان کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تم بچوں پر ماں کے رحم کرنے پر تعجب کرتے ہو۔ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے تو ان کو واپس لے جا اور ان کو ماں سمیت وہیں رکھ دے جہاں سے انہیں پکڑا ہے چنانچہ وہ شخص ان کو واپس لے گیا۔

(مسند بزار حصہ چہارم ص236)

چوپایوں کو تکلیف نہ دو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' تم اپنے چوپایوں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے تا کہ وہ تم کو ایسے شہروں میں پہنچا دیں۔ جہاں تم بغیر مشقت جان نہ پہنچتے اور تمہارے واسطے زمین بنائی لہٰذا اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

جانوروں نے سجدہ کیا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کے ہمراہ ایک اور انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اس باغ میں بکریوں اور بھیڑوں کا ایک ریوڑ موجود تھا۔ ان بکریوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو سب نے سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! ان بھیڑ بکریوں سے زیادہ ہمارا حق ہے کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ انسان کو سجدہ کرے سوائے اللہ تعالیٰ کے (یعنی سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو کرنا جائز ہے) (مسند احمد، زرقانی علی المواہب ص 145، خصائص کبریٰ جلد دوم)

جانوروں کو آپس میں نہ لڑاؤ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی شریف)

اذیت نہ پہنچاؤ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ اپنی کسی ضرورت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس اثناء میں ہم نے ایک چھوٹی چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے ہم نے اس کے دونوں بچوں کر پکڑ لیا تو چڑیا اپنے پروں کو کھول کر ان بچوں کے اوپر منڈلانے لگی۔ اتنے میں رسول کریم ﷺ تشریف لائے (اور اس کی بے چینی دیکھی) تو فرمایا کہ اس کو بچے کی وجہ سے کس نے دُکھ پہنچایا ہے۔ اس کے بچے اسے واپس کرو۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے ان چیونٹیوں کے گھر دیکھے جن کو ہم نے جلا دیا تھا تو آپ ﷺ نے پوچھا' ان کو کس نے جلایا ہے؟ تو ہم نے بتایا کہ ہم لوگوں نے جلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگ کی سزا دینا آگ کے مالک (اللہ تعالیٰ) کا حق ہے۔ (ابوداؤد شریف)

Marfat.com

اونٹ پر دست شفقت پھیرا:

روایت میں آتا ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا اور وہ کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا بلکہ لوگوں کو کاٹنے کے لیے حملہ کیا کرتا تھا لوگوں نے حضور ﷺ کو مطلع کیا تو آپ ﷺ نے خود اس اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو روکا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ اونٹ لوگوں کو دوڑ کر کتے کی طرح کاٹ کھاتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے یہ فرما کر آپ ﷺ آگے بڑھے تو اونٹ نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی گردن ڈال دی اور آپ ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے سر اور گردن پر اپنا دست شفقت پھیر دیا تو وہ بالکل ہی نرم پڑ گیا اور تابعدار ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اسے پکڑ کر اس کے مالک کے حوالہ کر دیا پھر ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق جانتی اور مانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن جنوں اور انسانوں میں سے جو کفار ہیں وہ میری نبوت کا اقرار نہیں کرتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اونٹ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم انسانوں کو تو سب سے پہلے آپ ﷺ کو سجدہ کرنا چاہیے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم ص 540۔ زرقانی جلد پنجم ص 140 تا 141)

چڑیوں کو ناحق نہ مارو:

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے گوریا یا اس سے بھی چھوٹی چڑیا کو ناحق قتل کیا تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ باز پرس کرے گا پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ! چڑیوں کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ان کا حق یہ ہے کہ ان کو ذبح کر کے کھالیا جائے اور سر کاٹنے کے بعد ان کو یونہی پھینک نہ دیا جائے۔ (مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

دست شفقت سے اونٹ تندرست ہو گئے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو مختلف مقامات سے گزرتے ہوئے ایک جگہ قیام فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کئی بیمار اور زخمی اونٹ جن کے جسموں پر کیڑے پڑے ہوئے ہیں جب ان اونٹوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگے اور فریاد کرنے لگے ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ان کی فریاد سُن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ سے اُترے ان کے پاس آئے اور بہت روئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی اور ان اونٹوں کی پیٹھ پر دست شفقت پھیرا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا اور دست مبارک کی برکت سے وہ تمام اونٹ تندرست ہو گئے۔ (قصص الانبیاء)

جانوروں کو بھوکا نہ رکھو:

مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب فراخ سالی ہو اور گھاس بکثرت ہو تو تم سفر میں دن کو کسی وقت اونٹوں کو چھوڑ دیا کرو تا کہ وہ چر لیں اور جب قحط سالی ہو تو ان کو تیز چلاؤ تا کہ وہ اچھی حالت میں منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ تاخیر کی صورت میں وہ بھوک کے مارے کمزور ہو کر راستے ہی میں رہ جائیں اور جب تم آخر شب میں کسی جگہ اُترو تو راستہ چھوڑ کر ڈیرہ ڈالو کیونکہ رات کے وقت چوپائے اور حشرات الارض راستوں میں پھرا کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف۔ ابوداؤد شریف۔ مشکوۃ شریف)

آگ میں نہ ڈالو:

مروی ہے کہ ایک روز حضرت عثمان بن حبان نے ایک پسو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا اس پر حضرت اُم الدرداء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آگ کے مالک (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب نہ دے۔
(ابوداؤد شریف)

Marfat.com

ذبح کے وقت تکلیف نہ پہنچاؤ:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام بہتر طریقہ پر کرنا فرض قرار دیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو تو اس کو سلیقہ سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقہ سے ذبح کرو اور تم میں اس سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کر لے اور اپنے ذبح کیے جانے والے جانور کو راحت پہنچائے (دیر تک تڑپنے کے لیے نہ چھوڑ دے) اس طرح ذبح کرے کہ جلدی سے اس کی جان نکل جائے۔

(مسلم شریف)

جانوروں کے چہرے پر نہ مارو:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جانور کے چہرے پر مارنے اور اس کے چہرے کو داغنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم شریف)

بلی کو اذیت دینے کی سزا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں گئی جسے اس نے باندھ رکھا تھا نہ اسے کھانا کھلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ حشرات الارض کو کھاتی۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

باندھ کر نہ مارو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو منع کرتے سنا ہے کہ کسی چوپائے کو یا اس کے علاوہ کسی چڑیا یا انسان کو باندھ کر کھڑا کیا جائے اور اس پر تیر برسائے جائیں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف)

زندہ جانور کا گوشت کاٹنا:

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف

Marfat.com

لائے اور لوگ اونٹوں کی کوہان اور بھیڑ بکری کی سرین کا گوشت (کھانے کے لیے) کاٹ لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو گوشت کسی زندہ چوپائے سے کاٹا جائے وہ مردار ہے کھانا نہ چاہیے۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

☆☆☆

Marfat.com

خوش طبعی کرنے کا معمول

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں یہ بات بھی شامل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے ساتھ خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دل جوئی کے لیے گاہے بگاہے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں جھوٹ ہرگز نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی کسی کی تضحیک کا کوئی پہلو نکلتا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی میں صرف حق اور سچ ہی ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ زیادہ مذاق نہ فرماتے مگر جب کوئی صحابی غمگین ہوتے تو اُن کو خوش کرنے کی غرض سے مزاح فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات بچوں سے بھی مزاح فرمایا کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خوش طبعی فرماتے رہتے تھے۔ احادیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی کے بارے میں بہت سے واقعات بیان ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خوش طبعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کا حصہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تندخو اور درشت مزاج ہرگز ہرگز نہیں تھے بلکہ انتہائی خوش مزاج تھے۔

مزاح کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی' یا رسول اللہ آپ ہم سے مزاح کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' مگر میں سچی بات ہی کہتا ہوں۔ (ترمذی شریف)

اونٹنی کا بچہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' میں تمہیں سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اُس نے کہا' یا رسول

Marfat.com

اللہ! اونٹنی کا بچہ میں کیا کروں گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا' اُونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔ (ترمذی شریف)

ازواج مطہرات سے خوش طبعی:

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ تشریف فرما تھے کسی امور پر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اونچی آواز میں گفتگو فرما رہی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ ہنس بھی رہی تھیں کہ اسی اثناء میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ایک دم خاموش ہو گئیں حضور ﷺ ایک دم اس بدلی ہوئی حالت پر ہنس دیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے مسکرانے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے خوش طبعی کے موڈ میں ارشاد فرمایا' عمر (رضی اللہ عنہ)! یہ تم سے بہت ڈرتی ہیں ابھی تمہارے آنے سے پہلے یہ خوب ہنس رہی تھیں اور اب دیکھو کہ جیسے ان میں سے کسی کے منہ میں زبان ہی نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

ابو عمیر سے خوش طبعی:

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اُس دن اتفاق سے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کی نفیر (چڑیا۔ بلبل لالی) مرگئی جس کی وجہ سے وہ صاحبزادے کچھ رنجیدہ تھے کیونکہ ان کو اس نفیر سے بہت پیار تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت خوش طبعی کے موڈ میں تھے آپ ﷺ نے اُن کی دل جوئی فرماتے ہوئے مسکرا کر مزاح کے انداز میں فرمایا' اے ابو عمیر! تمہاری نفیر کہاں گئی؟ یہ سُن کر ابو عمیر رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور عرض کیا' وہ تو مرگئی۔ (ترمذی شریف)

زاہر ہمارا جنگل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی جنگل کے رہنے والے تھے جن کا نام زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ تھا جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو جنگل کے تحائف

Marfat.com

سبزیاں وغیرہ پیش کرتے۔ جب وہ مدینہ طیبہ سے واپس لوٹتے تو نبی کریم ﷺ ان کو شہر کے تحائف سے نوازتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے از راہ مزاح ارشاد فرمایا زاہر (رضی اللہ عنہ) ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں۔ حضور ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ یہ اپنا کوئی سامان فروخت کر رہے تھے کہ حضور ﷺ نے چپکے سے ان کو پیچھے سے اس طرح جا پکڑا کہ یہ مڑ کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔

انہوں نے آواز دی کون ہے؟ چھوڑ دو مجھے۔ حضور ﷺ نے پکڑے رکھا انہوں نے کن انکھیوں سے جو تھوڑا سا دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ تو حضور ﷺ ہیں۔ بس پھر تو یہ پیچھے کو جھک پڑے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سینہ مبارک سے میری کمر لگی رہے۔ پھر حضور ﷺ نے از راہ مزاح آواز دی کہ کون شخص ہے جو اس غلام کو خریدے؟ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ مجھے بیچیں گے تو کھوٹا اور کم قیمت پائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا زاہر (رضی اللہ عنہ) تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

انصار سے خوش طبعی:

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا (تاکہ وہاں سے جزیہ وصول کر کے لائیں) جب یہ وہاں سے جزیہ کا مال لے کر واپس آئے تو انصار نے بھی سُن لیا کہ بحرین سے مال آ گیا ہے چنانچہ پھر تو (انصار صبح ہی صبح مسجد میں پہنچ گئے اور) حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب حضور ﷺ نے نماز سے سلام پھیر کر دیکھا (کہ آج تو حاضری بہت ہے) تو ان کی طرف دیکھ کر بے ساختہ مسکرائے اور پھر (خوش طبعی سے) ارشاد فرمایا' تم نے سن لیا ہوگا کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لے کر آ گئے ہیں۔ عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا خوش ہو جاؤ اور جتنا مال چاہیے بھر کر لے جاؤ اللہ کی قسم! مجھے تمہاری فقیری کا اندیشہ نہیں لیکن مجھے خوف ہے کہ تم پر بھی دنیا کی فراوانی اسی طرح ہو گی جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی پھر تم دنیا کی طرف اس طرح رغبت کرنے لگو جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں نے اس کی طرف رغبت کی۔ پس تم تباہ و برباد ہو جاؤ۔ جیسا کہ تم سے پہلے

Marfat.com

لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ (متفق علیہ)

آنکھ میں سفیدی:

ایک مرتبہ ایک عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میرا خاوند بیمار ہے وہ آپ کو یاد کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا او ہو، اُس کی آنکھ میں تو سفیدی ہے۔ وہ عورت بھاگتی ہوئی اپنے گھر واپس آئی اور اپنے خاوند کی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔ خاوند نے پوچھا' کیا دیکھتی ہو؟ کہنے لگی، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے۔ خاوند نے کہا' اے اللہ کی بندی! حضور ﷺ نے سچ فرمایا ہے ہر ایک کی آنکھ میں سفیدی ہوتی ہے۔

ماموں کی بہن:

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک صحابی سے خوش طبعی کے موڈ میں پوچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگتی ہے؟ وہ صحابی سر جھکا کر سوچ میں پڑ گئے تو حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا' ہوش کرو کیا تجھے اپنی ماں بھول گئی وہی تو تمہارے ماموں کی بہن ہے۔

اُسامہ رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی:

حضور نبی کریم ﷺ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت پیار کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ قریب ہی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما تھیں۔ حضور ﷺ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر خوش طبعی کے موڈ میں مسکرائے اور فرمایا اگر یہ میری بیٹی ہوتا تو میں اس کو بہت بناؤ سنگھار کرتا اس کو اچھے اچھے زیور پہناتا تاکہ اس کا چرچا ہر طرف ہوتا اور ہر طرف سے پیام آتے۔

اے نیند کے باپ اُٹھو:

یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو خندق کی کھدائی کے دوران کام کرتے ہوئے نیند کا غلبہ ہونے لگا اور وہ وہیں پر سو گئے اتفاق سے اس وقت حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی

Marfat.com

نزدیک ہی موجود تھے انہوں نے خوش طبعی فرماتے ہوئے ان کے ہتھیار اُتار دیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قطعی خبر نہ ہوئی کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان کے ہتھیار اُتار لیے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو مسکرائے اور ان کو جگاتے ہوئے خوش طبعی کے موڈ میں فرمایا اے نیند کے باپ اُٹھو۔ حضور ﷺ کی آواز مبارک سُن کر اُن کی آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ کسی سے بھی اس طرح کا مذاق نہ کیا کرو (نبی کریم ﷺ کے غزوات)

حساب برابر:

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے ساتھ دوڑ لگائی اس دوڑ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں۔ کچھ مدت کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ حضور ﷺ کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا تو اس مرتبہ حضور ﷺ آگے نکل گئے۔ جب دوڑ ختم ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کندھوں پر دستِ مبارک رکھتے ہوئے خوش طبعی کے موڈ میں مسکراتے ہوئے فرمایا عائشہ! (رضی اللہ عنہا) حساب برابر ہو گیا یہ پہلی مرتبہ کا بدلہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی:

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ تشریف فرما تھے اُس وقت آپ ﷺ خوش طبعی کے موڈ میں تھے اتفاق سے کہیں کچھ کھجوریں تحفہ کے طور پر خدمت اقدس میں پیش کی گئیں۔ حضور ﷺ نے قبول فرما کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ کھاؤ۔ اس مجلس پاک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے جو کہ سب سے کمسن تھے۔ رسول کریم ﷺ نے خوش طبعی فرماتے ہوئے کھجوریں تناول فرما کہ گٹھلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھنا شروع کر دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا تو تقلید کرتے ہوئے وہ بھی گٹھلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھنے لگے۔ جب تمام کھجوریں کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضور ﷺ نے مذاق کے انداز میں پوچھا' یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائی ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! جس کے سامنے زیادہ

Marfat.com

گٹھلیاں ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بات کو سمجھ گئے اور حاضر جوابی سے فوراً بولے، نہیں بلکہ جنہوں نے گٹھلیوں تک کو نہیں چھوڑا وہ سب سے زیادہ کھا گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جواب پر سب ہنس پڑے اور حضور ﷺ بھی مسکرا دیے۔

نواسے سے خوش طبعی:

حضور نبی کریم ﷺ اپنے پیارے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بہت پیار فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ امام حسین رضی اللہ عنہ (بچپن میں) بچوں کے ساتھ راستے میں کھیلنے میں مشغول تھے کہ حضور ﷺ اُدھر سے گزرے۔ حضور ﷺ نے انہیں بچوں کے ساتھ مشغول دیکھا تو انہیں اپنے پیار اور شفقت سے نوازنے کے لیے آگے بڑھ کر تیز تیز قدم مبارک اُٹھا کر اُن کی طرف بڑھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی نگاہ مبارک پڑی تو انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھ کر اِدھر اُدھر بھاگنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ نے بھی انہیں ہنسانے کی خاطر خوش طبعی کے موڈ میں مسکراتے ہوئے ان کے پیچھے بھاگنا شروع فرما دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے انہیں پکڑ لیا اور اپنا ایک دست مبارک ان کے سر کے اوپر اور دوسرا ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر پیار سے منہ چوم لیا۔

پیچھے سے آ کر پکڑ لیا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس تک حضور ﷺ کی خدمت کی۔ اتنے طویل عرصہ میں آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف تک بھی نہیں کہا۔ میں نے کوئی کام کر لیا تو یہ نہ فرمایا کہ ایسا کیوں کیا؟ اگر کوئی کام نہ کیا تو یہ بھی کبھی نہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا؟ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا۔ میں نے کہا' میں نہیں جاؤں گا جبکہ میرے دل میں تھا کہ میں جاؤں گا۔ میں وہاں سے نکلا اور بچوں کے ساتھ کھیل میں مشغول ہو گیا۔ اتنے میں حضور ﷺ بھی وہاں تشریف لے آئے (اور چپکے سے) میری گردن پر اپنا دست مبارک رکھ دیا میں نے جو پلٹ کر دیکھا تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے پھر شفقت سے ارشاد فرمایا' پیارے انس (رضی اللہ عنہ)! اب تم اس کام کو جاؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں۔ (ابوداؤد شریف)

Marfat.com

ایک انصاری بچی سے خوش طبعی:

ایک مرتبہ انصار کی ایک لڑکی حضور ﷺ کے پاس آئی آپ ﷺ نے اس سے ازراہ مزاح فرمایا' تیرا سن زیادہ نہ ہو وہ بچی روتی ہوئی حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اس نے جا کر کہا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا ہے کہ تیرا سن زیادہ نہ ہو، اب میرا سن نہیں بڑھے گا۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے میری تیمیہ کو بددُعا دی ہے؟ رسول کریم ﷺ سن کر ہنس پڑے اور ارشاد فرمایا اے اُم سلیم! میں بھی انسان ہوں اور دوسرے انسانوں کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہوں لہٰذا جس کو میں ایسی بد دُعا دوں جس کا وہ مستحق نہیں تو یہ اس کے لیے تزکیہ اور نیکی ہوگی۔ (مسلم شریف)

تم نے خوب بدلہ لیا:

غزوہ احد میں جب مقابلہ شروع ہوا تو ابتداء میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا مگر ایک اتفاقی غلطی سے فتح شکست میں بدل گئی۔ دشمن نبی کریم ﷺ پر پتھر برسانے لگے۔ حضور ﷺ کی پیشانی مبارک، بازو مبارک اور ہونٹ مبارک زخمی ہو گئے حضور ﷺ پر کفار کے بڑھتے ہوئے دباؤ کو دیکھ کر حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے مجاہدوں کو پانی پلانے والا مشکیزہ پھینک کر تلوار اور ڈھال اُٹھالی اور حضور ﷺ کے پاس پہنچ کر سینہ سپر ہو گئیں حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا دشمنوں کی طرف سے آنے والے ہر وار کو بڑی بہادری سے روکتی اسی اثناء میں ایک بدبخت بڑی تیزی کے ساتھ ان کی طرف بڑھا اور تلوار کا پورے زور سے وار کیا۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے بڑی ہمت کے ساتھ اس کو ڈھال پر روکا پھر خود ایسا وار کیا کہ سوار اور گھوڑا دونوں گر پڑے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دیکھا تو اس بہادر خاتون کے بہادر بیٹے کو پکارا، عبداللہ! اپنی والدہ کی مدد کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جلدی سے ادھر بڑھے اور ایک ہی وار سے اس ملعون کو جہنم واصل کر دیا اسی اثناء میں ایک اور کافر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بازو کو زخمی کرتے ہوئے نکل گیا۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کے زخم پر پٹی باندھی اور فرمایا جاؤ بیٹا جب تک جسم میں جان ہے لڑو۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ نے یہ جذبہ و جرأت دیکھ کر ارشاد فرمایا' اے اُم عمارہ رضی اللہ عنہا! جتنی طاقت تم میں ہے اور کسی میں کہاں ہوگی۔ عین اُسی وقت وہی کافر جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر کے نکل گیا تھا پلٹ کر پھر حملہ آور ہوا۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو پکارا، اُم عمارہ! سنبھلنا یہ وہی بدبخت ہے جس نے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو زخمی کیا ہے۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا جوش کے ساتھ اس کی طرف بڑھیں اور ایسا زبردست وار کیا کہ وہ دوٹکڑے ہوکر نیچے گر پڑا۔ رسول کریم ﷺ نے یہ دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا' اے اُم عمارہ رضی اللہ عنہا! تم نے اپنے بیٹے کا خوب بدلہ لیا۔

(سیرت ابن ہشام)

اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے خوش طبعی:

حضور نبی کریم ﷺ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیز حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا جو کہ بعد میں حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی خدمت پر مامور رہیں حضور ﷺ ان سے بہت شفقت ومحبت کیا کرتے تھے اور ان کو امی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایک اونٹ کی ضرورت ہے اس غرض سے حاضر ہوئی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اونٹ کا کیا کریں گی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج کل ہمارے پاس سواری کے لیے کوئی جانور نہیں ہے۔ سفر دور دراز کا ہو تو بڑی دقت پیش آتی ہے رسول کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا' اچھا تو میں اونٹ کا ایک بچہ پیش کر دیتا ہوں۔

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں بھلا اونٹ کے بچے کو کیا کروں گی مجھے تو سواری کے لیے اونٹ کی ضرورت ہے۔ حضور ﷺ نے بڑی محبت سے فرمایا' میں تو اونٹ کا بچہ ہی دوں گا۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یا

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ! اونٹ کا بچہ میرے کس کام آئے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا آپ کو تو اونٹ کا بچہ ہی ملے گا اور میں اسی پر آپ کو سوار کروں گا۔ اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے ایک خادم کو حکم فرمایا تو وہ جلدی سے ایک اونٹ سواری کے قابل لے آیا۔ آپ ﷺ نے اس کی مہار حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو پکڑاتے ہوئے ارشاد فرمایا' ذرا دیکھیے یہ اونٹ ہی کا بچہ ہے یا کچھ اور حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے اس شفقت بھرے مزاح کو سمجھ گئیں اور بے اختیار ہنسنے لگیں اور آپ ﷺ کو دعائیں دینے لگیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

جنت میں بوڑھی عورت نہ ہوگی:

ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہ ہوگی۔ یہ سن کر وہ بڑی افسردہ ہوئی اور روتے ہوئے لوٹنے لگی تو حضور ﷺ نے فرمایا' جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہ ہوگی بلکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کو جوان بنا کر (نوعمر کنواریاں بنا کر) جنت میں بھیجے گا۔ (یہ سن کر وہ عورت خوش ہوگئی) (ترمذی شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خوش طبعی:

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپس میں گفتگو فرما رہے تھے کہ گفتگو کے دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی بات پر تھوڑا سا ناراض ہوگئیں اور روٹھنے کے انداز میں ذرا اونچی آواز کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ سے گفتگو فرمانے لگیں کہ اسی اثناء میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے انہوں نے جب اپنی صاجزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس انداز میں حضور ﷺ سے بات کرتے ہوئے دیکھا تو فوراً غصے میں آگئے اور یہ فرماتے ہوئے

Marfat.com

تھپڑ مارنے کو آگے بڑھے کہ تم اللہ کے رسول ﷺ سے اس لہجہ میں بات کرتی ہو۔

حضور ﷺ نے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس قدر غصے کی حالت میں دیکھا تو فوراً اُٹھ کر درمیان میں آ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بچا لیا۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے تو حضور ﷺ نے خوش طبعی فرماتے ہوئے مزاح کے انداز میں فرمایا' کیوں عائشہ (رضی اللہ عنہا)! بچا لیا ناں حضور ﷺ کے اس مزاح پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں۔ (ابوداؤد شریف)

☆☆☆

Marfat.com

نیکی کرنے کی تلقین اور برائی سے منع کرنے کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ نیکی کرنے کی تلقین فرمایا کرتے اور بُرے کاموں سے روکتے اور منع فرماتے تھے۔ حضور ﷺ کے اس معمول مبارک کا تذکرہ بہت سی احادیث مبارکہ میں ملتا ہے اس ضمن میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتا ہے اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتے ہوئے دیکھا ہے مگر اسے ٹوکتا نہیں اس کے ساتھ رواداری برتتا ہے ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کچھ لوگوں نے کشتی لی اور قرعہ ڈالا۔ اس کشتی میں مختلف درجے ہیں اوپر نیچے چند آدمی اوپر کے حصہ میں بیٹھے اور چند نچلے حصہ میں تو جو لوگ نچلے حصے میں بیٹھے تھے وہ پانی کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرتے تاکہ سمندر سے پانی بھریں تو اوپر والوں کو اس سے تکلیف ہوتی آخرکار نیچے کے لوگوں نے کلہاڑی لی اور کشتی کے پیندے کو پھاڑنے لگے، اوپر کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا' تم یہ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں پانی کی ضرورت ہے اور سمندر سے پانی اوپر جا کر ہی بھرا جا سکتا ہے اور تم ہمارے آنے جانے سے تکلیف محسوس کرتے ہو تو اب کشتی کے تختوں کو توڑ کر سمندر سے پانی حاصل کریں گے۔

حضور ﷺ نے یہ مثال بیان کر کے فرمایا' اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیتے اور سوراخ کرنے سے روک دیتے ہیں تو انہیں بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے اور اپنے کو بھی بچا لیں گے اور اگر انہیں ان کی حرکت سے نہیں روکتے اور چشم پوشی اختیار کرتے ہیں تو انہیں بھی ڈبوئیں گے اور خود بھی ڈوبیں گے۔ (بخاری شریف)

برا کام دیکھو تو اسے روکو:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ عصر کے بعد ہمارے

Marfat.com

درمیان خطبہ دیتے کھڑے ہوئے چنانچہ آپ ﷺ نے قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اُس کا ذکر کر دیا۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ اسی میں آپ ﷺ نے فرمایا' بے شک دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی تم کو خلافت دینے والا ہے پس دیکھو کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ خبردار! دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو اور قیامت کے دن ہر دغا باز کے لیے اس کی دنیاوی دغا بازی کے مطابق جھنڈا ہوگا اور حاکم کی عام دغا بازی سے بڑھ کر کوئی دغا بازی نہیں۔ اُس کا جھنڈا اس کے پاخانہ کی جگہ کے پاس گاڑھا جائے گا۔

تم میں سے کسی کو لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے جبکہ اسے معلوم ہو (ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی بُرا کام دیکھے تو اُس سے روکے۔ پس حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا' ہم اسے دیکھتے ہیں اور لوگوں کی ہیبت ہمیں اس کے متعلق بولنے سے روکتی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا' آدمی مختلف درجوں کے پیدا کیے گئے ہیں بعض وہ ہیں جو مومن پیدا ہوئے ہیں مومن ہی زندہ رہتے ہیں اور مومن مرتے ہیں اور ان میں سے بعض کافر پیدا ہوتے ہیں کافر زندہ رہتے اور مومن مرتے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے غصے کا ذکر فرمایا کہ ان میں سے بعض کو جلد غصہ آتا ہے اور جلد چلا جاتا ہے پس ایک دوسرے کے ساتھ ہے ان میں سے بعض کو دیر سے غصہ آتا ہے اور دیر سے جاتا ہے پس ایک دوسرے کے ساتھ ہے۔ تم میں سے بہتر وہ ہیں جن کو دیر سے غصہ آئے اور جلد چلا جائے اور تم میں سے بُرے وہ ہیں جن کو جلدی غصہ آئے اور دیر سے جائے لہٰذا غصے سے بچو کیونکہ یہ آدمی کے دل پر چنگاری ہے کیا تم اس کی رگوں کے پھولنے اور آنکھوں کے سرخ ہونے کو نہیں دیکھتے جس کو غصہ محسوس ہو تو اُسے چاہیے کہ لیٹ جائے اور زمین سے چمٹ جائے۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے قرض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' تم میں سے کوئی اچھی طرح ادا کر دیتا ہے لیکن جب اُس کا کسی پر ہو تو لینے میں سختی کرتا ہے دونوں ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں۔ ان میں سے کوئی ادا کرنے میں بُرا ہے لیکن اس کا اگر کسی پر ہو تو طلب پر اچھا ہے۔ یہ ایک عادت دوسری کے ساتھ ہے اور تم میں سے بہتر وہ ہے کہ جب اُس پر کسی کا قرض

Marfat.com

ہو تو اچھی طرح ادا کرے اور اُس کا کسی پر ہو تو اچھی طرح طلب کرے اور تم میں سے برا وہ ہے کہ جب اُس پر کسی کا قرض ہو تو بُری طرح ادا کرے اور اس کا کسی پر ہو تو سختی سے طلب کرے خواہ سورج درختوں کی چیونٹیوں اور دیواروں کے کناروں پر ہو۔

نیز فرمایا کہ دنیا کی زندگی میں سے گزرے ہوئے وقت کے مقابلے میں باقی نہیں رہا مگر اتنا حصہ جتنا آج گزرے ہوئے وقت میں سے باقی رہ گیا ہے۔ (جامع ترمذی شریف)

برائی سے نہ روکنے والوں پر عذاب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم یہ آیت مبارکہ پڑھتے ہو۔

ترجمہ: ''تم پر اپنی جانوں کو بچانا لازم ہے۔ گمراہ ہونے والا تمہیں کوئی نقصان نہیں دے گا جب کہ تم ہدایت پر ہو۔''

میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی بُرا کام لوگ دیکھیں اور اس سے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب بھیج دے۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ اگر ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنا عذاب بھیج دے اور اسی کی دوسری روایت میں ہے کہ جس قوم میں ظلم کیے جاتے ہوں اور لوگ اُن کو روکنے پر قدرت رکھتے ہوں لیکن نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر عذاب بھیج دے اور اسی کی ایک اور روایت میں ہے کہ جس قوم میں گناہ کیے جاتے ہوں اور کرنے والوں سے دوسرے لوگ زیادہ ہوں (ان کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب بھیج دے) (ابن ماجہ۔ ترمذی شریف۔ ابوداؤد شریف)

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! (بعض اوقات) ہمارے لیے مجلس قائم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جس میں ہم باہمی گفتگو کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اگر مجلس قائم کرنی ضروری ہی ہو تو راستے کو اس کا حق دو۔ عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' نگاہ نیچی رکھنا۔ ایذا رسانی سے باز

Marfat.com

رہنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔ (بخاری شریف)

خود عمل نہ کرنے والے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی شب میرا گزر ایسی جماعت پر ہوا کہ جن کے ہونٹ دوزخ کی آگ کی قینچیوں سے کترے جا رہے تھے میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا' یہ وہ واعظ ہیں جو دوسروں کو نیکی کرنے کے لیے کہتے تھے اور خود اپنے آپ کو بھلا دیتے تھے یعنی خود عمل نہیں کرتے تھے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے تھے۔ (مسند احمد)

تم ضرور لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہو گے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے کام کرنے لگے تو اُن کے علماء نے انہیں روکا لیکن وہ نہیں رُکے (تو اُن کے علماء ان کا بائیکاٹ کرنے کے بجائے) ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے، جب ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیے اور پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور اسی میں بڑھتے چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ٹیک لگائے بیٹھے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا' نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائیوں سے روکتے رہو گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑو گے اور ظالم کو حق پر جھکاؤ گے اگر تم لوگ ایسا نہیں کرو گے تو تم سب کے دل بھی ایک ہی طرح کے ہو جائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت اور ہدایت سے دُور پھینک دے گا جس طرح بنی اسرائیل کے ساتھ اس نے معاملہ کیا۔ (بیہقی۔ مشکوۃ شریف)

بے عمل شخص کو سزا:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک

Marfat.com

شخص قیامت کے دن لایا جائے گا اور آگ میں پھینک دیا جائے گا تو اس کی انتڑیاں آگ میں نکل پڑیں گی پھر اسے آگ میں اس طرح لیے پھرے گا کہ جیسے گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے تو دوسرے دوزخی لوگ اس کے پاس اکٹھے ہوں گے اور پوچھیں گے، اے فلاں! یہ تیرا کیا حال ہے کیا تم دنیا میں ہم کو نیکیوں کی تلقین نہیں کرتے تھے؟ اور برائیوں سے نہیں روکتے تھے؟ (اس کے باوجود تم یہاں کیسے آ گئے) وہ شخص کہے گا کہ میں تمہیں تو نیکیوں کی تلقین کرتا تھا اور خود اس کے قریب نہیں جاتا تھا اور بُرائیوں سے تم کو تو روکتا تھا مگر خود کرتا تھا۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

نیکی کر اور برائی سے بچ:

حضرت حرملہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے کن باتوں پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نیکی پر عمل کر اور برائی سے بچ اور دیکھ اگر تو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ مجلس سے تیرے اُٹھ چلے جانے کے بعد اچھے اوصاف سے یاد کریں تو تو اپنے اندر اچھے اوصاف پیدا کر اور جن باتوں کو تو ناپسند کرتا ہے کہ تیری عدم موجودگی میں لوگ تیرے بارے میں کہیں تو تو اس سے پرہیز کر۔
(بخاری شریف)

بُرے کاموں سے منع کرتے رہنا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور نیک کاموں کا حکم کرنا اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہنا ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنے پاس سے عذاب بھیج دے گا پھر تم اس سے دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ (ترمذی شریف)

بُرے کاموں سے روکتے رہو:

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے اس ارشاد الٰہی
ترجمہ: ''تم پر اپنی جانوں کو بچانا لازم ہے گمراہ ہونے والا تمہیں کوئی نقصان نہ دے گا

Marfat.com

جب کہ تم ہدایت پر ہو۔"
کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے اس کے متعلق رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' تم نیکی کا حکم کرتے رہو اور بُرے کاموں سے روکتے رہو یہاں تک کہ جب دیکھو کہ بخل کی تابعداری کی جا رہی ہو خواہشات کی پیروی ہو رہی ہو۔ دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہو ہر ایک اپنی رائے پر نازاں ہو اور ایسا معاملہ دیکھو کہ چارہ کار کوئی نہ ہو تو تم پر خود کو بچانا لازم ہے اور عوام کو چھوڑ دو کیونکہ پیچھے صبر کے دن ہیں جس نے ان دنوں میں صبر کیا تو گویا چنگاری پکڑی اُن دنوں میں عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ہے جو اُسی کی طرح عمل کرتے ہوں۔ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اُن کے پچاس جتنا؟ فرمایا کہ تمہارے پچاس آدمیوں جتنا ثواب۔

(ترمذی شریف۔ابن ماجہ)

حسب استطاعت عمل کرنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

"جو تم میں بُرا کام دیکھے تو اُسے ہاتھ سے روک دے اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں بُرا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔"

(مسلم شریف)

برائی سے روکنا اسلام ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

"اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، حج کرو، نیکی کا حکم کرو، بُرائی سے روکو اور اپنے گھر والوں کو سلام کرو۔ جس شخص نے ان میں سے کسی چیز میں کمی کی تو وہ اسلام کے ایک حصہ کو چھوڑ رہا ہے اور جس نے ان سب کو بالکل ہی چھوڑ دیا اس نے اسلام سے منہ

Marfat.com

پھیرلیا۔''

(مستدرک حاکم)

دس باتوں کی نصیحت:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔ والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ تمہیں اس بات کا حکم دیں کہ بیوی کو چھوڑ دو اور سارا مال خرچ کر دو۔ فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے نکل جاتا ہے۔ شراب نہ پینا کیونکہ یہ برائی کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرنا کیونکہ نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اُترتی ہے۔ میدان جنگ سے نہ بھاگنا اگرچہ تمہارے ساتھی ہلاک ہو جائیں۔ جب لوگوں میں موت (وبا کی صورت میں) عام ہو جائے (جیسے طاعون وغیرہ) اور تم ان میں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگنا گھر والوں پر اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرنا (تربیت کی غرض سے) ان پر سے لکڑی نہ ہٹانا۔ ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہنا۔ (مسند احمد)

☆☆☆

Marfat.com

کم گوئی کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ فضول گفتگو سے پرہیز فرماتے تھے مختصر اور جامع گفتگو فرماتے اس حوالے سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

"مجھے مختصر بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ مختصر بات کرنا ہی بہتر ہے۔" (ابوداؤد شریف)

اچھی عادات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا' اے ابو ذر ()! کیا میں تمہیں ایسی دو عادات نہ بتاؤں جن پر عمل کرنا بہت آسان ہے اور اعمال کے ترازو میں دوسرے اعمال کی نسبت زیادہ بھاری ہیں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتا دیجیے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' "اچھے اخلاق اور زیادہ خاموش رہنے کی عادت بنالو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے تمام مخلوق کے اعمال میں ان دو اعمال جیسے اچھے کوئی عمل نہیں۔" (بیہقی)

زبان قابو میں رکھو:

حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجیے کہ جسے میں مضبوطی سے پکڑے رہوں۔ حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا' اس کو اپنے قابو میں رکھو۔ (طبرانی۔ مجمع الزوائد)

Marfat.com

صرف اچھی بات کہو:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایسا عمل بتا دیجیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چند اعمال ارشاد فرمائے جس میں غلام کا آزاد کرنا، قرضدار کو قرض کے بوجھ سے آزاد کرانا، اور جانور کے دودھ سے فائدہ اٹھانے کے لیے دوسرے کو دینا تھا اس کے علاوہ دوسرے کام بتائے پھر ارشاد فرمایا' اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی زبان کو بھلی بات کے علاوہ بولنے سے روکے رکھو۔ (بیہقی)

بہتر بات:

حضرت عمران بن حطان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو مسجد میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کالی کمبلی لپیٹے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا' ابو ذر (رضی اللہ عنہ)! یہ تنہائی اور یکسوئی کیسی ہے یعنی آپ نے بالکل اکیلے اور سب سے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بُرے ساتھی کے ساتھ بیٹھنے سے اکیلے رہنا اچھا ہے اور اچھے ساتھی کے ساتھ بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور کسی کو اچھی باتیں بتانا خاموشی سے بہتر ہے اور بُری باتیں بتانے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔ (بیہقی)

صرف بھلائی کی بات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری شریف)

تین ناپسندیدہ باتیں:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ'

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند فرمایا ہے ایک (فضول) ادھر اُدھر کی باتیں کرنا، دوسرے مال کو ضائع کرنا تیسرے زیادہ سوالات کرنا۔" (بخاری شریف)

بھلی بات ہی کہو:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایسا عمل بتا دیجیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور بھلی بات کہو تمہارے لیے اجر لکھا جائے گا اور بری بات نہ کہو تمہارے لیے گناہ لکھا جائے گا۔ (طبرانی۔ مجمع الزوائد)

زیادہ باتیں نہ کیا کرو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

"اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ اس سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو" (ترمذی شریف)

وبال کا باعث:

اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

"نیکی کا حکم کرنے یا برائی سے روکنے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے علاوہ انسان کی تمام باتیں اس پر وبال ہیں یعنی پکڑ کا ذریعہ ہیں۔" (ترمذی شریف)

بغیر سوچے سمجھے بات نہ کرو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

"بندہ کبھی بغیر سوچے سمجھے کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ دور جہنم میں جا گرتا ہے۔" (مسلم شریف)

Marfat.com

اجر یا گناہ:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا ہم جو باتیں بھی کرتے ہیں کیا یہ سب ہمارے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا' تجھ کو تیری ماں روئے، لوگوں کو ناک کے بل جہنم میں گرانے والی ان کی زبان ہی کی بری باتیں ہوں گی اور جب تک تم خاموش رہو گے بچے رہو گے اور جب کوئی بات کرو گے تو تمہارے لیے اجر یا گناہ لکھا جائے گا۔ (طبرانی۔مجمع الزوائد)

اچھی بات یا خاموشی:

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو اچھی بات کرے اور دنیا و آخرت میں اس کا فائدہ اٹھائے یا خاموش رہے اور زبان کی لغزش سے بچ جائے۔ (بیہقی)

☆☆☆

Marfat.com

جامع اور مختصر گفتگو کا معمول

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ رسول کریم ﷺ کے اوصاف اکثر بیان فرماتے تھے عرض کیا کہ رسول کریم ﷺ کی گفتگو کی کیفیت مجھ سے بیان فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ (آخرت کے) غم میں متواتر مشغول رہتے ہر وقت (امت کی فکر کی) سوچ میں رہتے تھے۔ اس لیے کسی بھی وقت آپ ﷺ کو بے فکری اور راحت نہیں ہوتی تھی۔ اکثر خاموش رہتے تھے بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی تمام گفتگو ابتداء سے انتہا تک منہ بھر کر ہوتی تھی (یعنی آدھی بات نہ کرتے تھے) جامع الفاظ کے ساتھ (جن کے الفاظ تھوڑے ہوں اور معانی بہت ہوں) کلام فرماتے تھے۔

آپ ﷺ کا کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا نہ اس میں فضولیات ہوتی تھیں نہ کوتاہیاں کہ مطلب پوری طرح واضح نہ ہو آپ ﷺ نہ سخت مزاج تھے نہ کسی کی تذلیل فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی شریف)

☆☆☆

Marfat.com

کافروں پر شفقت کا معمول

اگر چہ کفار حضور نبی کریم ﷺ کی مخالفت و دشمنی میں پیش پیش رہا کرتے تھے مگر اس کے باوجود حضور ﷺ کا معمول تھا کہ ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرتے چنانچہ احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کے اس معمول کے بارے میں بہت سے واقعات ملتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک:

غزوہ بدر کے نتیجہ میں جب کفار مکہ جنگی قیدی بنا کر مدینہ طیبہ میں لائے گئے تو ان قیدیوں کو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم کر دیا اور حکم دیا کہ ان قیدیوں کو آرام کے ساتھ رکھا جائے۔ چنانچہ دو دو چار چار قیدی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گھروں میں رہنے لگے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان لوگوں کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا کہ ان لوگوں کو گوشت روٹی وغیرہ حسب مقدور بہترین کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجوریں کھا کر رہ جاتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم ص 624)

اے اللہ! میری قوم کو بخش دے:

غزوہ احد میں مسلمان جیتی ہوئی جنگ اس لیے ہار گئے کہ کفار نے مسلمانوں کو مال غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف دیکھ کر دوبارہ پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور ایک طرح کی سراسیمگی پھیل گئی اور حضور ﷺ کے اردگرد صرف چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رہ گئے یہ دیکھ کر کفار نے حضور ﷺ کی طرف بھرپور حملہ کیا عبداللہ بن قمیہ جو قریش کے بہادروں میں بہت ہی شہرت رکھتا تھا وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ حضور ﷺ کی طرف بڑھا اور

Marfat.com

پوری طاقت سے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر تلوار ماری جس سے خود کی دو کڑیاں رُخ انور میں چُبھ گئیں ایک دوسرے کافر نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ایسا پتھر مارا کہ جس سے آپ ﷺ کے دندان مبارک اور ہونٹ مبارک زخمی ہو گئے۔

حضور ﷺ جب زخمی ہو گئے تو کفار نے چاروں طرف سے آپ ﷺ پر تیر و تلوار کا وار شروع کر دیا اور کفار کا ہجوم آپ ﷺ کے چاروں طرف سے حملہ کرنے لگا جس سے آپ ﷺ کفار کے نرغہ میں محصور ہونے لگے۔ جانثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر آپ ﷺ کے گرد ایک حلقہ بنا لیا۔ کفار کی طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور ظالم کفار انتہائی بیداری کے ساتھ حضور ﷺ پر تیر برسا رہے تھے لیکن اس وقت بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ دعا تھی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: ''اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے کیونکہ وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ (مسلم شریف جلد دوم ص 90)

مہربانی کا سلوک کرو:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس زمانہ میں جبکہ قریش اور مسلمانوں کے مابین صلح ہوئی تھی (صلح حدیبیہ) میری ماں (رضاعی والدہ) میرے پاس آئی اور وہ ابھی اسلام نہیں لائی تھی بلکہ شرک کی حالت میں تھی تو میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ میں اسے کچھ دوں تو کیا میں اسے دے سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' ہاں تم اُس کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرو۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

غیر مسلم پر ظلم نہ کرو:

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو مسلمان کسی معاہد (غیر مسلم شہری) پر ظلم کرے گا یا اس کی حق تلفی کرے گا یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ (یعنی جزیہ) ڈالے گا یا اس کی کوئی چیز جبراً لے گا تو میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں مسلمان کے خلاف دائر ہونے والے مقدمہ میں اس غیر مسلم شہری کا وکیل بن کر کھڑا ہوں گا۔ (ابوداؤد شریف)

Marfat.com

اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے:

8ھ میں جب مسلمانوں نے قلعہ طائف کا محاصرہ کیا اور اس محاصرے کو بہت دن گزر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ قلعہ کو فتح نہ کیا جائے بلکہ واپسی کی جائے اس ضمن میں آپ ﷺ کا حکم تھا کہ قلعہ کو فتح کرنے کے پابند نہ بنو یہاں سے منتقل ہو جاؤ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ حکم بہت شاق گزرا اور کہنے لگے حیرت ہے کہ ہم کوچ کر جائیں اور ہم پر طائف مفتوح نہ ہو یہ کیا صورت ہوئی۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو جنگ کر کے دیکھ لو۔ یہاں تک کہ تمہیں فتح حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد انہوں نے دوسرے دن جنگ کی اور بہت زیادہ زخمی ہوئے اب وہ پریشان اور شرمندہ ہوئے کہ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی کیوں مخالفت کی چنانچہ اب وہ حضور ﷺ کا حکم بجالانے پر تیار ہو گئے۔

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم انشاء اللہ تعالیٰ کل یہاں سے کوچ کرنے والے ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ سن کر خوشی کا اظہار فرمایا پھر جب سامان سواریوں پر لادنے لگے تو حضور ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب میں نے کوچ کرنے کا حکم دیا تو ٹھہر گئے اور توقف کیا اب خود اس کے خواہاں ہو۔ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! ثقیف کے تیروں نے تو ہمیں چھلنی کر دیا ان پر بددعا فرمائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس پہنچا دے۔'' (مسلم شریف جلد سوم ص 307)

اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے:

حضرت طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے قبیلہ دوس میں اسلام کی دعوت کے لیے بھیجا مگر ان کے قبیلے والے مسلمان نہ ہوئے بلکہ اسلام کی مخالفت پر تل گئے یہ اپنی قوم کے اسلام سے مایوس ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی قوم کی سرکشی اور سرتابی کا سارا حال بیان کیا اور عرض کیا' قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور اطاعت سے انکار کر دیا آپ ان پر بددعا فرمائیں۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ ﷺ ان پر بددعا کرنے لگے ہیں مگر آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔

''اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان کر کے میرے پاس

Marfat.com

پہنچادے۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم ص 370)

کفار مکہ سے حُسن سلوک:

حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے چھٹے سال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نجد کی طرف روانہ فرمایا انہوں نے اتفاق سے قبیلہ بنی حنیفہ کے ثمامہ بن اثال کو جو کہ یمامہ کے سردار تھے پکڑلیا اور ہاتھ باندھ کر قید کرلیا اور حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور پوچھا' اے ثمامہ! کیا حال ہے اور اپنے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا اے محمد (ﷺ) ٹھیک ہوں اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو آپ ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جو کہ قتل کیے جانے کا مستحق ہے اور اگر انعام فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے اگر آپ مجھ سے فدیہ میں مال چاہتے ہیں تو وہ بھی بتادیں تاکہ میں آپ کو جتنا مال آپ چاہیں پیش کردوں گا۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ثمامہ کے پاس تشریف لے گئے دوسرے دن بھی حضور ﷺ نے وہی سوال کیا اور ثمامہ نے وہی جواب دیا تیسرے دن حضور نبی کریم ﷺ نے ثمامہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ اسے کھول دو اور آزاد کردو۔ اس کے بعد ثمامہ کھجور کے درخت کے نزدیک گیا جو کہ مسجد سے باہر تھا وہاں پر غسل کیا اور پھر دوبارہ مسجد میں داخل ہوا۔ ثمامہ حضور نبی کریم ﷺ کے اس حسن سلوک سے بے انتہا متاثر ہو چکے تھے چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے ہی بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام قبول کرتے ہوئے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی آپ سے زیادہ دشمن نہ تھا اب آپ کا چہرہ انور میرے نزدیک تمام لوگوں کے چہروں سے زیادہ محبوب ہے اور کوئی دین آپ ﷺ کے دین سے اور کوئی شہر آپ ﷺ کے شہر سے زیادہ دشمن نہیں تھا۔ اب میرے نزدیک آپ کے شہر سے

Marfat.com

زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہیں ہے یا رسول اللہ ﷺ! میں مکہ مکرمہ میں عمرہ کے لیے جا رہا تھا کہ آپ کے آدمیوں نے مجھے پکڑ لیا اب آپ اس بارے میں میرے لیے کیا حکم فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو بشارت دے کر مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ عمرہ ادا کریں جب حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ حرم میں پہنچے تو ایک شخص نے کہا کہ تو صابی ہو گیا ہے انہوں نے فرمایا' میں نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور حق کا راستہ اختیار کیا ہے اللہ کی قسم! تم ثمامہ (رضی اللہ عنہ) سے گندم کا ایک دانہ نہ پاؤ گے جب تک کہ حضور نبی کریم ﷺ حکم نہ فرمائیں۔ چنانچہ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ جب اپنے وطن میں پہنچے تو لوگوں سے کہا کہ اب غلہ مکہ میں لے کر نہ جائیں۔ چونکہ مکہ مکرمہ میں یمامہ سے غلہ آیا کرتا تھا جب یمامہ سے غلہ کی آمد بند ہو گئی تو قریش میں کال پڑ گیا اور وہ اس صورتحال سے تنگ آ گئے بالآخر انہوں نے صلہ رحم کا واسطہ دے کر حضور ﷺ کی خدمت میں لکھا کہ آپ ثمامہ کو حکم فرمائیں کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور حسب سابق عمل کریں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ غلے کو مکہ مکرمہ آنے دے اور یہ بندش ختم کر دے چنانچہ حضور ﷺ کے اس رحمت وشفقت بھرے فیصلے سے مکہ مکرمہ میں بکثرت غلہ آنے لگ گیا۔ (بخاری شریف۔ سیرت ابن ہشام۔ مدارج النبوت جلد دوم)

قریش کی مصیبت دُور ہو گئی:

قریش نے جب عناد اور انا کے باعث اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو حضور ﷺ نے یوں دعا کی ''اے اللہ! ان لوگوں پر یوسف (علیہ السلام) کے سات سالوں کی طرح سات سال قحط لا'' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ قریش نے مردار تک کھائے۔ اس حالت میں ابوسفیان نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یا محمد (ﷺ)! آپ کی قوم ہلاک ہو گئی اللہ سے دعا کیجیے کہ ان کی مصیبت دور ہو جائے۔ چنانچہ حضور رحمۃ للعالمین

Marfat.com

ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ مصیبت دور ہوگئی۔ (ترمذی شریف۔ مشکوۃ شریف)

رحمتہ للعالمین ﷺ:

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ مشرکین پر بد دُعائیں فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(بخاری شریف)

☆☆☆

Marfat.com

یتیموں سے شفقت کا معمول

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ہمیشہ یتیموں کے ساتھ شفقت کا سلوک فرمایا کرتے اور دوسروں کو بھی یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرماتے اور اس عمل کے اجر کے بارے میں ارشاد فرمایا کرتے جن کا احادیث مبارکہ میں کثرت سے ذکر ملتا ہے۔ اس بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'

''جو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے جس پر اُس کا ہاتھ پھرے نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جو کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ اچھا سلوک کرے جو اس کے پاس ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں ملائیں۔''

(ترمذی شریف)

اسی حوالے سے ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'

''میں اور یتیم کا سرپرست نیز دوسرے محتاجوں کا سرپرست ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔'' (بخاری شریف)

Marfat.com

دل کی سختی کا علاج:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ
''یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔'' (مشکوٰۃ شریف)

یتیم کا مال برباد نہ کرو:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے میں نے پوچھا کہ میں کن وجوہات کی بناء پر اس یتیم کو مار سکتا ہوں جو میری سرپرستی میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' جن وجوہات سے تم اپنی حقیقی اولاد کو مار سکتے ہو۔ خبردار اپنے مال کو بچانے کی خاطر اس کا مال برباد نہ کرنا اور اُس کے مال سے اپنی جائیداد نہ بنانا۔ (معجم طبرانی)

اسی حوالے سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا' میں محتاج ہوں، میرے پاس کچھ نہیں ہے اور میری سرپرستی میں ایک (صاحب جائیداد) یتیم ہے (تو کیا میں اس کے مال سے کچھ کھا سکتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتے ہو بشرطیکہ اسراف نہ کرو اور جلد بازی سے کام نہ لو اور نہ اپنی جائیداد بنانے کی فکر کرو۔ (ابوداؤد شریف)

گھر میں یتیم کے ساتھ سلوک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'
''مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کا سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔''

Marfat.com

(ابن ماجہ)

یتیم کا حق محترم ہے:

حضرت خویلد بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا'

''اے اللہ! میں دو کمزور قسم کے لوگوں کے حق کو محترم قرار دیتا ہوں۔ یعنی یتیم اور بیوی کے حق کو۔''

(نسائی شریف)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی یتیم بچی:

صلح حدیبیہ میں ایک شق یہ بھی تھی کہ حضور ﷺ آئندہ سال مکہ مکرمہ آ کر عمرہ ادا کریں گے اور تین دن مکہ مکرمہ میں ٹھہریں گے اس شق کے مطابق آپ ﷺ نے تقریباً دو ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ماہ ذی القعدہ 7 ھ میں مکہ مکرمہ کی طرف روانگی فرمائی اور پھر عمرہ ادا فرمایا تین دن کے بعد کفار مکہ کے چند سردار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ شرط پوری ہو چکی ہے لہٰذا اب آپ لوگ مکہ مکرمہ سے نکل جائیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو کفار کا پیغام سنایا تو آپ ﷺ اُسی وقت مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گئے۔ چلتے وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک چھوٹی صاحبزادی جن کا نام امامہ تھا حضور نبی کریم ﷺ کو چچا چچا کہتی ہوئی دوڑی آئیں۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو چکے تھے ان کی یہ یتیم چھوٹی بچی مکہ مکرمہ میں رہ گئی تھیں۔ جس وقت یہ بچی آپ ﷺ کو پکارتی ہوئی دوڑی آئیں تو آپ ﷺ کو اپنے شہید چچا کی اس یتیم بچی کو دیکھ کر پیار آ گیا۔ اس بچی نے آپ ﷺ کو بھائی جان کہنے کے بجائے چچا جان اس رشتہ سے کہا کہ آپ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی ہیں۔ جب یہ صاحبزادی قریب آئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کو اپنی گود

Marfat.com

میں اٹھالیا لیکن اب اس یتیم بچی کی پرورش کے تین دعویٰ دار کھڑے ہو گئے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ میری چچازاد بہن ہے اور میں نے اس کو سب سے پہلے اپنی گود میں اٹھالیا ہے اس لیے مجھے اس کی پرورش کا حق ملنا چاہیے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا میری بیوی ہیں لہٰذا اس کی پرورش کا میں حقدار ہوں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے (کیونکہ ان کے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخاۃ تھی)
حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خالہ ماں کے قائم مقام ہے (اس لیے یہ جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائیں) پھر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تسکین خاطر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا' تم میرے اخلاق و صفت میں مشابہ ہو تم اس کی نگہداشت اور پرورش کے زیادہ حقدار ہو اس لیے کہ اس کی خالہ تمہارے گھر میں ہے اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔ پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے زید! تم میرے بھائی اور میرے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہو (بخاری شریف جلد دوم ص 610)

یتیموں کا ناحق مال کھانے والے کی سزا:

تفسیر قرطبی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا' معراج کی شب میں نے ایسی قوم کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں جیسے تھے اور ان پر کچھ لوگ مقرر ہیں جو ان کے ہونٹ پکڑ کر ان کے منہ میں جہنم کے پتھر ڈال رہے ہیں جو ان کے نیچے سے نکل رہے ہیں، تب میں نے پوچھا جبرائیل! یہ کون ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا' یہ وہ ہیں جو ناحق یتیموں کا مال کھایا کرتے

Marfat.com

تھے۔(مکاشفتہ القلوب)

یتیم پر رحم کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص پر عذاب نہیں کرے گا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرم گفتگو کی اور اس کی یتیمی اور کمزوری پر رحم کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال کی وجہ سے اپنی پناہ میں لے لیا اور اس پر ظلم وزیادتی نہیں کی۔(طبرانی)

یتیم کی پرورش:

روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' میں پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے جنت کا دروازہ کھلے گا مگر میں ایک عورت کو اپنے آگے دیکھ کر پوچھوں گا کہ تم کون ہو اور مجھ سے پہلے کیوں جارہی ہو؟ وہ کہے گی میں ایسی عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لیے گھر بیٹھی رہی۔(ابویعلی)

حضرت جعفر کے یتیم بچوں سے شفقت:

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جس روز حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (غزوہ موتہ میں) شہید ہوئے اُس دن میں چالیس کھالوں کی دباغت کر چکی تھی اور آٹا پیس کر اپنے بچوں کو نہلا دُھلا کر تیل مل چکی تھی (ارادہ کررہی تھی کہ) بچوں کے لیے روٹیاں پکاؤں اتنے میں رسول کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا' جعفر کے بچوں کو میرے سامنے لائیں میں نے بچوں کو پیش کیا تو آپ ﷺ نے ان کو چوما اور سینہ اطہر سے لگا لیا پھر آپ ﷺ کی چشمان اطہر میں آنسو آ گئے اور آپ ﷺ رونے لگے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کو جعفر کی طرف سے کچھ خبر آئی ہے اور عورتیں جمع ہو گئیں۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' اسماء! لغو نہ بول اور سینہ نہ پیٹ اس کے بعد حضور ﷺ گھر تشریف لے گئے اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ جعفر (رضی اللہ عنہ) کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کراؤ (مسند احمد۔ مشکوٰۃ شریف، زرقانی جلد دوم ص 277)

ایک یتیم پر شفقت:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نماز عید کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ بچے کھیل رہے ہیں اور ایک بچہ ایک طرف بیٹھا ہوا آنسو بہا رہا ہے جس کے جسم پر پُرانے کپڑے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس لڑکے سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ آخر تم ان بچوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیلتے۔ اس لڑکے نے رسول کریم ﷺ کو پہچانا نہیں اور کہنے لگا کہ آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجیے آپ مجھ سے کیا دریافت فرماتے ہیں میرا باپ ایک جنگ میں رسول کریم ﷺ کے ہمراہ گیا تھا وہ شہید ہو گیا اور میری ماں نے دوسرا نکاح کر لیا۔ ان دونوں نے میرا مال ہضم کیا اور مجھے میری ماں کے خاوند نے گھر سے نکال دیا ہے۔ اب نہ تو میرے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے نہ رہنے کے لیے مکان ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ بچے جن کے باپ زندہ ہیں خوش وخرم کھیل رہے ہیں تو میرا غم تازہ ہو گیا اور مجھے اپنے باپ کی یاد آ گئی اور رونا آ گیا۔

یہ سُن کر حضور ﷺ نے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا' کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ بنوں اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) تیری ماں اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تیری بہن ہو اور حسن وحسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تیرے بھائی؟''

اُس لڑکے نے یہ سن کر عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے اس سے زیادہ اور کیا خوش قسمتی ہو گی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اس بچے کو گھر لے گئے نہلا دھلا کر اچھے کپڑے

Marfat.com

پہنائے کھانا کھلایا اور اس کو خوش کر دیا۔ اب وہ لڑکا ہنسی خوشی دوڑتا ہوا ان بچوں کے پاس گیا۔ بچوں نے پوچھا کہ ابھی تو تم رو رہے تھے آخر اتنی دیر میں کیا خوشی حاصل ہوگئی جو ہشاش بشاش دکھائی دیتے ہو؟ اُس لڑکے نے جواب دیا کہ میں بھوکا تھا اب آسودہ ہو گیا ہوں۔ ننگا تھا اب کپڑے پہن لیے۔ یتیم تھا مگر اب رسول کریم ﷺ میرے باپ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میری ماں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میری بہن، حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے چچا اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے بھائی بن گئے ہیں تو مجھے اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہوگی۔

اس کی یہ بات سن کر لڑکوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ کاش ہم سب کے باپ اس لڑائی میں مر گئے ہوتے۔ یعنی ہمیں بھی یہ نعمت میسر آجاتی جو اس لڑکے کو یتیمی کے باعث حاصل ہوئی اور حضور ﷺ کا اس قدر قرب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ لڑکا عمر بھر حضور ﷺ کی خدمت میں رہا اور جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو اس کو اس قدر رنج ہوا کہ وہ روتا تھا اور کہتا تھا کہ آہ۔ آج میں یتیم ہو گیا۔ میں غریب اور مسافر ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا۔ (حکایتوں کا گلدستہ بحوالہ قلیوبی)

☆☆☆

Marfat.com